

دوسروں کی شخصیات جاننے اور زندگی کے اہم معاملات
سلجھانے کے لیے ایک بہترین کتاب

علم النفس

ڈاکٹر حشمت جاہ

دوسروں کی شخصیات جاننے اور زندگی کے اہم معاملات
سلجھانے کے لیے ایک بہترین کتاب

علم النفس

مؤلف

ڈاکٹر محبت جاہ

شعبہ سائنس
نویڈاسکوائر کراچی
اردو بازار

Ph:2773302

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
49	خوشبو اور بدبو کا احساس کب نہیں ہوتا	5	علم النفس کیا ہے
50	دشمن پر فتح پابی کے لیے	16	علم النفس کا استعمال
50	حسب فضاء کام لینے کے لیے	22	سائنس کی تقسیم
50	افسر سے اپنی بات منوانے کے لیے	24	اوقات نفس
51	میاں، بیوی میں محبت کے لیے	28	سر تبدیل کرنے کا پہلا قاعدہ
52	باجھ پن سے نجات کے لیے	30	سر تبدیل کرنے کا دوسرا قاعدہ
53	ہر قسم کی مشکلات کے لیے	31	1 ششی سر یا نفس الملمہ
54	حفاظت سفر کے لیے	32	2 قمری سر یا نفس اللوامہ
56	پیٹ کے امراض کے لیے	33	3 عطاردی سر یا نفس تسادیہ
57	ہر قسم کے بخار کے لیے	34	4 مریخی سر یا نفس الامارہ
57	مرگی کے لیے	36	5 مشتری سر یا نفس الراضیہ
60	خون کے امراض کے لیے	36	6 زحلی سر یا نفس المرصیہ
61	اعصابی امراض کے لیے	37	7 زہری سر یا نفس المطمئنه
62	پلاس اور پیٹ کے امراض کے لیے	41	حسب فضاء کامیابی کے لیے
63	معدہ کے امراض کے لیے	42	ہر قسم کی پریشانی سے نجات کے لیے
64	سائنس کی رفتار سے مرض معلوم کرنے کے لیے	43	ہر قسم کے بخار کے لیے
64	کرنے کے لیے	44	سائنس کی تین اقسام کے لیے
66	بیمار صحت یاب ہو گیا یا نہیں	44	طویل عمر کے لیے
67	کسی پریشانی کو معلوم کرنے کے لیے	47	انسانی زندگی پر تین سروں کے اثرات
67	کامیابی اور ناکامی معلوم کرنے کے لیے	48	ہر قسم کی پریشانی سے نجات کے لیے
67	لئے	49	خوابی دماغ و معدہ سے بچنے کے لیے
69	سفر میں کامیابی ہوگی یا ناکامی	49	مطلوبہ سر چلانے کے لیے

جملہ حقوق بحق شمع بک ایجنسی کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب — علم النفس

مؤلف — ڈاکٹر حشمت جاہ

ناشر — شمع بک ایجنسی کراچی

سن اشاعت — جولائی 2008ء

اسٹاکسٹ

صا بری دار الکتب — قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

فہیم بک ڈپو — راجپوت مارکیٹ اردو بازار لاہور

رشید نیوز ایجنسی — فریئر مارکیٹ کراچی

اشرف بک ایجنسی — کمیٹی چوک راولپنڈی

کتب خانہ مقبول عام — امین پور بازار فیصل آباد

انوار بک ڈپو — نیم کی چاڑی سکھر

علم النفس کیا ہے

ابا بعد سرگشتہ کوئے جہالت و گم کردہ بیاباں بطالت شفق بے بضاعت ابجد خوان
دفعین علم و حکمت کو کیا طاقت کہ علم النفس کی توضیح و تشریح کر سکے۔ نفس ایک جوہر شریف
اور صفت لطیف ہے۔ جس کی اہمیت اور لطافت من عرف نفسہ فقد عرف ربہ سے واضح
اور لائح ہے۔ علمائے متین اور اولیائے کاملین بھی اسی بحر زار اور دریائے ناپیدا اکنار
کے ساحل تک نہ پہنچ سکے۔ پھر کہاں میں اور کہاں یہ علم عظیم المرتبت!

”مرا منہ ہے کہ میں جانوں یہ سرکاروں کی باتیں ہیں“

اس سے قبل بعض چھوٹے چھوٹے رسالے اس علم پر ضرور دیکھے گئے۔ لیکن کوئی
مبسوط اور مشرح کتاب ”علم النفس“ پر میری نظر سے نہیں گزری۔ عالمانہ ہو داس علم
کو سردوھا کہتے ہیں اور یہ علم ان کی کتابوں میں قدیم سے چلا آتا ہے۔ لیکن جب نفس
قدیم ہے (اس سے مراد وہ قدیم نہیں جو حادث کے مقابلہ پر ہے) تو اس کا علم بھی
قدیم ہے۔ مسلمانوں نے جہاں دنیا بھر کے علوم میں حق تحقیق و تدقیق ادا کیا وہاں علم
النفس بھی ان کے قلم اعجاز رقم کامنوں مرہون ہے اور مسلمانوں کی وقاری و نقادی اسی
مختصر رسالے سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ باوجود کہ اسلام کی تحقیق کے مقابلہ میں یہ
رسالہ ایک ذرہ ہے۔ ریگستان ناپیدا اکنار کا اور ایک قطرہ ہے دریا۔ ذہن کا لیکن اس

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
87	علم النفس کے عامل کے لیے ہدایات	70	تین سروں سے کامیابی یا ناکامی معلوم کرنے کے لیے
87	کھانے کی الرجی سے نجات کے لیے		انسانی حرکات سے کامیابی یا ناکامی معلوم کرنے کے لیے
89	علم النفس میں عملیات کی اہمیت	70	ضمیر معلوم کرنے کے لیے
90	علم النفس میں پابندی وقت کی اہمیت	71	شادی کا میاب ہوگی یا ناکام حاصل میں لڑکا ہے یا لڑکی
92	علم النفس میں پابندی مقام کی اہمیت	72	تجارت میں نفع ہوگا یا نقصان
94	علم النفس میں پابندی نشست کی اہمیت	73	شادی پسندیدہ جگہ ہوگی یا نہیں
94	اہمیت	76	بیماری سے صحت ہوگی یا نہیں
98	سر کا مضر معلوم کرنے کے لیے	77	ہنر سیکھنے میں کامیابی ہوگی یا نہیں
98	مراقبہ سے سر کا مضر معلوم کرنا	78	ملک سے باہر دوست کی خبر معلوم کرنے کے لیے
98	سوچا ہوا مضر معلوم کرنا	79	چوری شدہ چیز مل جائے گی یا نہیں
99	علم النفس میں عملیات کے لیے خاص وقت	81	بارش ہوگی یا نہیں
103	تخییر مجبوب کے لیے		کسی طرف کا سفر کرنے سے فائدہ ہوگا یا نہیں
108	نزلہ اور زکام کے لیے	82	ملازمت ملے گی یا نہیں
108	حب اور نفص کے لیے	83	غلہ خریدنے سے نفع ہوگا یا نقصان
112	سوئے گئے کی قوت میں اضافہ کے لیے	84	سر معلوم کرنے کے لیے
113	گری اور سردی پیدا کرنے کے لیے	85	صبح اٹھنے پر سر معلوم کرنا
114	پیت کے امراض کے لیے	85	کون سا دن سجد ہے کون سا شخص
116	خون کے امراض کے لیے	86	تین سروں کا تعلق قمری تاریخوں سے منسوب ہے
116	خیالات اور تصورات کی مضبوطی	86	غیر حاضر شخص کا سر معلوم کرنا
118	تخییر محبت کے لیے		
123	تخییر خلق کے لیے		
124	دائے نزلہ اور زکام کے لیے		
124	روحانی صلاحیت کے لیے		
125	روحانی صلاحیت کے لیے		

جامعیت اور خصوصیت کے ساتھ علم النفس پر کوئی بھی اپنے یہاں کی کتاب پیش نہیں کر سکتا۔ دنیا کا کتب خانہ اس علم پر اس جامعیت سے خالی نظر آئے گا۔ مجھے امید ہے کہ تشنگان چشمہ علم النفس میں ساغر کیف افزا سے سیراب ہو سکیں گے۔

نوشتہ بماندیہ بر سپید۔ نویسنده رانیست فردا امید

یہ کتاب اس وقت بھی کسی کے زیر نظر ہوگی جب شفق خاک میں معدوم ہو چکا ہوگا۔ اے ناظرین! اے اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے اللہ کے واسطے شفق کے لئے دعائے مغفرت کرو اور اس کی گناہ آلودہ روح کو تفتہ دعا سے شاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تیری بھی مغفرت کرے۔ آمین!

بدان اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارين نفس بفتحہ نون و سکون فایا نفس بفتحہ نون قدرت کا ایسا سر بستہ راز ہے جو آج تک حل نہ ہو سکا۔ نفس کا دوسرا نام روح ہے۔ جس کی ماہیت اور حقیقت ازل سے ابد تک محبوب و مستور ہیں گی۔ خلاق روح والحمد نے قل الروح من امر ربی کا حکم واجب الانقیاد جاری فرما کر لسان و اذہان پر مہر کر دی اور آئندہ بحث و تحقیق کا دروازہ بند کر دیا۔ نفس بفتحہ نون لغت میں بمعنی دم آیا ہے اور وہ جذب کرنا ہے۔ نسیم کا ناک یا منہ کے ذریعہ سے اور بفتحہ نون و سکون فایا بمعنی روح و جان و حقیقت ہر شے صاحب قاموس و صراح نے بمعنی خون بھی لکھا ہے۔

اور صاحب چراغ ہدایت نے بمعنی آلت تناسل بھی مستعمل ہونا ثابت کیا ہے۔ (مجھے اس سے اتفاق نہیں) غرض کہ لغات میں مختلف تشریح کی گئی ہے۔ لیکن اسے روح کہیے یا جان یا سانس یا خون سوال یہ ہے کہ آخر یہ کیا ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ انسانی زیرت کا دار مدار اسی آمد و شد اور ربط و قبض پر ہے۔ ”حکما کا قول ہے کہ یہ ایک جوہر بسیط ہے کہ بذاتہ ادراک معقولات کرتا ہے۔ لیکن اس نکتہ پر محققین کا اختلاف ہے کہ وہ جسم ہے

یا جسمانی یہ تفصیلات اور تاویلات بہت ہی طویل ہیں۔ چونکہ میرا موضوع اور مطلب ادراک نفس سے نہیں بلکہ اثرات نفس سے ہے۔ اس لئے میں اس بحث کو نظر انداز کرتا ہوں اور اس لئے کہ حکماء کی باہمی گفت و شنید صرف زود طبیعت ہے۔ ورنہ درحقیقت روح کی تمام بحث دفتر بے معنی ہے اور ”اس دفتر بے معنی غرق سے ناب اولے“ مختصر یہ ہے کہ نفس ایک جوہر بسیط ہے جو تمام حصہ جسم میں طاری و ساری ہے۔ حسب احکام شریعت اس کا نام روح اور موافق اصطلاح حکماء اس کا نام نفس ہے اور جس طرح جسم اور جسمانی کی بحث مانند شب فراق طولانی ہے۔ اسی طرح امر اور خلق کا اختلاف سلسلہ امید کی طرح ناقابل قطع ہے۔ لیکن شریعت نے اسے امر ہی قرار دیا ہے۔ ”قل الروح من امر ربی“ ارباب تصوف نے نفس کو سات قسم پر تقسیم کیا ہے۔ وھذا تقسیم النفوس سبعة اول نفس امارہ، عالم شہادت سے اس کا تعلق ہے۔ خواہشات اور نفسیات کی انجنت اس سے متعلق ہے۔ مکروہات اور معصیات کا منبع اور منہیات و سینات کا سرچشمہ ہے اس کا محل صدر ہے یعنی سینہ میں اس کا قیام ہے۔ منکرات و خواہشات اس کی واقعیت ہے۔ ان النفس الامارہ یحکم بالسوء اجسام پر وارد ہوتا ہے۔ اس کا رنگ نیلگوں سرخی مائل ہے۔ ستارہ مرخ سے اس کا تعلق ہے اس کی جہت غیر اللہ ہے۔ دوم نفس لوازمہ، عالم برزخ سے اس کا تعلق ہے اور محل خطور دل ہے۔ محبت و مودت رحم و شفقت اس کی طبیعت ہے۔ طریقت پر دال ہوتا ہے۔ رنگ اس کا زرد ہے اس کی جہت اللہ ہے اس کا تعلق قمر سے ہے۔ سوم نفس الملہ عالم ارواح سے اس کا تعلق ہے۔ اس کا منظر علی اللہ ہے مقام اور سکونت روح ہے اس کی خواہش عشق ہے۔ عشق کے چشمے اس منبع سے پھوٹتے ہیں۔ معرفت پر وارد ہوتا ہے اس کا رنگ سرخ ہے۔ شمس سے اس کا تعلق ہے۔ چہارم نفس المطمئنة ہے۔ قرآن پاک میں

اسے خاص انداز سے مخاطب کیا گیا ہے۔ یا یہاں النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة۔ (سورۃ فجر - 89 آیت 27 سے 28)

اس کی تفریح گاہ مع اللہ ہے۔ عالم حقیقت سے اس کا تعلق ہے اس کا نام سربہ تشدید ہے۔ اس کی تمنا وصل ہے۔ حقیقت پر وارد ہوتا ہے۔ اس کا رنگ سفید ہے زہرہ سے اس کا تعلق ہے۔ بنجم نفس الراضیہ اس کی جنت فی اللہ ہے عالم لاہوت سے اس کا تعلق ہے۔ اس کا کل سر السربہ۔ اس کی خواہش فنا ہے۔ مادرائے حقیقت کا ادراک کرتا ہے اس کا نور بنز ہے۔ ستارہ شتری سے منسوب ہے۔ ششم نفس الرضیہ اس کی جولانگاہ عن اللہ ہے۔ عالم ذات سے اسے نسبت ہے۔ اس کا محل انعقاد سودائے دل ہے۔ اس کی فطرت حیرت ہے کنذات کا ادراک کرتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ ہے اس لئے کہ ذات پردہ حیرت ہی میں پوشیدہ ہے۔ ستارہ زحل سے اس کا تعلق ہے۔ ہفتم نفس الکاملہ ہے اس کی نگہ پو تعارف باللہ ہے اور اسی طرف اشارہ من عرف نفسه فقد عرف ربه کا عالم وحدت سے اس کا تعلق ہے اس کی فطرت بقا ہے۔ (اسی لئے حضور گویاں الہی تسلیم کیا گیا ہے) مگر اس کا نور معین نہیں۔ وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کا رنگ اختیار کرتا ہے اور باکان و مایکون سے بحث کرتا ہوا سب پر چھا جاتا ہے۔ شب معراج میں جب حضور مخلوت خانہ خاص مسدود کان قاب قوسین پر جلوہ فرما تھے۔

بخشش امت کی بحث وہاں بھی جاری تھی۔ یہ وحدت میں کثرت کا اثر شاہ ہے اور نفس الکاملہ کا اثر تھا اور اس کا محل و مقام بھی معین نہیں جیسا کہ حضور کے خصائص میں ہے کہ ایک وقت فضہ (حضور کی لوٹری کا نام) اور حضرت زینب کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ حضرت بلال سے تکلم فرماتے تھے اس نفس ہفتیم کا تعلق عطار دے ہے اس تقسیم سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ نفس کی سات قسمیں ہیں اور سب سے یارگان سے اس کا تعلق ہے۔ جن

اصحاب نے علم النفس کو صرف دو ستاروں (شمس و قمری پر ختم کر دیا ہے۔ عدم تفکر و تجرک دلیل ہے۔ ان کی چشم ظاہریں نے ناک کے دو تھنوں کا اعتبار کرتے ہوئے دو ستاروں سے ہی منسوب کر کے اس علم کو ختم کر دیا۔ حالانکہ یہ نظریہ غلط ہے) اور میں آئندہ چل کر اس پر مفصل بحث کروں گا اس تقسیم نے اس بحث کا دروازہ کھول دیا کہ آیا یہ تقسیم بحیثیت ذات ہے یا باعتبار صفات یعنی کیا نفس باعتبار ذات واحد ہے اور باعتبار صفت منقسم ہے یا اس تقسیم کے ساتھ ذات اور حقیقت بھی منقسم اور متغائر ہو جاتی ہے۔ اسطو کی تحقیق یہ ہے کہ نفس باعتبار صفات منقسم ہے اور بحیثیت ذات واحد ہے اور اکثر حکماء نے اسطو کی تتبع کرتے ہوئے نفس کو باعتبار ذات واحد اور باعتبار صفت منقسم تسلیم کیا ہے۔ لیکن افلاطون بقرطاجالینوس کی تحقیق ہے کہ یہ تقسیم باعتبار صفات نہیں بلکہ باعتبار ذات ہے یعنی یہ اقسام ہی بجائے خود ذات ہیں اور ایک جماعت محققین اور متکلمین کی ان کی بھی ہمنوا ہے لیکن میں اسطو کی تحقیق کو ہی محسب ماننا ہوں۔ مشاہدہ شاہد ہے کہ ایک انسان میں وقتاً فوقتاً تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ ایک انسان کبھی نیک ہے کبھی بد کبھی رنجیدہ ہے کبھی خوش اگر نفس کا اختیار ذات تقسیم ہونا مان لیا جائے تو پھر تغیرات و انقلابات کا تسلیم کرنا محال ہو جائے گا اور تغیرات کا انکار بدیہات کا انکار ہے۔ کہ الا یخفی علی طبع السلیم ہاں یہ تو جہیر ہو سکتی ہے کہ ایک انسان میں نفوس کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے مگر اس کی رکاکت اہل نظر پر پوشیدہ نہیں۔ فطرت اور طینت تبدیل نہیں ہوتی تعلیم و تعلم یا کسی دوسرے ذرائع سے حقیقت اشیاء تبدیل نہیں ہوتی۔ اس بنا پر ایک جماعت نے کیا کے وجود سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ تبدیل حقیقت متنع ہے۔ البتہ صفات متغیر ہوتے ہیں اور یہ نظریہ محتاج دلیل نہیں کہ تعلیم و تعلم سے نفس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ وہ ادنیٰ سے اعلیٰ اور اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے۔ اگر تقسیم ذاتی مان لی جائے تو پھر تغیر و تبدل محال ہو جائے گا اور قطع نظر دوسرے

شعبوں کے شریعت میں بڑی الجھنیں پیدا ہو جائیں گی اور یہی وہ بحث ہے جس نے جبر یہ اور قدر یہ فرقوں کو پیدا کیا اور یہی مسئلہ جزا و سزا کا منبع و مطلع ہے اور یہی فرع ہے تقدیر و تدبیر کی قرآن پاک میں بھی متضاد آیات اس سے متعلق مانی جاتی ہیں اور جبر و اختیار کی بحث آج تک غیر مختتم ہے۔ یہ سب تقسیم ذاتی اور صفاتی کا ہی جھگڑا ہے۔ مثلاً ایک جگہ قرآن پاک نے نفس کو باعتبار ذات واحد تسلیم کیا ہے۔ مثلاً صم بکم عمی فہم لایرجعون۔ (سورۃ بقرہ 2 آیت۔ 18) اور ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوة۔ (سورۃ زمر۔ 39۔ آیت 37) اور من ینہد اللہ عملہ من مفصل (سورۃ زمر۔ 33۔ آیت 37) اور من ینصلہ اللہ فلا ہادی لہ۔ (سورۃ بقرہ 20۔ آیت 186) لیکن دوسری جگہ نفس کی ذاتی تقسیم پر زور دیا گیا ہے۔ مثلاً انہ کان توأباً۔ (سورۃ بقرہ۔ 111۔ آیت 3) اور ایس للہسان الا ما، یعنی۔ (سورۃ نجم۔ 53۔ آیت 39) اور اہلنا الصراط المستقیم۔ (سورۃ فاتحہ آیت 53۔ 5) اور بہت سی آیات قرآن میں جو بظاہر ایک دوسری کی متضاد نظر آتی ہیں جس میں ایک حرف نفس کے ذاتی ہونے پر دلیل ملتی ہے اور دوسری طرف صفاتی ہونے پر لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تقسیم صفاتی ہے اور نفس امارہ تعلیم تعلیم توبہ اور استغفار مجاہدہ ریاضات عبادت تقویٰ سے نفس لوامہ و مطمئہ مرضیہ وغیرہ بن سکتا ہے اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ ایک آدمی فتن و فجو میں مبتلا ہے، زنا، چوری، شراب اور تمام لوازمات نفس امارہ اس میں جمع ہیں اور اس پر مدامت اور عزالت ہے لیکن یکا یک وہ پلٹا کھاتا ہے اس میں انقلاب آتا ہے۔ وہ تمام معاصیات سے توبہ کر لیتا ہے اور زاہد و عابد بن جاتا ہے اب ہم اسے نفس امارہ کے دائرہ سے خارج کریں گے اور یہی دلیل ہے کہ نفس باعتبار ذات نہیں بلکہ باعتبار صفت تقسیم ہے۔

اس بدیہی اور مانی ہوئی بات کی تشریح بیکار ہے کہ انسان کی زندگی کا دار و مدار سانس پر ہے۔ بالفاظ صحیح زندگی کا نام ہی نفس ہے۔ اس کا عدم وجود انسان کا عدم وجود ہے۔ باقی اعضا تو مرنے کے بعد بھی قائم و بحال رہتے ہیں۔ لیکن موت کا فتویٰ نفس کے عدم پر ہی دیا جاتا ہے۔ اگر آپ تجربہ کریں تو معلوم ہوگا کہ مرنے سے قبل (ایک گھنٹہ سے دو گھنٹہ تک) ناک کے راستہ سے سانس کی آمد و رفت کم ہو جاتی ہے اور منہ کے ذریعہ زیادہ شروع ہو جاتی ہے اور مرتے وقت منہ کے راستے ہی سے سانس یعنی روح نکلتی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ چونکہ ناک کے نتھنوں کا تعلق سیارگان سے ہے اور اب وہ آخری وقت آ گیا ہے کہ سیارگان سے تعلق اور نسبت قطع ہو چکی ہے اس کے نتھنوں سے سانس کی آمد و رفت بھی منقطع ہو جاتی ہے اور جب انسان میں حیات کی پہلی برقی لہر دوڑتی ہے۔ (شکم مادر میں) تو بچہ منہ سے ہی سانس لیتا ہے جب اس کا سلسلہ سیارگان سے ملتا ہے تو ناک کے ذریعہ سے آمد و رفت شروع ہو جاتی ہے۔ حکماء نے تجربہ کیا ہے کہ مرنے سے تین روز قبل (زیادہ سے زیادہ) خوشبو اور بدبو کا احسان انسان میں مشتو ہو جاتا ہے۔ یعنی موت کا اثر نفس پر ہو جاتا ہے۔ موت کے قریب ہونے کی نمایاں علامتیں یہ ہیں ناک کا ابتدائی حصہ مڑ جاتا ہے اور نتھنے چپک جاتے ہیں۔ بال بکھر جاتے ہیں۔ دانت سفید اور بعض حالات میں سیاہ ہو جاتے ہیں۔ انسانی مشینری میں محرک پرزہ سانس اور محض سانس ہے جب تک یہ پرزہ حرکت میں ہے۔ تمام مشینری حرکت میں ہے اور جب اس پرزہ کی حرکت بند ہو جاتی ہے تو تمام مشینری معطل اور بیکار ہو جاتی ہے۔ لہذا نفس کا نام ہی انسان اور انسان کا ہی نام نفس ہے اور نفس کا نام ہی حیات انسانی اور حیات انسانی کا ہی نام نفس ہے۔ جس قدر دیگر علوم ہیں۔ مثلاً نجوم، رمل، جفر وغیرہ یہ سب فروعات اور علم النفس حقیقت ہے۔ لیکن

عوام میں متعدد اول نہ ہونے کی وجہ سے یہ شریف علم کیمیری کی حالت میں پڑا ہوا ہے۔ میری تحقیق اور تجربہ یہ ہے کہ کوئی علم علوم متعارفہ و منسوبہ سے اس علم کی ہمسری نہیں کر سکتا یہ قدرتی علم ہے اگر کوئی صاحب اس پر تھوڑی سی محنت کر کے عبور اور تجربہ حاصل کر لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اس علم کی ہمسری کوئی علم نہیں کر سکتا اور لطف یہ ہے کہ بالکل سیدھا سادھا اور اس کے قوانین صاف ستھرے ہیں اور کس طرح کی مشکلات اس میں نہیں۔ نہ ستاروں کے گورکھ دھندے اس میں ہیں اور نہ حروف کا بیچ و تاب نہ اس علم میں عربی اور فارسی کی ضرورت ہے نہ سنسکرت اور ہندی کی نہ مستحصلہ کی دشوار گزار وادیاں ہیں نہ رصد گاہوں کی جگر گداز صعوبتیں ہیں۔ سیدھی اور صاف سڑک ہے جو بغیر کسی ممانعت اور مشکلات کے ایوان مقصود تک چلی جاتی ہے۔

میں نے کئی کتابیں ماہرین کی تصنیف کے اس موضوع پر دیکھے ہیں لیکن میری نظر میں وہ نام تمام ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ رسالہ تمامی مطالب و مقاصد پر حاوی ہوگا۔

ارباب علم و حکمت پر پوشیدہ نہیں کہ انسانی حیات کا اختتام نفوس کی شمار پر ہے۔ قدرت نے جس قدر شمار معین کی ہے۔ موت پر وہ شمار ختم ہو جاتی ہے بعض حکماء نے اس راز کو پالیا تھا اور اپنی زندگی صد ہا سال تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے تھے اور یہ ہی معنی ہیں۔ اس آیت شریف کے اذاجاء اجلہم فلا یستأخرون ساعة ولا یستقلمون۔ (سورہ یونس 10- آیت 49) یعنی جب اجل آ جاتی ہے تو ایک ساعت کی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ اذاجاء اجلہم یعنی جب تعداد نفوس ختم ہو جاتی ہے تو پھر رشتہ حیات منقطع ہو جاتا ہے۔ قدرت نے ناک کے سوراخ سانس لینے کے لئے بنائے ہیں۔ یہ ہی دو دروازے ہیں جن سے ہماری حیات کا سلسلہ قائم ہے۔ جو لوگ منہ سے سانس لیتے ہیں وہ قانون قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور کسی بیماری

میں مبتلا ہو کر قبل از وقت موت کے بچنے میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ قدرت کا انتظام دیکھئے کہ ناک کے سوراخوں میں بال بھی پیدا کر دیئے ہیں یہ بال عبث نہیں بلکہ حیات کے دروازوں میں آہنی سلاخیں ہیں تاکہ کوئی مضر شے داخل نہ ہو سکے۔ کشش تنفس جو نیم جذب کرتا ہے اور اس میں نظر نہ آنے والے جراثیم شامل ہوتے ہیں۔ وہ سب ان بالوں میں اٹک جاتے ہیں۔ گویا ناک کے نتھنے قدرت کی چھلنی ہیں جس کے ذریعہ سے ہوا چھن چھن کر جاتی ہے۔ لہذا آپ اس مداومت اور عادت کریں کہ منہ سے سانس نہ لیا کریں یہ عادت خلاف تہذیب بھی ہے۔ قانون قدرت کے بھی خلاف ہے اور متعدد بیماریوں کا پیش خیمہ ہے۔ دوسری عادت یہ پیدا کریں کہ سانس رک رک کر لیا کریں بے تحاشا پے در پے بغیر کسی سکون کے سانس لینا زندگی بھی کم کرتا ہے اور بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں جو پہلوان کثرت کرتے اور ڈنڈ پلٹے ہیں ان کی عمر عموماً کم ہوتی ہے۔ سخت محنت اور مزدوری کرنے والے لوگ بھی عموماً کم عمر والے ہوتے ہیں۔ اس سے میری مراد یہ نہیں کہ ورزش بری چیز ہے ورزش صحت کے لئے ضروری شے ہے مگر اس کی حد یہ ہی ہے کہ سانس نہ پھولنے پائے۔ جب سانس پر زور پڑتا دکھائی دے ورزش ختم کر دو۔ سانس کا پھولنا اور ورزش پر ورزش کئے جانا بہتر نہیں ہے۔ غرض کہ سانس جس پر ہماری حیات کا دار و مدار ہے بہت ہی حفاظت کی مستحق ہے۔ اگر تم صاحب شعور اور قدرت کے قدر دان ہو تو سانس کا کوئی حصہ بھی ضائع نہ ہونے دو۔ تجربہ شاہد ہے کہ جب سانس زور زور سے چلتی ہے تو دل کی دھڑکن اور جست بھی تیز ہو جاتی ہے۔ یعنی سانس کی رفتار پر دل کی تڑپ منحصر ہے اور ظاہر ہے کہ جب دل کی تڑپ معمول سے زیادہ ہوگی تو اس میں کمزوری پیدا ہوگی اور دل کی کمزوری جو بدنتائج پیدا کرتی ہے وہ ظاہر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ واقعی ہماری زندگی کا دار و مدار سانس پر ہے۔ مگر اس سے دنیوی

کاموں کی اچھائی اور برائی کو کیا نسبت قدرت نے اسے مایہ حیات بنایا ہے نہ کہ سعادت و نحوست اس سے متعلق ہے۔ اگر ہمارا کوئی کام بن گیا تو اس میں سانس کا کیا کام تھا اور بگڑ گیا تو اس میں سانس کا کیا تصور تھا۔ اسے دنیوی کاموں پر منضبط کرنا زینت کلام کے سوا کچھ نہیں۔ ایک بے بنیاد حقیقت پر عمارت کھڑی کر دی گئی ہے۔ میں اس کے ثبوت میں تین مضبوط اور مستحکم سبب پیش کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ سانس علاوہ مایہ حیات ہونے کے سر قدرت کا ایک معمور خزانہ ہے اور اس میں ایسے ایسے حقیقت کے راز پنہاں ہیں کہ جس کو دیکھ کر صنعت بینچوں پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ پہلی دلیل تو یہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ابستہ گردش سیارگان ہے۔ عالم سفلی کو عالم علوی سے ایک خاص تعلق ہے یا یوں کہنے کے ایک زنجیر میں دونوں بندھے ہوئے ہیں۔ سیارگان کی نقل و حرکت گردش و رفتار طبقات زمین پر منعکس ہوتی ہے۔ رات اور دن کا تغیر، موسموں کی تبدیلی، گرمی اور جاڑ، بارش اور خشکی یہ سب انقلابات سیارگان کی حرکت سے ہی منسوب ہیں۔ پھولوں کا رنگ و روپ، زراعتوں کا اگنا اور پکنا سب سیارگان سے ہی متعلق ہے اور اس پر زیادہ دلیل کی ضرورت نہیں کہ اجرام فلکی مخفی اور علانیہ طریق پر کرہ ارض کے ذرہ ذرہ کو بذریعہ کشش مادی اپنے عمل اور اثر کا آماج گاہ بنارہے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک ایسی مشین کو جو حقیقتاً دنیا کی بنیاد ہے۔ (مراد از نفس) سیارگان کے اثر سے پاک مان لیں۔ جس طرح کائنات کا ہر جزا اثرات سیارگان سے اثر پذیر ہے۔ اسی طرح نفس بھی اجرام فلکی کے تاثرات سے خالی نہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ ناک کے سوراخ کو دو پر تقسیم کرنا یہ بھی قدرت کا ایک راز تھا۔ اگر بجائے دو سوراخوں کے ناک میں ایک ہی سوراخ ہوتا تو ہمیں سانس لینے میں کوئی تکلف اور تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر آپ ناک کے تھنوں کو بند کر لیں اور منہ سے سانس لیں تو آپ کی حیات میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ باوجود کہ منہ

ایک ہی ہے۔ علاوہ ازیں اگر آپ ایک تھن کو بند کر لیں جب بھی آپ کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے کہ ان کے ایک تھن میں گوشت آ گیا ہے اور تھن قطعی بند ہے مگر وہ سانس لینے میں کوئی زحمت نہیں دیکھتے اگر آپ ابھی اپنی ناک کا ایک تھن بند کر لیں تو سانس کی آمد و رفت بدستور رہے گی۔ چونکہ آپ ابتدائے زندگی سے دونوں تھنوں سے سانس لینے کے عادی ہیں۔ اس لئے ابتدا میں کچھ ناگوار ضرور معلوم ہو گا مگر یہ ناگوار ہی محض عادت ہے۔

انس کی آمد و رفت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور جب یہ کلیہ تسلیم کر لیا گیا کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة یعنی حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ناک کے سوراخ کو دو حصوں پر تقسیم کرنے میں کوئی حکمت پوشیدہ تھی اور ان ہی اسرار کے تشریح علم النفس کا موضوع ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ مستحکم اور قوی ہے کہ اگر آپ امتحان کریں گے تو معلوم ہوگا کہ سانس دونوں سوراخوں میں دم بدم تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کبھی دائیں کبھی بائیں سوراخ اور جب آپ تجربہ کریں تو تو معلوم ہوگا کہ شمس و قمر کی رفتار کے ساتھ ساتھ یہ بھی ادھر سے برابر ادھر، ادھر سے ادھر تبدیل ہوتی رہتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب نفس کا معیار صرف زندگی ہی ہوتا تو اس تغیر و تبدل کی ضرورت نہ ہوتی۔ کیونکہ بظاہر اس تغیر و تبدل سے کوئی اثر حیات انسانی پر نہیں ہوتا کوئی قرینہ اور دلیل ہمارے پاس نہیں جو اس پر دال ہو کہ تغیر و تبدل انسانی حیات پر منتج ہوتا ہے۔ اس تغیر و تبدل سے ظاہر ہو گیا کہ علاوہ حیات انسانیہ کے کوئی اور راز بھی قدرت نے اس میں پوشیدہ کیا ہے اور اس خفیہ ہجید کی تلاش اس علم کا موضوع ہے اور ہم تغیر و تبدل کو بھی بے اثر مان لیں تو ایک اور لطف اور لطیف ہجید ہے یعنی یہ تغیر و تبدل ایک خاص قانون کے ماتحت اور جب اس قانون میں فرق آتا ہے کوئی حادثہ اور اہم انقلاب پیدا ہوتا ہے یہ ناممکن

اور محال ہے کہ انسانی زندگی میں کوئی اہم انقلاب آنے والا ہو اور نفس کی رفتار میں فرق نہ آئے۔ فرق آتا ہے اور یقینی آتا ہے۔ گویا نفس قدرت کا الارم ہے جو قبل از وقت آنے والے واقعات کی خبر دیتا ہے، لیکن ہم چونکہ اس قانونی الارم سے واقف نہیں۔ اس لئے کبھی تجربہ نہیں کرتے اور اس قدرتی آگاہی سے نفع حاصل نہیں کرتے۔

قصہ کوتاہ یہ ثواب اولہ ہیں جن سے ثابت ہو گیا کہ علم النفس ایک ضروری اور کار آمد علم ہے اور یہ شخص ان قوانین پر عبور حاصل کرے گا اور بہت سے اہم معاملات زندگی کے سلجھا سکے گا۔ فقراء اور حکماء سادھو اور سنت اس سانس کے قدرتی اسرار پر حتی الوسع آگاہ تھے۔ ہم بعض کتابوں میں بھی پڑھتے ہیں اور مشہور بھی ہے کہ بعض فقیر اور حکیم اور سادھو کی زندگی سینکڑوں برس کی ہوئی۔ زندگی طویل کرنے کا راز اس نفس میں پوشیدہ ہے۔ مرگ ناگہانی اور قضاے مرم تو میری بحث سے خارج ہے۔ خدا کا حلیل حکم تمام علوم اور سیارگان پر حاوی ہیں۔ وہ چاہے تو حقیقت کو تبدیل کر سکتا ہے۔ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنا سکتا ہے۔ زحل کو سعد اور مشتری کو نحس بنا سکتا ہے۔ لیکن جو شخص اس کتاب کے چند قوانین پر عمل کرے گا وہ بہت سے انقلاب سے محفوظ و مصون رہے گا۔ بہت سے حوادث کا قبل از وقت چارہ کر سکے گا۔ بہت سی بیماریاں بے علاج کے دفع کر سکے گا۔ اپنی زندگی کو طویل کر سکے گا اور بہت سے مقاصد اپنے حل کر سکے گا۔ ذلک من عزم الامور۔ (سورۃ آل عمران 3 آیت 186)

علم النفس کا استعمال

عربی میں اس کا نام علم النفس اور ہندی میں علم سرودھا کہتے ہیں اس علم میں سانس یعنی تنفس سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ بات واضح کی جا چکی اور واضح ہے کہ انسانی زندگی کا

دار و مدار سانس پر ہے۔ سانس ناک کے دونوں نھنوں (یعنی سوراخائے بینی) سے کم و بیش ہر وقت جاری رہتی ہے۔ اس سانس کے بند ہو جانے کا نام موت ہے۔ اصطلاح علم میں اسے سر کہتے ہیں۔ علم النفس میں اس کی تین قسمیں مقرر ہیں۔ اول ایک نھن سے زور سے بے کسی رکاوٹ کے سانس آتا۔ دوم ایک نھن میں رک رک کر سانس آتا۔ سوم دونوں نھنوں سے برابر سانس کا آتا۔ جس نھن سے زیادہ سانس آتی ہے۔ اسے چلتا سر یعنی نفس جاری کہتے ہیں۔ جس نھن سے سانس رک کر آتی ہے اسے بند سر کہتے ہیں یعنی نفس مسدود کہتے ہیں اور جب سانس دونوں نھنوں سے برابر جاری ہو۔ تو اسے نفس متساویہ کہتے ہیں۔ ہندی میں ان ہر سہ اقسام کے نام یہ ہیں جب سیدھا نھن چل رہا اور بایاں بند ہو تو اسے پننگا کہتے ہیں اور جب بایاں نھن چل رہا ہو اور سیدھا بند ہو تو اسے ایڑا کہتے ہیں اور جب سانس دونوں نھنوں سے برابر چلتی ہے تو اسے سکھنایا سوکھنا کہتے ہیں۔ چونکہ جسم کے دہائی حصہ کا تعلق شمس سے ہے اس لئے جب سیدھا نھن چل رہا ہو اور الٹا بند ہو تو اسے شمشی سر کہتے ہیں اور اس کا خاص تعلق سورج سے ہوتا ہے اور جسم کے بائیں حصہ کا تعلق قمر ہے۔ لہذا جب الٹا نھن چل رہا ہو اور سیدھا بند ہو تو اسے قمری سر کہتے ہیں اور اس کا تعلق قمر سے ہوتا ہے۔ اس درمیانی سر یعنی نفس متساویہ کا نام ہندی میں ضرور ہے (سکھنا) لیکن کسی سارے سے متعلق نہیں اور یہ ایک فرد گزاشت بلکہ اہم غلطی ہے کہ ایک کثیر الوقوع واقعہ کا تعلق کسی سارہ سے نہ ہو۔ حالانکہ نجوم کا یہ دعویٰ ہے (اور صحیح ہے) کہ دنیا کا ذرہ ذرہ اور ہر جز ماتحت اثر سیارگان ہے۔ حکیم مطلق نے مادی دنیا کا نظم حرکت سیارگان سے ہی متعلق کیا ہے۔ پھر جب ایک موزوم ایک ناچیز ذرہ ایک بے حقیقت قطرہ ایک نازک پھول کی پتی بھی سیارگان کے اثر سے خالی نہیں تو پھر ایک عظیم الشان کام کہ قلیل الوقوع ہے کے لئے تو سیارگان کی مناسبت مان لیا جائے اور اس کے مقابلہ میں کثیر

الوقوع کو نظر انداز کر دیا جائے۔ جب سانس اٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے کی طرف آئی ہے یا سیدھے نتھنے سے اٹے نتھنے کی طرف منتقل ہوتی ہے تو دونوں حالتوں کے وسط میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ نفس متساویہ کا دور ہو اور ہوتا ہے۔ لیکن یہ غلطی متقدمین کی نہیں ہے۔ یہ غلطی ان نام نہاد مصنفین اور مؤلفین کی ہے کہ ادھر ادھر کی چار سطری باتیں لکھ کر کتاب کی صورت میں شائع کر دی۔ دنیوی نفع بھی حاصل کیا اور مصنفین میں نام بھی لکھ گیا۔ اگر وہ علم النفس کا بنظر غائر مطالعہ کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ نفس کا تعلق مثل دیگر افعال کے سببہ سیارگان سے ہے۔

علم النفس کی نسبت شمس و قمر پر ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ بظاہر ناک کے دو نتھنوں پر اعتبار کرتے ہوئے دو سیاروں سے ہی متعلق مان لیا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ عوام اور طلباء کے لئے ضروری مقصد علم النفس کا ان ہی دو سیاروں کی نسبت سے حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر کتاب خاص نہیں ہوتی۔ اسے عام و خاص دونوں ہی پڑھتے ہیں۔ لہذا کتاب لکھتے وقت خواص کے جذبات کا خیال نہ رکھنا ایک مصنف اور مؤلف کی خام کاری ہے۔ نفس کا تعلق خمسہ متخیرہ سے بھی اسی طرح سے ہے جس طرح شمس و قمر سے نفس کی رفتار کا تعلق سببہ سیارگان سے ہے اور لطف یہ ہے کہ نفس متساویہ کا نام کتابوں میں ہے۔ امور اس سے متعلق ہیں۔ لیکن کسی ستاروں سے تعلق نہیں ہے اور یہ غلطی اور ظلم ہے اور میں دلائل و شواہد سے ثابت کروں گا کہ نفس کی دو قسمیں نہیں بلکہ سات قسمیں ہیں اور جب تک یہ تقسیم نہ کریں گے علم نامکمل رہے گا اور ظاہر ہے کہ جب ایک شے کا وجود پایا جاتا ہے اور نام بھی رکھ لیا جاتا ہے۔ پھر کسی ستارے سے متعلق نہ کرنا قانون علم و عمل کے خلاف ہے۔ دنیا کے کام حسب قوانین مروجہ تین قسم پر عالمان علم النفس نے تقسیم کئے ہیں۔ شمس قمری ورمیانی پھر درمیانی حالت کو بے سیارے کے مان لینا اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ

حالت سلسلہ نظم کائنات سے علیحدہ ہے۔ حالانکہ یہ محال ہے ارباب خرد پر پوشیدہ نہ رہے کہ نفس متساویہ کا تعلق عطارد سے ہے اور خجوائے کبرے کا سلسلہ مرتج سے ضم ہے اور غروب کا تعلق مشتری سے والنفس حین یرجع من الیمین الی اليسار منسوب من الزحل وحین یرجع الی اليسار من الیمین مخصوص من الزہرہ۔ یعنی جب آفتاب نصف النہار (دن کے بارہ بجے جو خجوائے کبرے کا وقت شرعی ہے) پر ہو تو اس وقت نفس کا تعلق مرتج سے ہوتا ہے اور جب آفتاب غروب ہو رہا ہو تو اس وقت نفس کا تعلق مشتری سے ہوتا ہے اور جب نفس سیدھے نتھنے سے اٹے نتھنے کی طرف پلٹ رہا ہو تو اس کا تعلق زحل سے ہوتا ہے۔ (نفس متساویہ سے قبل) اور جب نفس بائیں نتھنے سے اٹے نتھنے کی طرف پلٹ رہا ہو تو اس کا تعلق زحل سے ہوتا ہے (نفس متساویہ سے قبل) اور جب نفس بائیں نتھنے سے سیدھے نتھنے میں منتقل ہو رہا ہو تو اس کا تعلق زہرہ سے ہوتا ہے۔ (من قبل نفس متساویہ) اور ہر نسبت کو انشاء اللہ تعالیٰ برہان قاطع اور دلیل ساطع سے روشن اور واضح کروں گا اور جو رموز اور اسرار علم النفس کے اب تک منظر عام پر نہ آئے تھے ان کو اجاگر کر دوں گا۔ اب ہر ایک کی تفصیل اور تاثر بیان کرتا ہوں۔ اہل حکیم نے عطارد کو بنفہ منٹ تسلیم کیا ہے۔ منٹ ایک قسم خاص بنی نوع انسان کی ہے جو نہ مردوں میں شامل ہیں نہ عورتوں میں ان کا شمار ہے۔ اسی طرح عطارد بھی اپنی ذاتی خاصیت اور اثرات کا حامل نہیں بلکہ سیارے کے اثر سے موثر ہوتا ہے اسی کی خاصیت اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً زحل کے ساتھ شمس اور مشتری کے ساتھ سعد ہے اور یہ عطارد کی ذات ہے اور ہر سیارے کے زیر اثر جو خاصی عطارد پیدا کر لیتا ہے وہ صفت ہے۔ (چونکہ ذات صفات پر مقدم ہوتی ہے۔ اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ جب دونوں نتھنوں میں برابر سانس جاری ہو۔ یعنی نفس متساویہ کی ساعت ہو تو کوئی

كر سكتے ھيں ڪر ايك ڪام آپ ڪر رہے ھيں اور وہ صبح طر يق پر ہو رہا ہے۔ يڪا يڪ اس ميں خرابي پيدا ھوگي يا ڪوئي غلطي ھوگي آپ حيران رہ جاتے ھيں ڪر ديڪھو سيد ھا ڪام ھوتے ھوئے ذرا سي دير ميں خراب ھوگيا اس خرابي ڪا باعث ڪھي آپ ڪي غلطي ھوتی ہے ڪھي ڪسي دوسرے ڪي بهر حال اچھا خاصا ڪام چلتے چلتے بگڑ جاتا ہے۔ اس ڪانام نفس متساويہ ہے۔ تھوڑی دير ڪے بعد پھر وہ ڪام درست ھوگيا۔ اس ڪانام نفس شمسي يا قمری ہے۔ دنيا ميں تين قسم ڪے ڪام ھيں۔ پھلي قسم يہ ہے ڪر ڪوئي ڪام ہم نے شروع ڪيا اور اول سے آخر تڪ حسب دلخواہ خیر و خوبی پر ختم ھوگيا۔ يہ خاصيت ہے شمسي يا قمری ڪي۔ دوسري قسم وہ ہے ڪر آپ نے ڪوئي ڪام شروع ڪيا اور اول سے آخر تڪ وہ بگڑتا ہی رہا اور ڪي وقت درستی پر ہی نہ آيا اس ڪانام نفس متساويہ ہے۔ تيسري قسم يہ ہے ڪر ڪوئي ڪام اچھی طرح ہو رہا تھا۔ يڪا يڪ درميان ميں بگڑگيا۔ تھوڑی دير بگڑا رہا اور پھر درست ھوگيا۔ يہ اثر نفس متساويہ ڪا ہے جب درميان ڪار ميں نفس متساويہ ڪا وقت آجائے گا تو ڪام بگڑ جائے گا۔ اب ايك اعتراض يہ وارد ھوتا ہے ڪر ميں نے نفس متساويہ ڪي ساعت ميں آغاز ڪار ڪي مطلق ممانعت ڪر دی۔ حالانڪہ عطار دسھد بھی ھوتا ہے اور خمس بھی گو بذاتہ عطار دنيڪ يا بدنيہیں مگر صفاتاً تو نيڪ ھوتا ہے يا بد۔ بدی ڪي حالت ميں تو آغاز ڪار ڪي ممانعت صحیح ہے ليڪن حالت دسھد ميں ممانعت ڪيوں؟ (ڪيونڪہ ميں نے آغاز ڪار ڪو مطلق منع ڪر ديا ہے) مگر ميں نے مطلقاً ممانعت اس وجہ سے ڪي ڪر عوام نہيں سمجھ سکتے ڪر اس وقت عطار دسھد حالت ميں ہے اس لئے بہتر يہ ہی تھا ڪر مطلق ممانعت ڪر دی جائے ليڪن جو اصحاب صاحب فہم و ذكاء ھيں ان ڪے واسطے تقسيم ڪار بھی ہے اور اسي ڪي تقسيم يہ ہے ڪر جب سانس الٹے تنھن سے سيدھے تنھن ميں منتقل ھو رہی ھو تو وہ ڪام ڪريں جس سے نفع حاصل ڪرنا مقصود ھو اور جب سانس سيدھے تنھن سے الٹے تنھن ميں آ رہی ھو تو نبض ھلا ڪي اھدا دافع آسيب دفع ضرر ڪار عمل ڪرو۔

ڪام شروع نہ ڪرو۔ جو ڪام نفس متساويہ ڪي ساعت ميں شروع ڪيا جائے۔ وہ اڪثر و بيشتر بے نتيجہ اور عبث ہی ھوتا ہے۔ ڪيونڪہ عطار داپني ذات ميں نہ نيڪ ہے نہ بد (يہ وقت عبادت اور رياضت ڪا ہے۔ آپ ڪہيں گے ڪر عبادت اور رياضت بھی آخر ايك ڪام ہی ہے۔ لہذا جو عبادت نفس متساويہ ڪي حالت ميں ڪي جائے وہ بھی نيڪ و بد اثرات سے خالي ھوگي اس ڪا جواب يہ ہے ڪر عبادت اور رياضت ڪا تعلق خدا ڪي ذات سے ہے اور خدائے ذوالجلال ڪي ذات سيارگان ڪے اثر سے بالاتر ہے۔ يہ تمام علوم امور دينوی سے متعلق ھيں۔ مذہبی امور ڪا تعلق ان ڪي ذات سے نہيں۔ اگر آپ اندڪ غور سے تامل ڪريں تو نتيجہ يہ ہی ڪارآمد ھوگا ڪر نفس متساويہ ڪو شريعت نے بھی بے اصل اور غير موثر تسليم ڪيا ہے۔ نفس متساويہ ڪے يہ معنی ھيں ڪر وہ وقت نہ شمسي سے متعلق ھو نہ قمری ہے۔ اسي طرح ضحوائے ڪبرے ميں نماز ڪي شرعاً ممانعت ہے اور ضحوائے ڪبرے دن رات ميں تين مرتبہ ھوتا ہے۔ وقت طلوع وقت غروب اور نصف النہار يہ اوقات ثنايے ھيں ڪر ان پر دن اور رات ڪا اطلاق نہيں ھوتا اور شرع ميں يہ وقت عبادت ڪا نہيں ہے جو خاصيت ان اوقات ڪي ہے وہ ديني عطار ڪي ہے۔ اوقات ضحوائے ڪبرے نہ دن ھيں نہ رات عطار داپني ذات ميں نہ نيڪ ہے نہ بد نفس متساويہ نہ شمسي ہے نہ قمری ليڪن جو ڪام آپ ڪر رہے ھيں نفس متساويہ ڪے وقت ميں اسے ترک نہ ڪرو۔ شروع ڪے ھوئے ڪام پر نفس متساويہ ڪا چنداں اثر نہيں پڑتا۔ ڪام ڪي جو ممانعت ميں نے ڪي ہے وہ ممانعت آغاز ڪار ڪي ہے۔

يعني ڪوئي ڪام شروع نہ ڪرو۔ چونڪہ آپ نے ڪوئي ڪام نفس متساويہ سے قبل شروع ڪيا ہے۔ لہذا اس ڪام ميں اس ستارے ڪا دخل ہے جس ڪي ساعت ميں آپ نے شروع ڪيا ہے۔ ڪام ڪے درميان ميں جو ستارے تبديل ھوئے ان ڪا اثر خاص نہيں پڑتا۔ اگرچہ بالڪليہ اثر سے محروم بھی نہيں۔ آپ نے اڪثر تجربہ ڪيا ھوگا اور غور ڪريں تو دن رات تجربہ

سائنس کی تقسيم

جس نتھنے سے سائنس زیادہ آرہی ہو اسے نفس جاری یا چلتا سر کہتے ہیں اور جس نتھنے سے سائنس کم آرہی ہو اسے نفس مسدود یا بند سر کہتے ہیں۔ اب اس حالت پر غور کرو کہ جب سائنس ایک نتھنے سے دوسرے نتھنے میں منتقل ہوتی ہے تو انتقال نفس کی یہ صورت ہے کہ چلتے سر کی ہوا دھیرے دھیرے بند سر کی طرف منتقل ہونا شروع ہوتی ہے۔ چند منٹ میں چلتا سر بند ہو جاتا ہے (کم ہو جاتا ہے) اور بند سر چلنے لگتا ہے۔ عقل سلیم اسے تسلیم کرتی ہے کہ جب سائنس ایک نتھنے سے دوسرے نتھنے میں بتدریج جانا شروع ہوگی تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب دونوں نتھنوں کی سائنس برابر ہوگی اور اسی حالت کا نام نفس متساویہ ہے۔ یعنی دونوں نتھنوں سے سائنس مساوی حصہ میں درمیان میں جاری ہو۔ بند سر کے یہ معنی نہیں کہ نتھنا کلیتہ بند ہو جائے بلکہ جس نتھنے سے ہوا زیادہ خارج ہو رہی ہو اسے چلتا سر کہتے ہیں اور جس نتھنے سے کم ہوا آرہی ہو اسے بند سر کہتے ہیں۔ ایک ضروری گزارش یہ ہے کہ ایک عرب کا قول ہے من صنف فقد استهدف یعنی جس نے کوئی کتاب تصنیف کی وہ تیز ملامت کا نشانہ بن گیا۔

نہ گفتند اردو کے باتو کار لیکن چونگتی دلش بیار

ارباب خرد و دانش پر بھی پوشیدہ نہیں کر دینا کبھی بھی ایک مرکز اور ایک خیال پر جمع نہیں ہوئی۔ ”ہر کس بہ خیال خویش خطے دارد۔“ ہر باغ میں ایک نیا عالم آباد ہوتا ہے۔ اگر ایک کتاب پر ایک علم موقوف ہوتا تو دنیا میں ہر فن پر ایک ہی کتاب ہوتی مگر شواہدات عالم شاہد ہیں کہ ایک فن پر ان گنت کتابیں ہوتی ہیں جو جس کی تحقیق ہے جو جس کا خیال ہے اور مذہب ہے وہ اسی کے مطابق کہتا ہے۔ ”از کوزہ ہماں بردن ترادو

کہ وراست“ اختلاف انسان کی فطرت ہے۔ میں جو کچھ اپنی کتاب میں لکھ رہا ہوں، یہ میری تحقیق اور سالہا سال کدو کاوش کا نتیجہ ہے۔ کئی اصحاب ایسے ہوں گے کہ جن کو میرے کلیہ سے اختلاف ہو گا مگر میں اپنی فطرت سے مجبور ہوں جس طرح آپ اپنی فطرت سے مجبور ہیں۔ اگر آپ کی تحقیق اس کے خلاف ہو جو میں نے لکھا ہے تو آپ اپنی تحقیق پر عمل کریں۔ جو بات اس کتاب میں آپ کو اچھی اور صحیح معلوم ہو اس کو لے لیں جو خلاف طبع ہو اس کو چھوڑ دیں۔ ”خدا مافاودع ما کدر“

علم النفس ایک وسیع اور بید علم ہے اور جس شخص کو اس پر عبور حاصل ہو جاتا ہے وہ بہت سے قدرت کے سر بستہ رازوں کو جان لیتا ہے۔ کاموں کے نتیجے اور آئندہ ہونے والے واقعات اس کو نظر آ جاتے ہیں اور یہ علم ایک بدیہی علم ہے دوسرے علوم کی طرح وہم و گمان کا نقشہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے قانون اور نتائج ہم آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً میں یہ سابقہ صفحات میں بتا چکا ہوں کہ الٹا نتھنا قمر سے متعلق ہے اور سیدھا نتھنا سورج سے منسوب ہے۔ اگر آپ اس کا امتحان کریں تو معلوم ہو گا کہ جب ہوا سیدھے نتھنے سے اٹنے نتھنے میں جاری ہو۔

یعنی سورج سے قمر میں تبدیل ہو رہی ہو۔ تو انسان کا جسم ٹھنڈا اور سرد ہو جاتا ہے چونکہ چاند سرد ہے۔ اس لئے اس کے اثر سے جسم میں بھی ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے اور جب سائنس اٹنے نتھنے سے سیدھے نتھنے میں آرہی ہو یعنی قمر سے شمس میں منتقل ہو رہی ہو تو جسم میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے چونکہ شمس گرم ہے اور حرارت اس کی طبیعت اور فطرت ہے اور آپ جب بھی امتحان کریں گے اس قانون کو صحیح پائیں گے۔ بخار کی شدت جب زیادہ ہوگی تو اس وقت شمس سر چلتا ہو گا۔ قمری سر کی حالت میں کبھی بخار کی شدت نہ ہوگی مائیکو لیا، دیوانہ پن، ہذیان، جنون یہ تمام حالتیں جب ہی زور پر ہوں گی جب قمری سر چلتا

ہوگا کیونکہ دیوانگی کو چاندنی سے خاص نسبت ہے۔ جس شخص کو مریگی کا مرض ہو اس کو جب دورہ پڑے گا اسی حالت میں پڑے گا اور جب ہی دیوانگی ہوگی جب قمری سرچل رہا ہو کیونکہ صرع دیوانگی کی ایک قسم ہے اور چاندنی میں جنون زیادہ ہوتا ہے۔

اوقات نفس

علم النفس کی بنیاد چاند کی تاریخوں پر ہے اور زمانہ دو قسموں پر منقسم ہے ایک عروج ماہ ایک زوال ماہ عروج ماہ یعنی چاندنی راتیں جن کو ہندی میں شکل پکش کہتے ہیں۔ ان تاریخوں میں چاند کی روشنی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ دوسرا زوال ماہ ان تاریخوں میں چاند روزانہ گھٹتا ہے ہندی میں ان تاریخوں کو کرشن پکش کہتے ہیں۔ یکم سے چودھ تک عروج ماہ ہے۔ (چودھ سے مراد چودھویں تاریخ نہیں بلکہ چودھویں شب مراد ہے یعنی تیرہ تاریخ کا دن گزر کر جورات آئے جس کی صبح کو چودھ ہوگی اور چودھ سے اٹھائیس تک زوال ماہ ہے۔ سانس ہر دو گھنٹہ میں) ایک نختے سے دوسرے نختے میں تبدیل ہوتی ہے اور یہ قدرت کا معین کردہ وقت ہے۔ جب تک سانس اپنی مقدار پر تبدیل ہو رہی ہے کوئی حادثہ یا واقعہ پیش نہیں آتا۔ آپ بے فکری سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن جب کوئی حادثہ یہ واقعہ ہونے والا ہے تو قدرت کی طرف سے پہلے آگاہی دے دی جاتی ہے اور اعلان کر دیا جاتا ہے اور قدرت کا اعلان یہ ہے کہ سانس بجائے دو گھنٹہ کے 3/2 گھنٹہ میں یا ایک گھنٹہ میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ بس جب آپ دیکھیں کہ ہماری سانس دو گھنٹہ سے قبل تبدیل ہوگئی تو جان لی کہ کوئی حادثہ یا واقعہ ہونے والا ہے۔ یہ قانون بھی معلوم کر کہ سانس بھی دو گھنٹہ سے زیادہ ایک سر میں نہیں چلتی ہاں اس تعداد میں کمی ہو جاتی ہے۔ واقعات اور حوادث کے وقت سانس جلد جلد سر تبدیل کرتی ہے۔ مگر کبھی دیر میں تبدیل

نہیں ہوتی۔ اگر آپ کو یہ معلوم کرنا ہو کہ اس وقت کون سا سرچل رہا ہے تو ایک نختے کو انگلی سے بند کر لو اور دوسرے نختے سے سانس خارج کرو۔ اگر بند سر ہے تو سانس رک رک کر کم مقدار میں آئے گی۔ اگر سانس زور زور سے صاف نکل رہی ہے تو اسے چلا سر کہتے ہیں۔ اگر دونوں نختوں سے برابر سانس (ہوا) نکل رہی ہے تو اسے نفس مساویہ کہتے ہیں۔ سانس کی رفتار کا منضبط قانون قدرت یہ ہے کہ قمری ماہ کی پہلی تاریخ کو آفتاب نکلتے وقت بایاں سر چلا ہوگا اور یہ تین دن تک برابر طلوع آفتاب کے وقت رہے گا۔ اس میں کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ اس دلیل سے رویت کا اختلاف بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ رویت ماہ میں اکثر اختلاف رہتا ہے۔ خصوصاً رمضان المبارک اور عید کے چاند میں اکثر اختلاف ہو جاتا ہے۔ اکثر شہروں میں روزہ شروع ہو جاتا ہے اور اکثر شہروں میں نہیں۔ اسی طرح اکثر وعیدیں ہوتی ہیں۔ غرض کہ رویت ہلال مشتبہ ہو جاتی ہے لیکن علم النفس ایک ایسا مکمل قانون ہے کہ اس میں کبھی نظر و فریب نہیں کھاتی یعنی جب چاند کی حالت مشتبہ ہو اور اس میں اختلاف پایا جائے تو رات چاند دکھائی دیا یا نہیں تو آپ صبح کو سورج نکلتے وقت غور سے دیکھیں کہ کون سا سر جاری ہے۔ اگر بایاں سر جاری رہے تو یقیناً چاند ہو گیا۔ اگر داہنا سر جاری ہے تو یقیناً چاند نہ ہوا۔ ہاں شرعی حقیقت سے یہ دلیل پیش نہیں کی جاسکتی قدرت کا مکمل قانون ہے کہ چاند کی پہلی دوسری تیسری تاریخ کو طلوع آفتاب کے وقت بایاں یعنی قمری سر چلا ہوگا تین دن کے بعد یعنی 4, 5, 6 تاریخ کو ششی سر (داہنا نختہ) طلوع آفتاب کے وقت چلا ہوگا۔ اس حساب سے ہر تین دن کے بعد سر ششی اور قمری میں تبدیل ہونا رہتا ہے اور یہ دور دہما ابداء ہے۔ اس حساب سے قمری اور ششی تاریخیں حسب ذیل ہوں گی۔

قمری: 1, 2, 3, 7, 8, 9, 13, 14, 15, 19, 20, 21, 25, 26, 27

شخصی: 4,5,6,10,11,12,16,17,18,22,23,24,28,29,30

آپ چاند کی تاریخوں کا شمار رکھئے اور روزانہ طلوع آفتاب کے وقت دیکھ لیا کیجئے کہ سر موافق چل رہا ہے یا مخالف یعنی تاریخ معینہ سطور بالا کے موافق ہے اگر موافق چل رہا ہے تو سمجھ لیں کہ آج کا دن بے غل و غش اور بے فکر و تشویش کے گزرے گا کوئی حادثہ اور واقعہ ایسا نہ ہوگا جس سے اضمحلال اور شگستگی پیدا ہو اگر سر کا خلاف چلنا پایا جائے یعنی بجائے سیدھے کے الٹا اور بجائے الٹے کے سیدھا تو یہ قدرتی اعلان ہے کہ آج کوئی انقلاب زندگی میں پیدا ہونے والا ہے اور یہ یقیناً انقلاب ہوگا قدرتی اعلان کبھی منسوخ اور تبدیل نہیں ہوتا۔ نفس کا تغیر ہماری ذات کا تغیر ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین کریں کہ انقلاب دو قسم کا ہوتا ہے۔ برائی سے اچھائی کی طرف اور اچھائی سے برائی کی طرف ایک شخص غریب اور محتاج تھا۔ یکا یک وہ دولت مند اور امیر بن گیا۔ اس کا نام بھی انقلاب ہے ایک شخص صاحب ثروت و دولت تھا ناگہاں وہ بیکمت اور فلاکت زدہ گیا۔ اس کا نام بھی انقلاب ہے۔ نفس کے تغیر و تبدل سے یہ تو معلوم ہوگا کہ ہماری حالت متقلب ہونے والی ہے۔ لیکن دو امور تشنہ تکمیل رہے اور دونوں مسئلے نہایت عمیق اور ضروری ہیں اول یہ کیا ترقی سے تنزل کی طرف یا تنزل سے ترقی کی طرف دوم یہ کہ آخر یہ انقلاب آج ہی پیدا ہوگا یا کب؟ یہ دو سوال ضروری ہیں۔ میں اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ اس کے لئے آپ مندرجہ بالا تاریخ پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ آیا قمری سے شمس میں تبدیل ہوا ہے یا شمس سے قمری میں یعنی سیدھا تنھنا چلنا چاہئے تھا۔ بجائے اس کے الٹا تنھنا چل رہا ہے۔ یا الٹا تنھنا چلنا چاہئے تھا بجائے اس کے سیدھا تنھنا چلا اس کا قاعدہ اور کلیہ یہ ہے کہ اگر بجائے الٹے تنھنے کے سیدھا تنھنا چلا ہے تو یہ انقلاب تنزل سے ترقی کی طرف ہے اگر سیدھے تنھنے کے بجائے الٹا سر چلا ہے تو یہ انقلاب ہے ترقی سے تنزل کی طرف

بصورت اولیٰ رنج و فکر نقصان و جھگڑا بیماری اور مقدمہ وغیرہ پیش آنے والا ہے۔ بصورت دیگر نفع اور تندرستی، فتح اور کامرانی، ملازمت اور ترقی کے آثار ہیں۔ جس طرح نقصانات کی فہرست طویل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مفادات کی تفسیر اور تفصیل بھی لمبی چوڑی ہو سکتی ہے۔ اس مبسوط فہرست کے چند در چند عنوانات میں سے کون سا باب شروع ہوگا۔ اس کی شناخت مجھے معلوم نہ ہو سکتی یعنی اگر نقصان ہے تو کسی قسم کا اور نفع ہے تو کس قسم کا اس مبہم کی تفصیل میں نہیں کر سکتا۔ اب رہ گیا دوسرا صل طلب مسئلہ آیا اس انقلاب آنے کی مدت کیا ہے۔ کیا اسی دن آئے گا جس دن سر تبدیل ہوا ہے یا پھر کب؟ اس کے متعلق یہ قاعدہ ہے کہ جس قدر کم مدت نفس برعکس چلتا رہے گا اتنی ہی زیادہ درازی پر انقلاب رونما ہوگا۔ مثلاً سورج نکلنے ہوئے دیکھا کہ سر مخالف چل رہا ہے۔ لیکن چند منٹ کے بعد پھر درست اور صحیح ہو کر قانون معینہ پر چلنے لگا تو یہ ثبوت ہے کہ ابھی انقلاب میں تاخیر ہے اور وزن و مقدار میں بھی سبک ہے۔ اگر دیر تک چلتا رہا تو انقلاب قریب ہے اور وزن و مقدار میں بھی گراں ہے۔ یہ فیصلہ نفس کی مدت قیام پر ہوگا۔ کیونکہ ہر انقلاب اور ہر واقعہ میں سبکی اور گرانی ہوتی ہے۔ مرض اس کا بھی نام ہے کہ معمولی بخار آ گیا زکام ہو گیا اور مرض اس کا بھی نام ہے کہ تپ و جیسا حزن اور مہلک مرض پیدا ہو گیا۔ جھگڑا اور خفا یہ بھی ہے کہ کسی سے معمولی غلط ہو گئی اور جھگڑا اس کا بھی نام ہے کہ کشت و خون پر فوج آ گئی ہے۔ ان سب کا وزن اور مقدار محض کرنا نفس کی مدت پر منحصر ہے۔ یہاں یہ قانون بھی معلوم کرو کہ نفس کی تبدیلی سورج نکلنے وقت پر بھی ختم نہیں بلکہ دیگر اوقات شبانہ روزی میں بھی نفس متغیر ہو جاتا ہے۔ یہ تغیر بھی حادثات اور واقعات کا اعلان ہے مگر ہم دنیا کے پھندوں میں از سر تپا گرفتار اور مقید ہیں ہمیں نہ اس قدر فرصت نہ ضرورت کہ دن بھر بیٹھے ہوئے سانس کا مطالعہ کرتے رہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے لوگ ہیں اور ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر وقت

اپنی سانس کا امتحان کر سکتے ہیں کہ آیا نفس صحیح چل رہا ہے یا غلط۔ اگر آپ زیادہ سے زیادہ تیس دن تک علم النفس کو رٹ لیں تو پھر کسی کتاب اور امتحان کی ضرورت نہیں۔ آپ انداک اشارہ میں معلوم کر سکیں گے کہ گویا نفس صحیح چل رہا ہے یا غلط اور طریق اس کی مشق کا یہ ہے کہ پہلے وہ تاریخیں ازبر کر لیں جن پر شمش اور قمری سر تقسیم ہیں اور یہ حفظ کر لیتا بالکل آسان ہے۔ بعد ازاں طلوع کا وقت روزانہ تحقیق کر لیا کریں اور ہر دو گھنٹہ کے بعد دیکھ لیا کریں کہ آیا رفتار صحیح ہے یا غلط بس اگر صحیح ہے تو حالات بھی صحیح ہیں۔ اگر رفتار غلط ہے تو حالات بھی غلط ہیں۔ مگر یہ طول اٹل ہے کم از کم آپ اس قدر کر سکتے ہیں کہ جب کسی سانحہ اور واقعہ کے پیش آنے کے آثار ہوں اس وقت حساب کر کے دیکھ لیں کہ رفتار نفس صحیح ہے یا غلط اور اسی پر اس واقعہ کو منطبق کر لیں۔ یہ غور کر لیجئے کہ یہ باتیں نطن اور وہم و گمان نہیں بلکہ حقیقت اور فطرت ہیں علم النفس کا ہر جز حقیقت اور واقعیت پر مشتمل اور محسوس ہے۔

سُر تبدیل کرنے کا پہلا قاعدہ

اب ایک اور قانون یاد کرنے کے قابل ہے کہ جب سانس قانون معینہ کے برعکس چل رہی ہو تو کیا کوئی قاعدہ ہے کہ جس سے ہم سانس قاعدے اور نظام کے ماتحت کر سکیں۔ ہاں ایسا قاعدہ بالکل آسان ہے ہر شخص جب چاہے اپنے سُر کو دوسری طرف چلا سکتا ہے۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ جس سمت کا سُر چلانا منظور ہے اس کے مخالف سمت پر لیٹ جاؤ یعنی جو سُر چل رہا ہو اس پہلو پر لیٹ جاؤ۔ اس صورت میں جس سمت کا چلانا منظور ہو اس کی مخالف سمت ہوگی۔ مثلاً اگر داہنا سُر چل رہا ہے اور تم چاہتے ہو کہ داہنا سُر بند ہو کر اب بایاں سُر چلنے لگے تو تم داہنے پہلو پر لیٹ جاؤ اور داہنے کان کو انگلی

سے بند کر لو اور داہنی بغل کو سیکٹر لو اور داہنے نٹھے کو بھی روٹی سے بند کر لو اور بند نٹھے سے خوب زور زور سے ہوا خارج کرو۔ تین چار منٹ تک یہ مشق کرنے سے کھلا ہوا نٹھا بند ہو جائے گا اور بند نٹھا جاری ہو جائے گا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نٹھا کھل کر ہم کو معلوم ہوا کہ آج سُر خلاف چل رہا ہے اور یہ علامت حادثے کی ہے۔ اب ہم نے تبدیل نفس کے قاعدے پر اپنی سانس کو تبدیل کر لیا یعنی موافق قانون بنالیا تو کیا اس سے آنے والا واقعہ اور ہونے والا حادثہ بھی تبدیل ہو گیا یا اس تبدیلی کا اس پر اثر نہ پڑے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سُر کو اختیاری تبدیلی سے ایک گونہ تعلق ہے۔ آنے والا حادثہ جس کا اعلان خلاف سُر کر چکا تھا پیش آئے گا۔ لیکن اس کی اہمیت کم ہو جائے گی اور یہ اختیاری تبدیلی ایک حد تک اس کی قوت سلب کر لے گی۔ اس لئے کہ اگر خلاف سُر جاری رہتا تو وہ واقعہ بھی برابر جاری رہتا۔ مثلاً ایک گھڑی میں 7 بج کر چالیس منٹ آئے ہیں اور اس جگہ آپ نے اس کو رفتار کو بند کر دیا تو اب آٹھ نہ بجیں گے لیکن 7:14 جونچ چکے تھے اس کو واپس کرنا بھی آپ کے اختیار میں نہیں۔ اگر آپ بند نہ کرتے تو آٹھ اور نو علیٰ ہذا القیاس اس وقت تک بچتے رہتے جب تک کہ اس کی کمائی میں قوت باقی رہتی اور ان قوانین کے معلوم نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ ایک انقلاب آتا ہے اور بعض وقت اس قدر طویل ہو جاتا ہے کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے اگر اس واقعہ کا سد باب کر دیا جاتا ہے تو وہ انقلاب بھی ختم ہو جاتا ہے۔ بس جس طرح ہماری حیات کا دار و مدار نفس پر ہے اسی طرح ہماری دنیا کے سارے کام علم النفس پر مشتمل ہیں کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا کام ایسا نہیں ہے۔ جس پر قوانین نفس کا اثر نہ ہو اور یہ قوانین انسان کو معلوم ہیں۔ لیکن مداوات اور تجربہ نہ ہونے کے سبب اس پر توجہ نہیں خدائے ذوالجلال نے قرآن مجسم میں فرمایا۔ بیل الانسان علی نفسه بصيرة (انسان کو

قوانین پر بصیرت ہے) اب میں ان قوانین کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو کل قوانین پر عبور ہو جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل کا عہدیم الفرصت اور کم ہمت انسان کسی علم میں درک کامل حاصل نہیں کر سکتا اور تمام قوانین پر عمل درآمد بہت ہی مشکل ہے تاہم اس کتاب کے مطالعہ سے آپ بہت سے انہیں معلوم کر سکیں اور یہ بعید نہیں کہ آپ چند بہل اور آسان قوانین پر عمل بھی کریں۔

سُر تبدیل کرنے کا دوسرا قاعدہ

ایک قاعدہ سانس تبدیل کرنے کا آپ کو معلوم ہو گیا۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب سانس تبدیل کرنا ہو تو پانچانہ میں جائے اور جس تھنہ کو آپ بند کرنا چاہتے ہیں اس طرف کے پاؤں پر زور دے کر بیٹھیں اور جس طرف تبدیل کرنا چاہتے ہیں اس طرف کا پاؤں کھڑا کر لیں یعنی صرف انگلیاں قد چھ پر رکھی رہیں۔ باقی حصہ زمین سے اٹھا کر اجابت کریں۔ فوراً وہ تھنا بند ہو جائے گا۔ جس پر زور دیا ہے اور وہ تھنا مکمل ہو جائے گا۔ جس کی طرف کا پاؤں کھڑا رہے۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض اوقات سانس تبدیل ہو کر پھر اسی طرف عود کر جاتی ہے جہاں سے اسے پلایا گیا تھا۔ اس لئے احتیاط کریں کہ سانس پلٹ نہ جائے۔ اور اس کے واسطے پانچ سے دس منٹ تک کا وقفہ کافی ہے۔ یعنی اس مدت میں سانس دیر پا اور قائم ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ سُر تبدیل ہونے کا قدرتی وقت دو گھنٹہ تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر یہ مدت کلیہ نہیں ہے۔ بلکہ کثرت پر حکم لگایا گیا ہے۔ ورنہ بعض اوقات ایک گھنٹہ یا اس سے کم بیش تک خود بخود تبدیل ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اقسام شخص پر دنیا کے تمام کاروبار تقسیم ہیں جس کا نقشہ اور مفصل حال میں نے اسی کتاب میں دوسری جگہ

بیان کر دیا ہے۔ اب مثلاً سیدھا سر چل رہا ہے۔ لیکن قدرت کو ایسا کام کرانا ہے جس کا تعلق اگلے سر سے ہے تو ایسی حالت میں سانس پہلے تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھر انسان کے دل میں اس کام کو کرنے کا خیال اور پھر عزم پیدا ہوتا ہے۔ اب میں نفوس سبعہ کی تشریح اور تفصیل بیان کرتا ہوں۔ اندک تفصیل اس کی اور اوراق سابقہ میں کر چکا ہوں۔ سر دودھا جاننے والے ہندو عالموں نے سانس کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ جن میں سے دو کا تعلق سیارگان سے ہے اور ایک کا تعلق کسی سیارے سے نہیں اور میں نفس کی سات قسمیں تحقیق کر کے ان کا نام اور نشان مختصر بتا چکا ہوں اور اب ان کی تفصیل کرتا ہوں تاکہ اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کو اس کتاب کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

(1) شمشئی سُر یا نفس المہمہ

جب سانس کا بہاؤ تیزی سے سیدھے تھنہ میں ہو اس کو شمشئی سُر کہتے ہیں اور ہندی میں اس کا نام پنگھا ہے۔ چونکہ جسم کا داہنا حصہ شمس سے منسوب ہے اسی نسبت سے سیدھے تھنہ کے سُر کو شمشئی کہتے ہیں۔ اس کا سیارہ شمس ہے اور رنگ سرخ ہے اور اصطلاح تصوف میں اسے نفس المہمہ کہتے ہیں اور قانون علم النفس میں جب شمشئی نفس چل رہا ہو تو اس وقت یہ کام کئے جائیں تو مفید ہوتے ہیں۔ جامت بنوانا، عمل عداوت کرنا، باہمی تفرقہ ڈالوانے کی کوشش کرنا سلفی عمل پڑھنا، مکان کا توڑنا، کسی جگہ کو دیران کرنا، درخت کی شاخوں کو توڑنا، کسی کو فریب اور دھوکا دینا، کسی کو مرتبہ سے گراتا، جوا کھیلانا، شکار کھیلانا، شراب پینا، کشتی لڑنا، مباشرت کرنا، مسہل (جلاب) پینا، کسی کے کام کو روکنے کی کوشش کرنا، کسی کو کسی برے کام کی رغبت دینا، بی بی کو طلاق دینا، کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے مقدمہ کرنا اور اس قسم کے کام دایاں سر چلنے میں یعنی نفس میں کرنا اکثر مفید ہوتے

ہیں اور کامیابی ہوتی ہے اگر اتوار یا ہفتہ یا منگل کا دن ہو تو اور بھی ان اثرات میں تیزی ہوتی ہے اور اگر زوال ماہ یعنی اندھیری راتوں میں یہ کام کئے جائیں تو پھر نفس شمی کی طاقت میں بے حد اضافہ ہو جاتا ہے اور اکثر و بیشتر کامیابی ہوتی ہے۔ شاید بعض اصحاب اعتراض کریں کہ ایسے کاموں کی تلقین اور تحریریں دی گئی ہے جو شرعاً اور مذہباً بھی حرام ہیں اور اخلاقاً و تہذیباً بھی مذموم ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ میں تحریریں اور ترغیب کے طریق پر نہیں لکھ رہا ہوں۔ بلکہ مجھے نیک و بد اثرات کا بیان کرنا ہے اور نفوس کے ماتحت جو امور کامیاب ہو سکتے ہیں ان کو بتانا ہے کوئی صاحب حرام امور پر عمل نہ کریں صرف علمی تحقیق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو برے کاموں سے بچائے۔ (آمین)

(2) قمری سُر یا نفس اللوامہ

جب سانس کا بہاؤ تیزی سے اٹنے نکلنے میں ہو تو اصطلاح علم النفس میں اسے قمری سُر کہتے ہیں اور اصطلاح تصوف میں اسے نفس اللوامہ کہتے ہیں اس کا رنگ زرد اور سیارہ قمر ہے۔ ہندی میں اسے ایڑا کہتے ہیں۔ چونکہ قمر کا تعلق انسانی جسم کے بائیں حصہ سے ہے۔ اسی نسبت سے اس سُر کو قمری سُر کہتے ہیں۔ قمری سُر میں ایسے کام کرنا مفید ہیں جو دیر پا اور مستقل ہوتے ہیں اور ساتھ ہی شرعاً اخلاقاً اور قانوناً مستحسن ہوں۔ مثلاً کنواں کھدوانا، باغ لگانا، دوکان کا افتتاح کرنا، تجارت کا آغاز کرنا، مکان کی بنیاد رکھنا، مکان تبدیل کرنا، بچہ کو مدرسہ میں بٹھانا، اگر کوئی ہنر سیکھنا ہو تو اس کی تعلیم کا آغاز کرنا۔ ملازمت کرنا، بچوں کا نام رکھنا، روپیہ بینک میں جمع کرنا یا زمین میں دفن کرنا یا حفاظت کے لئے صندوق میں رکھنا، جائیداد خریدنا، جانور خریدنا، کھیت میں بیج ڈالنا اور اسی قسم کے کام قمری سُر میں کرنا بہت مفید ہوتے ہیں۔ اگر پیڑ، بدھ،

جھرات، جمعہ کا دن ہو تو اور بھی اثر میں زیادتی ہوتی ہے اگر عروج ماہ یعنی چاندنی راتوں میں اس قسم کے کاموں میں سے کوئی کام کیا جائے تو پھر نفس قمری کی طاقت میں دس گنا طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

(3) عطاردی سُر یا نفس متساویہ یا نفس الکاملہ

جب سانس دونوں نٹھوں سے برابر جاری ہو تو اصطلاح علم النفس میں اسے نفس متساویہ کہتے ہیں اور ہندی زبان میں سکھنا اس کا نام ہے اور اصطلاح تصوف میں اسے نفس الکاملہ کہتے ہیں۔ اس کا رنگ غیر معین ہے اور سیارہ عطارد ہے اس کا تعلق شمی قمری اور تمام سیارگان سے ہے۔ اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ مساوات ہر جز میں ہوتی ہے۔ مثلاً شمی سُر ہے۔ تو قمری سُر کا دہاں وجود نہ ہوگا۔ لیکن مساوات کا قانون بہر حال اس میں ہوگا اور جب قمری سُر ہوگا تو اس میں شمی کا شائبہ نہ ہوگا۔ لیکن نفس متساویہ کا وجود اس میں بھی پایا جائے گا اور یہ کلیہ حکمت و فلسفہ سے متعلق ہے چونکہ مسئلہ دقیق ہے اس لئے اندک تشریح ضرور ہے۔ قمری سُر ہو یا شمی ہو۔ اپنے تمام دور میں اول سے آخر تک ایک رفتار پر قائم نہیں رہتا۔ بلکہ اس درمیان میں بھی نامعلوم طریق پر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس سے مراد تبدیل مقام نہیں بلکہ اپنے مقام میں رہتے ہوئے بھی تیزی اور سکی کا قانون جاری رہتا ہے اور ہر حالت میں نفس متساویہ کا وجود پایا جائے گا۔ خواہ وہ تیزی سے سکی کی طرف یا سکی سے تیزی کی طرف مائل ہو رہا ہو اور آپ جب غور کریں گے تو ہر مقام پر نفس متساویہ کا وجود پائیں گے۔ اسی لئے اس کو نفس کاملہ کہا گیا ہے اور اس کا رنگ بھی غیر معین ہے۔ اہل بصیرت ہر رنگ میں اس کا رنگ دیکھ لیتے ہیں۔

بہر رنگ کے خواہی جامہ می پوش۔ من انداز قدت رامی شام

لیکن یہ دقیق اور باریک مقام محل استدلال نہیں اور ان سے نتیجہ اخذ کرنا ان اصحاب کا کام ہے جو اس علم میں درک کامل حاصل کر چکے ہیں۔ بالفاظ صحیح اسے حال کہہ سکتے ہیں۔ جو فال کی رنگ آمیزی سے خالی ہے اور اس میں اس تاریک پہلو کو روشنی میں لانے سے مجبور ہوں۔ جس انداز قد کو لباس تحریر نہ پہنائیں اس سے دامن بچا کر ہی چلنا مجبوری ہے بس ہم اس نفس متساویہ ظاہرہ سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ جب سربوئی طرف سے بائیں طرف یا بائیں طرف سے دہنی طرف تبدیل ہوتے ہوئے درمیان میں نفس متساویہ چلتا ہوا اس سر میں حسب ذیل کام کرنا مفید اور خوب ہیں۔ افسروں اور حاکموں سے ملاقات کرنا، خیرات کرنا، یا کوئی مکان عبادت یا علم و ہنر کی تعلیم کے لئے بنایا جائے۔ جیسے مسجد مدرسہ مندر، آشرم وغیرہ بیاہ شادی کرنا، نئے کپڑے پہننا، تبرک اور مقدس مقامات کی زیارت کے لئے سفر کرنا۔ اگر کسی غلط طریق پر جسم میں زہر داخل ہو گیا ہو تو اس کے نکالنے کے لئے دوا یا آلات کا استعمال کرنا اور اسی قسم کے امور کرنا باعث کامیابی ہوتے ہیں۔

(4) مرتبھی سُر یا نفس الامارہ

ہر سہ اقسام بالا وہ ہیں جن کا ذکر علم النفس کے متداول کتابوں میں پایا جاتا ہے اور یہ ہی تین قسمیں مشہور ہیں اور ابتدائی تعلیم علم النفس کے لئے نیز دنیوی امور اور سوالات و جوابات حاصل کرنے کے لئے یہ اقسام ثلاثہ مستعمل ہیں۔ بقایا قسم چہارم و پنجم و ششم و ہفتم خاص ارکان ہیں اور اس سے مخصوص اصحاب ہی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ تقسیم مسلسل ہے۔ جب ان ہر سہ اقسام بالا میں درک تمام اور استعداد کامل ہو جائے۔ بقایا قسم چہارگانہ سے فیض حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جب ضوائے کبرے کا وقت ہو یعنی جب

آفتاب نصف النہار پر ہو تو شرع اسلام میں اس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ حقیقت میں ضوائے کبرے کی تین قسمیں ہیں اور ہر سہ اوقات میں نماز جائز نہیں۔

اول جب آفتاب نکل رہا ہو۔ دوم جب آفتاب غروب ہو رہا ہو۔ سوم جب آفتاب نصف النہار پر ہوں۔ ان ہر سہ اوقات میں کوئی کام دنیا کا نہ کرو اور کسی سے کوئی بات اہم اور ضروری نہ کرو۔ نہ کسی سے ملاقات کرو۔ بلکہ خاموش خدا کے ذکر میں مشغول رہو۔ اگر کوئی کام آپ نے ضوائے کبرے سے قبل شروع کر دیا ہے اور ضوائے کبرے کا وقت آ گیا تو کم سے کم پانچ منٹ کے واسطے اس کام کو ترک کر دو۔ یہ یاد رکھو کہ کسی کام کا آغاز ہرگز نہ کرو۔ طلوع اور غروب کا وقت تو سب ہی پہچانتے ہیں۔ ہاں درمیانی وقت یعنی جب دن دو حصوں پر برابر تقسیم ہو۔ اس کی شناخت اہل ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن موٹا سا حساب یہ ہے کہ جب دن کے 12 بجے تب ضوائے کبرے کا وقت سمجھیں۔ جس طرح طلوع و غروب میں روزانہ کی نیشی رہتی ہے۔ اس طرح ضوائے کبرے میں بھی روزانہ تبدیلی ہوتی ہے اور اس کا حساب یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک جس قدر گھنٹے اور منٹ کا دن ہو اس کا پورا نصف ضوائے کبرے ہے۔ اس وقت جو کام شروع کیا جائے۔ وہ بخیر و خوبی انجام پر نہیں پہنچتا۔ یہ وقت بالکل خاموش اور عبادت کا ہے یہ واضح رہے کہ اکثر اہل علم نے نفس متساویہ میں کام کرنے کی ممانعت کی ہے۔ اگر آپ اس علم کی کتب دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اکثر و بیشتر اصحاب نے نفس متساویہ (دیکھو قسم سوم) میں ہی کام کرنے کی ممانعت کی ہے مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں کیونکہ میں تشریح کر چکا ہوں کہ نفس متساویہ ہر رکن کے اندر پایا جاتا ہے۔ کوئی جزو نفس متساویہ سے خالی نہیں نفس متساویہ سے مراد وقت مساوی مرادلو یعنی جب دونوں وقت مل رہے ہوں اس وقت کوئی کام نہ کرو۔ نہ کسی سوال کا جواب حاصل کرو نہ سفر کرو، غرض کہ جو کام بھی ان اوقات میں کیا

جائے گا وہ حساب منشاء نہ ہوگا۔ اصطلاح تصوف میں اس کا نام نفس الامارہ ہے۔ اس کا رنگ نیلگوں سرخی مائل ہے اور اس کا سیارہ مریخ ہے۔

(5) مشتری سُریا نفس الراضیہ

اس کا نام نفس الراضیہ ہے۔ اس کا رنگ بنر ہے اور سیارہ مشتری ہے اور اس کا تعلق ضوائے کبرے سوم ہے۔ یعنی جب آفتاب غروب ہو رہا ہو۔ (طلوع آفتاب یعنی ضوائے کبرے اول تو شمس سے ہونا بیان ہو چکا) سیارہ مشتری سعد اکبر ہے اور اس کی ساعت میں ہر کام سدھرتے ہیں اور نہایت مبارک ساعت مشتری کی ہوتی ہے۔ لیکن ضوائے کبرے کے متعلق بغیر کسی استثناء کے کسی کام کا نہ کرنا بیان کیا ہے۔ حالانکہ قرینہ یہ چاہتا ہے کہ مشتری جو سعد اکبر ہے اس میں اہم کام کئے جائیں۔ اس لئے ساعت مشتری میں غروب آفتاب کے وقت کسی دعا یا بدعا کا اثر فوراً ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یکسوئی قلب اور خیالات کا قیام اور تصور کی پختگی اس ساعت میں بہت مفید ہوتے ہیں۔ مسمریزم کی مشق اور کسی شے کا تصور ساعت مشتری میں بہت جلد پختہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی چند یوم تک غروب آفتاب کے وقت صرف پندرہ منٹ خیال کی یکسوئی اور سکون قلب کی مشق کرے۔ پھر جو دعا یا بدعا اس کے منہ سے نکلتی ہے اس میں فوری اثر ہوتا ہے۔ اس طرح اگر مطلوب کا تصور ساعت مشتری میں چند یوم تک کیا جائے تو بے کی عمل کے تاثیر تمام پیدا ہوتی ہے اور مطلوب مسخر ہو جاتا ہے۔

(6) زحلی سُریا نفس المرضیہ

اور سانس جب سیدھے نتھنے سے اٹھے نتھنے کی طرف عود کرتی ہے تو اس کی

ساعت اول کا تعلق زحل سے ہوتا ہے۔ اس وقت اگر درد والی جگہ پر مس کیا جائے تو بے کی عمل کے درد موقوف ہوتا ہے۔ اگر درد دراز کا سفر کیا جائے تو بہت مفید ہوتا ہے اور کسی امیر یا کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو تو اس سے نیک نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ اصطلاح تصوف میں اسے نفس المرضیہ کہتے ہیں۔ اس وقت کی عبادت درجہ قبولیت پر پہنچتی ہے اور وظائف و عملیات میں بھی اثر ہوتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ ہے۔

(7) زہری سُریا نفس المطمئنہ

اور جب سانس اٹھے نتھنے کی طرف سے سیدھے نتھنے کی طرف آتی ہے تو اس کی ساعت اول کا تعلق زہرہ سے ہوتا ہے۔ اصطلاح تصوف میں اس کا نام نفس مطمئنہ ہے۔ دم کشی اور زندگی بڑھانے کی کوشش اس ساعت میں بہت موثر ہوتی ہے۔ اس کا رنگ سفید ہے۔ اس وقت قدرتی طریق پر نور کی بارش ہوتی ہے اور انسان اپنے قلب میں ایک اطمینان اور سکون پاتا ہے اور تمام عمل جو پختگی تصور سے متعلق ہوں مفید ہیں۔

نوٹ

ضوائے کبرے اول، دوم، سوم ایک مستقل قسم ہے خواہ سردا ہوتا چل رہا ہو یا بایاں اس سے بحث نہیں ہے اور یہ ایسے امور ہیں کہ جب انسان ان پر عمل کرے گا تو خود ہی اثرات معلوم ہوں گے۔ یہاں تک ایک خاص مقدمہ تھا جو میں بیان کر چکا اور انشاء اللہ تعالیٰ میں کسی وقت پھر بھی اسی کتاب میں نفوس چہارگانہ سے بحث کروں گا۔ فی الحال میں اقسام نفوس ثلاثہ (شمسی، قمری، مساوی) سے بحث کرتا ہوں اور یہی اس علم میں مشہور باب ہیں۔ ذالک هو الفوز العظیم۔

اگرچہ جبر و اختیار کا مسئلہ ایسا الجھا ہوا ہے کہ زمانہ دراز کی بحث و تحقیق اس گروہ کو نہ کھول سکی۔ حکماء اور علماء کے سخت تناقض آپ کو اس بحث میں ملیں گے۔

لیکن یہ سب جولانی طبع کی یاد رفتاری اور شوخی علم کی رنگ آمیزی ہے علم میں ایسی طاقت ہے کہ غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط کر دکھاتا ہے۔ لیکن حقیقت بالکل سامنے ہے۔ یعنی جب انسان اپنے افعال و کردار کا محشر کے دن جواب دہ اور اپنے امور کا کفیل ہے اور اس پر جزا و سزا مرتب ہے تو اختیار کا ہونا بھی لازمی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسان از سر تاپا مختار ہے یہ بھی صحیح نہیں اگر مجبور محض مان لیا جائے۔ تب بھی عقل سلیم مان لینے کو تیار نہیں اور اس الجھے ہوئے معاملہ کو بھی چھوڑ دو اس کے تسلیم کرنے میں تو چاہ نہیں ہو سکتا کہ خدائے ذوالجلال نے انسان کو پیدا کر کے اس کی حواسِ ثبات اور ضروریات کی تکمیل مختلف قسم سے کی ہے۔ دیکھو جب قدرت نے انسان میں تشنگی کا مادہ پیدا کیا تو اس کے دفع کے لئے پانی بھی پیدا کیا اگر تشنگی ہوتی اور پانی نہ ہوتا تو نظام کائنات میں خلل پیدا ہو جاتا۔ اسی طرح جب انسان کی حیات کا دار و مدار رزق پر رکھا تو قسم قسم کے ماکولات بھی پیدا کئے۔ ساتھ ساتھ عقل سلیم اور فکر بلیغ عطا فرمائی کہ ہم ان عطیات خداوندی سے فیض حاصل کریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے موسم سرما پیدا کیا تو اس سے نجات کے واسطے روٹی اور اون بھی پیدا کیا اور انسان کو عقل بالغ عطا فرمائی کہ وہ اس سے کپڑے تیار کر کے زحمت سرمائے سے نجات پائے۔ غرض کہ اگر آپ تعمق نظری اور ژرف نگاہی سے کام لیں تو معلوم ہوگا کہ قدرت نے انسان کو مجموعہ حاجات بنایا ہے۔ لیکن ہر حاجت کی تکمیل قدرت نے پہلے ہی مہیا کر دی ہے اور اس کا طریق استعمال بھی قدرت نے ہی سمجھا دیا ہے۔ لیکن باوجود تعلیم فطرت اور نظر بالغ کے پھر بھی انسان تعلیم و تعلم کا محتاج ہے۔ دبستان فطرت میں انسان کو درس خلق الانسان علمہ الیابان۔ (سورۃ الرحمن 55- آیت 3-

سے 4) سے مکمل کہہ دیا ہے۔ لیکن جب قانون الانسان وانہ کان ظلمو ما جھولا۔ (سورۃ الاحزاب 33- آیت 72) انسان جہالت کی تاریکیوں میں راہ گم کردہ بھٹکتا رہتا تھا جس کے لئے قدرت نے دنیا میں علم و حکمت کے مدرسہ جاری کئے اور اس مدرسہ علم و ادب میں ایک انسان کامل کو مسند رشد و ہدایت پر جلوہ گرفتار کیا جو علمہ شدید القوی۔ (سورۃ نجم 3- آیت 5) کی تعلیم سے کامل اور اکمل ہو چکا تھا اور جاہل انسان کو ہدایت کی کہ فسلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ (سورۃ نحل 16- آیت 43) اس تعلیم گاہ میں مختلف علوم و فنون سکھائے جاتے ہیں۔

ان میں سے ایک اور درس یہ بھی ہے کہ انسان اپنے دنیوی کام اور بگڑے ہوئے مقاصد درس کر سکے۔ اگر درس احادیث پاک پر تفصیلی نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اگر تشنگان چشمہ وحدت اپنی تشنگی اس انسان کامل کے فیض سے بجھا رہے ہیں تو دوسری طرف دنیوی ہجوم و غوم کے مجروح بھی مرہم شفا حاصل کر رہے ہیں۔ غرض کہ یہ مدرسہ قدرت ہر درد کا علاج اور ہر دکھ کا درمان کرتا ہے۔ یہ شفا خانہ رحمت مخصوص نہیں ان مختلف علوم میں سے جن کو انسان اپنے بگڑے ہوئے کاموں میں استعمال کرتا ہے۔ ایک علم علم النفس بھی ہے اور یہ کتاب ان ہی قوانین و قواعد پر مشتمل ہے چونکہ یہ علم قدرتی ہے اور حسب قانون الدین یسر اس علم کے قوانین و قواعد نہایت سہل اور سیدھے سادھے ہیں۔ اس میں نجوم، رمل، جفر، ساد رک، علم الاعداد، علم الاسرار وغیرہ وغیرہ کی پریچ گھائیاں اور ناہمواریاں سے نہیں چند دن کی مشق سے انسان اس علم کا ماہر بن سکتا ہے۔ نہ اس میں ضرب و تقسیم کی ضرورت ہے۔ نہ نظیرہ اور استطاق کی حاجت ہے۔ صرف معمولی سے تین سبق ہیں اپنے ایک تھپے کو انگلی سے بند کرو اور اس سے ہوا نکالو۔ پھر پہلے بند کئے ہوئے کو کھول دو اور دوسرے کو انگلی سے بند کر کے سانس نکالو۔

تم کو معلوم ہوگا کہ ایک نتھنے سے سانس صاف اور زور سے نکل رہی ہے اور ایک سے مقدار میں کم نکل رہی ہے۔ بس جس سے صاف ہوا۔ در سے نکلے اسے چٹا سر کہتے ہیں اور جس سے رک رک کر ہوا نکلے اسے بند سر کہتے ہیں۔ اگر دونوں نتھنوں سے برابر ہوا نکل رہی ہے تو اسے نفس متساویہ کہتے ہیں۔

یہ قانون میں صفحات گزشتہ میں بیان کر چکا ہوں۔ بس یہ علم ان ہی تین ابواب پر تقسیم ہے۔ جسم انسانی میں دو قوتیں برابر کام کر رہی ہیں اور ان دو قوتوں پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے۔ ایک قوت باہر سے اندر آتی ہے۔ ایک قوت اندر سے باہر کو جاتی ہے۔ اگر اس آمدورفت کا سلسلہ بند ہو جاتے تو انسان فنا ہو جاتا ہے۔ باہر سے اندر لانے کا کام شمس سے متعلق ہے اور اندر سے باہر لے جانے کا کام قمر سے متعلق ہے۔ لیکن عقل سلیم اس نکتہ پر غور کرتی ہے کہ اس آمدورفت میں ایک اصول مساوات قائم ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شے وزن سے زائد ہو جائے گی۔ (خواہ وہ آنے والی ہو یا جانے والی) تو قلم و ترتیب میں فرق ہو جائے گا۔ اس کے لئے قدرت نے نفس متساویہ کو میزان بنادیا ہے۔ نفس متساویہ کا یہی کام ہے کہ وہ درجہ اعتدال کو قائم رکھے اور جو چیز اندر آنے والی ہے وہ حد سے زیادہ نہ آجائے اور جو شے باہر جانے والی ہے اور اندازہ سے زیادہ باہر نہ نکل جائے۔ لیکن یہ قوتیں کسی خارجی وجہ سے کبھی کبھی اپنے مفوضہ کام میں معطل ہو جاتی ہیں اور ان کا تعطل ہی انسان کی بیماری مرض اور کام کاج بگڑنے کا سبب ہو جاتے ہیں۔ اس علم کا جاننے والا اس وزن کو قائم رکھ سکتا ہے علی الخصوص جب نفس متساویہ اپنے فرائض مفوضہ میں معطل ہو جائے اور ظاہر ہے کہ ہر شے میں توازن اور تناسب کا ہی قانون جاری ہے۔ جب کسی شے میں توازن و تناسب کا قانون شکست کا خیال کرتا ہے۔ انسان کے جسم میں اربعہ

عناصر کی حکومت ہے۔ جب تک اربعہ عناصر میں توازن قائم ہے۔ انسان تندرست ہے۔ جب قانون توازن شکست ہوا کوئی نہ کوئی بیماری پیدا ہوئی اس تناسب کو قائم کرنے کے لئے انسان کو علم طلب سکھایا گیا اور جڑی بوٹیوں کی تاثیرات کا علم عطا فرمایا گیا۔ جب انسانی مشین میں کوئی خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو ادویات کے ذریعہ اس کی درستی کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح جب انسان کا کوئی کام بگڑ جاتا ہے یا بگڑنے لگتا ہے تو اس کی تکمیل ہو سکتی ہے اور اس حصہ کی تکمیل کا نام علم النفس ہے اور ان ہی قوانین پر یہ کتاب مشتمل ہے۔

حسب منشاء کامیابی کے لئے

قمری نفس جب سانس بائیں نتھنے سے زیادہ زور سے نکل رہی ہو شمال و مشرق سے منسوب ہے۔ جب قمری سر چل رہا ہو تو آپ شمال و مشرق کی طرف چلئے کامیابی یقینی ہے۔ اگر برعکس آپ مغرب کی طرف کے کام کیجئے سب کام درست اور حسب منشاء کامیابی پر ختم ہوں گے۔ اگر دونوں نتھنوں سے سانس برابر جاری رہے تو اس وقت کوئی کام دنیا کا نہ کریں۔ یہ وقت عبادت اور ریاضت کا ہے اور دعا بدعا کی قوت اس میں یعنی نفس متساویہ میں قدرت نے ودیعت رکھی ہے۔ (چار اقسام جو میں سابقہ اوراق میں بیان کر چکا ہوں ان سے اس وقت بحث نہیں ہے وہ ایک باب علیحدہ ہے جس کو میں آگے چل کر بیان کروں گا اگر کسی جگہ کسی مسئلہ میں تعارض اور مخالفت واقع ہو جائے تو آپ اس میں نہ الجھیں سابقہ اوراق میں مختلف بحث ہے اور اب میں اقسام ثلثہ کو جدا گانہ اور اقسام اربعہ کو علیحدہ بیان کر رہا ہوں موجودہ درس اقسام ثلثہ سے ہی متعلق ہے اقسام اربعہ سے یہاں کوئی تعلق نہیں ہے۔)

ہر قسم کی پریشانی سے نجات کے لئے

بظاہر سانس نھتوں سے آتی جاتی ہے لیکن اس کا منبع اور خزانہ ریڑھ کی ہڈی ہے سانس ریڑھ کی ہڈی سے ہی خارج ہوتی ہے اور اس جگہ جمع ہوتی ہے قمری سر کا تعلق ریڑھ کی ان ہڈیوں سے ہے جو اٹنی طرف خمیدہ ہوتی ہیں اور ششی سر کا تعلق ان ہڈیوں سے ہے جو سیدھی طرف جھکی ہوتی ہیں اور نفس متساویہ کا تعلق درمیانی گروہوں یعنی جوز دن سے ہے عالمان علم النفس سے نفس متساویہ کو آگ اور موت سے تشبیہ دی ہے جس قدر نا سازگار امور حیات دنیوی میں واقع ہوتے ہیں۔ یعنی غم، فکر، موت، قرض، نقصان، لڑائی، فساد وغیرہ وغیرہ وہ سب نفس متساویہ سے متعلق ہیں۔ اس کے امتحان کے لئے جب آپ غور کریں گے تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ جب کوئی فکر و غم اندیشہ اور خطرہ کی بات پیدا ہوگی وہ اس وقت انسان پر وارد ہوگی جب سانس دونوں نھتوں سے برابر چل رہی ہوگی۔

اب یہاں ایک اعتراض وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ نفس متساویہ چند منٹ کے لئے چلتا ہے کیونکہ قمری اور ششی سر کی حیات دو گھنٹہ (کم و بیش) سے زیادہ نہیں لیکن ایک بیماری ایک مقدمہ، ایک جھگڑا، بعض اوقات برسوں اور مدت مدید تک چلتا رہتا ہے۔ قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ جب سبب ختم ہو گیا تو اسباب بھی ختم ہو جانا چاہئیں۔ جس سر یا ستارے کی نحوست نے ادبار اور نکست پیدا کی تھی جب وہ تبدیل ہو گیا تو اس کی نحوست بھی حسب قاعدہ ختم ہونا چاہئے۔ لیکن مشاہدہ شاہد ہے کہ زخم پہنچے اور کسی عضو کے مجروح ہونے میں ایک منٹ صرف نہیں ہوتا مگر وہ زخم مدت مدید میں اچھا ہوتا ہے۔ بارش تھوڑی دیر ہو کر ختم ہو جاتی ہے لیکن نمی کا اثر مدتوں تک رہتا ہے۔ آگ جل کر

ایک وقت میں فرو ہو جاتی ہے مگر اس کی حرارت اور گرمی بہت دیر تک قائم رہتی ہے۔ اسی طرح اگر آپ غور کریں گے تو سبب بہت جلد ختم ہو جاتا ہے مگر اس کے اسباب و اثرات عرصہ تک قائم رہتے ہیں۔

ہر قسم کے بخار کے لئے

آپ امتحان کریں قمری سر ٹھنڈا ہوتا ہے اور ششی سر گرم ہوتا ہے۔ خوب غور سے معلوم کرو جب قمری سر چلتا ہوگا۔ جسم میں ٹھنڈک اور سردی ہوگی اور جب ششی سر چلتا ہوگا تو جسم میں گرمی ہوگی بعض اصحاب کو کئی گھنٹہ بلکہ دن رات بخار رہتا ہے اور بدن پھلکتا ہے۔ علی الخصوص تپ محرقہ کے مریض ہر وقت بخار میں جلتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اس قاعدہ کی رو سے جب قمری سر چلنے کا وقت آئے تو جسم میں سردی پیدا ہونا چاہئے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اس کے واسطے آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ قمری اور ششی سر کا اثر نمایاں نظر آئے گا۔

اگر آپ آلہ مقیاس الحرارة (تھرمامیٹر) سے دیکھیں۔ تو معلوم ہوگا کہ ششی سر میں حرارت اور قمری سر میں حرارت کم ہوگی۔ وہ اسباب اور اخلاط جن سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ وہ اس قدر قوی ہو چکے ہیں کہ تنفس (سر) کی قوت پر غالب آ جاتے ہیں۔ اس لئے قمری سر میں کل الوجوہ و حرارت کو دور نہیں کر سکتا۔ لیکن اپنی فطرت کو بھی ترک نہیں کرتا اور اپنی قوت کے مطابق کم ضرور کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ گواہ ہے کہ بخار ابھی تیز تھا ابھی کم ہو گیا اسی طرح دن رات میں کئی مرتبہ کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی کو بخار یکساں رہے۔ یہ تغیر و تبدل اور کمی و بیشی قمری و ششی سر کے اثرات کے ماتحت ہے۔

سانس کی تین اقسام کے لئے

تنفس یا سانس ہوا کا نام ہے لیکن تین قوتیں متضاد انسان میں ہر وقت کام کر رہی ہیں ایک قوت کا کام ہوا کو اندر بھیجنا ہے۔ دوسری قوت کا کام ہوا کو باہر نکالنا ہے۔ تیسری قوت کا کام ہوا کو جسم کے ہر حصہ میں پھیلانا ہے۔ ان سب کے نام اور اقسام اس علم کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔ لیکن اس کتاب کے اسباق سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی علم النفس سے کوئی خاص تعلق ہے نہ کسی جگہ ان ناموں سے کوئی کام لیا گیا ہے۔ اس لئے میں ان باتوں کو ترک کرتا ہوں۔

طویل عمر کے لئے

جب ہوا اندر جاتی ہے تو اس کی رفتار دس انگلی تک ہوتی ہے۔ (بشرطیکہ حالت سکون کی ہو اور ٹھہر ٹھہر کر سانس لی جا رہی ہو) اور جب باہر نکلتی ہو تو یہ لمبائی بارہ انگلی تک ہو جاتی ہے مراد یہ ہے کہ سانس جب اندر کی طرف جاتی ہے تو کم ہوتی ہے اور جب باہر کی طرف نکلتی ہے تو زیادہ تعداد ہوتی ہے۔ یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جو سانس اندر کو جاتی ہے وہ ہی باہر نکلتی ہے۔ جب اندر جانے کی مقدار باہر نکلتے سے کم ہے تو زائد مقدار آتی کہاں سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو ہوا باہر سے اندر جاتی ہے صاف اور لطیف ہوتی ہے اور جو باہر کو نکلتی ہے وہ گندی اور غلیظ ہوتی ہے۔ انسان جو کھاتا اور پیتا ہے وہ معدہ میں جا کر چکتی ہے اور اس وقت لطیف بخارات نکلتے ہیں ان بخارات کے شامل ہونے سے ہوا کی جسامت اور مقدار بڑھ جاتی ہے اور یہ حکم مطلق کی خاص حکمت ہے۔ اگر باہر نکلتے کی مقدار کم ہوتی تو انسان ہر وقت بیمار ہا کرتا اور انسان کے بیمار

ہونے کی وجہ خاص یہ ہی ہے کہ بخارات معدہ میں اس قدر کثرت سے ہوئے کہ تنفس کے ساتھ باہر نہ نکل سکے اور کثافت کی وجہ سے اس قدر روزنی ہو گئے کہ باہر نکلتے والی ہوا ان کو لانے میں کمزور ثابت ہوئی۔ وہ کثیف ہوا رگوں میں پھیل گئی اور انسان بیمار ہو گیا۔ آپ کے دل میں یہاں بھی ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اس حالت میں ہر وقت ایک ہی مرض پیدا ہوتا۔ کیونکہ جب مادہ ایک تو امراض مختلف کیوں اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے جسم میں 72 ہزار رگیں ہیں۔ (حسب تحقیق علم النفس) بس جس رگ میں یہ ہوا زیادہ پھیل گئی وہ ہی بیماری پیدا ہوتی ہے اور جب انسان چلتا ہے تو سانس کی لمبائی 24 انگلی تک ہو جاتی ہے اور دوڑنے میں 42 تک تقریر کے وقت 18 گانے یا پڑھنے میں 16 صحبت کے وقت اور بعد صحبت یہ رفتار 65 تک ہو جاتی ہے لیکن حالت خواب میں اس کی طوالت کی مقدار سو تک عالمان علم النفس نے مقرر کی ہے۔ یہ تعداد انتہائی ہے۔ ایک تخمینہ حساب سے انسان 24 گھنٹے میں اکیس ہزار چھ سو سانس لیتا ہے۔ لیکن اس میں انسان کے ضعیف اور قوی ہونے کو بھی بہت دخل ہے۔ اب قوی آدمی 24 منٹ میں تقریباً تین سو ساٹھ مرتبہ سانس لیتا ہے۔ نتیجہ یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انسان جس قدر دیر میں سانس لے گا اسی قدر اس کی عمر زیادہ ہوگی اور صحت اچھی رہے گی اور اسی قاعدے پر تجربہ کیا گیا ہے کہ جو لوگ ایسا کرم کرتے ہیں جس سے سانس پھول جائے جیسے دوڑنا یا کثرت (دورزش) کرنا۔ اکثر ان کی عمر کم ہوتی ہے۔ بعض مشرقی حکماء بہت دیر تک دنیا میں رہے ہیں۔ ان کی درازی عمر کا راز اس میں مضمر تھا کہ وہ اپنی سانس پر قابو پا لیتے تھے۔ عام طریق پر کوئی آدمی پانچ منٹ سے زیادہ دم کشی نہیں کر سکتا لیکن جب اس کی مشق کی جائے اور جس دم کیا جائے تو آدمی بہت دیر تک سانس روک سکتا ہے۔ ایک فقیر 24 گھنٹہ تک زمین میں دفن رہ کر زندہ نکلا۔ چوبیس گھنٹے تک جس

دم کرنا قانون فطرت کے خلاف ہے اور میں بحیثیت علم اقرار نہیں کر سکتا کہ چوبیس گھنٹے تک جس دم کیا جاسکتا ہے اور میں مجبور ہوں کہ اس واقعہ کو کسی ایسے شعبہ اور راز درون پردہ پر محمول کروں جو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔ لیکن آخر میں معلوم ہوا کہ دہلی میں یہ فقیر جس دم کرتے ہوئے چوبیس گھنٹے کے بعد سردابے سے مردہ نکلا یعنی وہ شعبہ منقطع ہو گیا۔ اگرچہ سائنس تو اس کے بھی خلاف ہے کہ آدمی دس منٹ تک حسب دم شاید نہ کر سکے۔ لیکن میں اس کی میعاد زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ تک کر سکتا ہوں۔ بعض معمولی بھیک مانگنے والے فقراء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بازاروں میں بھیک مانگتے ہوئے اپنا منہ اور ناک کے دونوں نتھنے اور کانوں کے سوراخ منی سے اس طرح بند کر لیتے ہیں کہ ان میں تنفس کا مطلق راستہ نہیں رہتا بعض کا خیال ہے کہ یہ لوگ مشق سے سانس کے راستے کو پلٹ لیتے ہیں۔ یعنی بجائے منہ اور ناک کے مہر زے سانس لینے کی مشق کر لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ صحیح ہے اب بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ جس دم ایک دراز عرصہ تک کیا جاسکتا ہے۔ لیکن علمی حیثیت سے اس تصدیق مالا یتاق کی ضرورت نہیں علمی قانون کے ماتحت اگر آپ پانچ منٹ سے دس منٹ تک بھی سانس روکنے کی مشق کر سکتے تو وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں جو ایک کامل حکیم کامل ولی اللہ اور کامل انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ قدرت کے سربستہ راز آپ پر منکشف ہو جائیں گے اور آپ ایک دانائے حقیقت و معرفت انسان ہوں گے اور اپنی عمر کو دو سو برس تک پہنچا سکیں گے اور یہ خلاف فطرت نہیں آج بھی ترکی میں ایک شخص ڈھائی سو برس کی عمر کا پایا جاتا ہے۔ افغانستان میں ایک شخص دو سو برس کی عمر کا موجود ہے اور تحقیق کرنے سے آپ ایسے بہت سے آدمی دنیا میں پا سکیں گے جن کی عمر بہت زیادہ ہے۔ اس کا ثبوت ہمارے پاس کوئی نہیں کہ یہ لمبی عمر والے شخص جس دم کیا کرتے تھے یا قوانین علم النفس

کے حامل تھے۔ بلکہ قدرت نے ان کو عمر دراز ہی عطا فرمائی ہے۔ ان اشخاص کا ذکر یہاں محض اس لئے کیا گیا کہ کئی سو برس تک عمر حاصل کرنا خلاف قانون فطرت نہیں مذہبی طریق پر تو بعض پیغمبروں کی عمر بہت ہی زیادہ تسلیم کی گئی ہے۔ جیسا کہ مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ہزار ہزار سال کی ہوئی لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دنیا میں بعض انسان طویل العمر ہوئے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی شخص جس دم کی مشق کر کے اپنی سانس کو پانچ منٹ سے دس منٹ تک روکنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ طویل العمر ہو سکتا ہے۔

انسانی زندگی پر تین سُرروں کے اثرات

انسان مجموعہ اضداد ہے کبھی بیمار ہوتا ہے۔ کبھی اچھا، کبھی امیر ہوتا ہے کبھی فقیر کبھی خوش ہوتا ہے۔ کبھی رنجیدہ قدرت نے انسان کو ایسا متکون مزاج بنایا ہے کہ ہر وقت اس کی حالت دگرگوں ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ قانون یاد رکھو کہ جب خوشی، دولت، فارغ البال نفع ہوگا تو ہمیشہ قمری نفس کے دور میں ہوگا اور آپ تجربہ کریں گے تو اس کو صحیح پائیں گے۔ جب کوئی خوشی اور نفع کی بات ہوگی تو قمری سر میں ہوگی اور جب کوئی نقصان رنج، ملال، بیماری کی بات ہوگی تو نفس شمسی یا نفس متساویہ میں ہوگی۔ علم النفس میں یہ مانا ہوا قانون ہے۔ ابتدائے عشق میں آپ کو بہ تکلف معلوم کرنا ہوگا کہ اس وقت کون سا سر چل رہا ہے۔ لیکن مسلسل مشق کے بعد آپ کو تکلف کی ضرورت نہ ہوگی۔ آپ کسی قانون کو استعمال کرتے ہوئے خود پہچان لیا کریں گے کہ اس وقت فلاں سر چل رہا ہے اور یہ شناخت بہت جلد حاصل ہو جاتی ہے۔

خرابی دماغ و معدہ سے بچنے کے لئے

تقدیر و تدبیر کا مسئلہ بھی ایک لائیو مسئلہ ہے۔ اسی کا دوسرا نام جبر و اختیار ہے۔ میں ان پھندوں میں الجھنا نہیں چاہتا۔ عالمان علم النفس کا مذہب اور قانون بیان کرتا ہوں۔ ان کا تجربہ ہے کہ جب خلاف سرچلے تو فوراً تبدیل کر دے اس سے آنے والا واقعہ بند ہو جاتا ہے اور صحت کے واسطے بھی مفید ہے جو لوگ قوانین علم النفس پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ تندرست رہتے ہیں۔ ان کو کوئی بیماری نہیں ستاتی کیونکہ خلاف سرچلنا خرابی دماغ و معدہ کی بھی علامت ہے۔

مطلوبہ سر چلانے کے لئے

ایک ماہر علم النفس کا تجربہ ہے کہ اگر قمری سرچل رہا ہے اور آپ قمری میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو داہنے نتھنے میں ذرا سا شہد لگا دو تو مطلوبہ سرچلنے لگے گا۔

خوشبو اور بدبو کا احساس کب نہیں ہوتا

جس وقت قمری سرچشی میں تبدیل ہونا شروع ہوتا ہے۔ اس وقت اجزائے دماغ اس وقت منتشر ہو جاتے ہیں کہ خوشبو اور بدبو کا احساس انسان کو نہیں ہوتا اور یہ حالت تقریباً دو منٹ تک رہتی ہے۔ اگر آپ امتحان کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دن میں کئی مرتبہ یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ خوشبو اور بدبو کا احساس نہیں ہوتا اور جب قمری سرچل رہا ہو تو دماغ اس قدر حساس ہوتا ہے کہ دور سے اندک خوشبو اور بدبو کا احساس ہو جاتا ہے۔

ہر قسم کی پریشانی سے نجات کے لئے

صبح کے وقت بستر سے اٹھنے سے پہلے لیٹے لیٹے اپنے نتھنوں پر ہاتھ رکھ کر معلوم کرو کہ اس وقت کون سا سرچل رہا ہے جس طرف کا سرچل رہا ہو اسی طرف کے ہاتھ کی تھیلی کو چوم کر اپنے چہرہ پر خوب پھیرو۔ اور پھر ہاتھ کو چوم کر اٹھ کھڑے ہو وہ دن نہایت خوشی اور سعادت میں گزرے گا۔ یہ عمل خصوصاً دن میں بہت ہی مفید ہوتا ہے۔ جس دن کوئی اہم کام ہو۔ مثلاً مقدمہ کی تاریخ ہو یا کسی انفر سے ملاقات کرنا ہے۔ یا کوئی خاص نفع نقصان کا کام درپیش ہے۔ اس عمل سے اس کام میں کامیابی ہوتی ہے۔ اسی طرح جس رات میں نیا چاند دکھے (چاند رات) اس کی صبح کو طلوع آفتاب کے وقت دیکھو کہ کون سا سرچل رہا ہے۔ اگر قمری سرچل رہا ہے تو یہ علامات ہیں کہ پندرہ دن تک کوئی شدید مسئلہ پیش نہ آئے گا اور آپ خوشی، ترقی، عزت، کامیابی فتح پائیں گے۔ اگر قمری سرچل رہا ہے تو پندرہ دن تک مصائب اور آلام تفکرات و ترددات بیماری اور نقصان کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اسی طرح پندرہویں تاریخ کی صبح کو طلوع آفتاب کے وقت دیکھو اگر قمری سرچل رہا ہے تو سعد اور مبارک ہے اور اس کا وہ نئی شہر ہے جو ہر وجہ ماہ میں قمری کا تھا۔ اگر قمری سرچل رہا ہے تو حادثات اور واقعات کا ہونا پایا جائے گا اور یہ ایسا اٹل قانون قدرت ہے جس میں خلاف نہیں ہوا کرتا۔ الا ماشاء اللہ (واللہ غالب علیٰ امرہ ولكن اکثر الناس لا یعلمون)۔ (سورہ یونس۔ 12۔ آیت۔ 21) قدرت کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ سعد کو بخش اور شمس کو سزا کر دے۔ مگر علم کا قانون یہ ہی ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اگر کبھی اس کے خلاف ہو جائے تو وہ خاص حکم حکم الہی اکین ہے۔ جس میں یارائے دم زندہ نہیں۔

دشمن پر فتحیابی کے لئے

جب کسی اہم واقعہ کے لئے گھر سے نکلو، مثلاً کوئی مقدمہ ہے یا کسی دشمن سے مقابلہ ہے۔ بہر حال کوئی خاص نفع نقصان کی بات کے واسطے گھر سے نکلو، تو پہلے وہ قدم گھر سے نکالو جس طرف کا تھنا بند ہے۔ گھر سے مراد بیرونی دروازہ ہے۔ اگر آپ اس پر عمل کریں گے تو بہت سے فائدے پائیں گے۔ کسی دشمن سے مقابلہ ہے اور دشمن قوی ہے جس سے آپ کو خطرہ ہے یا کسی افسر کے سامنے پیشی ہے اور نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔

حسب منشاء کام لینے کے لئے

بہر حال ہر وہ آدمی جس سے کوئی خطرہ ہو یا آپ حسب منشاء اس سے کام لینا چاہتے ہیں یا اس پر فتح پانا چاہتے ہیں تو اس طرح وہ شخص آپ کا طر فدار ہو جاتا ہے یا نرم ہو جاتا ہے یا آپ سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ (جو ردھیم اور آہستہ چل رہا ہے اس کا حکم بند ہونے کا ہے) خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص آپ کے بند تھنے کی طرف ہو گا وہ آپ کے ہم خیال اور آپ سے کمزور ہو جائے گا۔

افسر سے اپنی بات منوانے کے لئے

اگر تمہارا دشمن تمہارا افسر چلتے سر کی طرف ہے تو یقیناً اس کی مخالفت زیادہ ہوگی اور آپ کو نقصان پہنچ جائے گا آپ اس قانون کا تجربہ کریں۔ بالکل صحیح پائیں گے۔ جس شخص سے جو بات منوانا ہو اس کو اپنے بند سر کی طرف بٹھا کر بات کرو۔ جو بات آپ کہیں گے وہ مان لے گا۔ اور ہر گز تمہارے خلاف نہ کرے گا۔ یہاں ایک نکتہ

قابل حل ہے۔ جو آپ کے دل میں پیدا ہو گا اور وہ یہ کہ افسروں کے سامنے ہمیں کیا اختیار ہے کہ ہم جدھر چاہیں کھڑے ہو جائیں یہ کوئی ایسا موقع ہے کہ ہم کسی شخص کو اپنی خواہش کے مطابق نہیں بٹھا سکتے نہ ہم بیٹھ سکتے ہیں تو وہاں کیا کریں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی صورت سے اپنے چلتے سر کو بند کر لو۔ مثلاً آپ کا داہنا تھنا چل رہا ہے اور مطلوب شخص بھی داہنی طرف ہے۔ تم بند سر کی طرف اسے منتقل نہیں کر سکتے تو ایسی حالت میں کسی طریقے سے اپنا داہنا سر بند کر لو۔ اگر سانس کی تکلیف ہو تو منہ سے سانس لے لو اس طرح بھی اپنی بات منوا سکتے ہو یا دشمن پر فتح پا سکتے ہو۔ یہ ایک خاص اور مجرب قانون ہے۔ اس پر ضرور عمل کرو اور فائدہ پاؤ۔

میاں، بیوی میں محبت کے لئے

ایک اور مفید اور قابل عزت تجربہ معلوم کرو کہ اگر کسی شخص کو اپنی بیوی پر قابو حاصل نہیں بیوی زبردست ہے اس پر فتح حاصل نہیں ہوتی تو علم النفس کا عمل زبردست اور تیر بہدف عمل ہے۔

اس عمل کی ترکیب یہ ہے کہ جب عورت ایام ماہواری سے فارغ ہو اور اس وقت مرد کاشمی اور عورت کا قمری یعنی مرد کا داہنا اور عورت کا بائیں سر چل رہا ہو تو قربت کرے مرد اس پر فتح پائے گا اور بیوی ہمیشہ تابع فرماں رہے گی۔ مراد یہ نہیں ہے کہ جس دن ایام ماہواری سے پاک ہو اس دن ہی قربت کی جائے بلکہ سات ایام تک اس کی تعداد ہے سات دن کے اندر اندر قربت کر سکتے ہیں اگر مرد نا فرمان ہو اور عورت سے وابستگی اور موافقت نہ ہو تو وہ مرد اس وقت بات کرے جب عورت کاشمی اور مرد کا قمری چل رہا ہو۔ اب ایک مشکل اس میں یہ ہے کہ اپنا سر تو ہر انسان معلوم کر سکتا ہے

۔ دوسرے کا سر کس طرح معلوم کرے اس کے لئے آپ تاریخ سے حساب کر سکتے ہیں جو میں ابتدائی صفحات میں بیان کر چکا ہوں۔ اس حساب سے ہر ایک کا نفس معلوم ہو سکتا ہے یا کسی اور دنیوی ترکیب سے معلوم کر لیں کہ کون سا سر چل رہا ہے۔

بانجھ پن سے نجات کے لئے

علمائے علم النفس نے ایک اور اثر بھی بیان فرمایا ہے جس شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ ایسے وقت میں مباشرت کرے جب عورت کا قمری (بایاں) اور مرد کا شمسی (داہنا) سر چل رہا ہو تو بنجکم خدا اولاد ہوتی ہے اور یہ ایسا عمل ہے کہ اس پر عمل کرنے سے یقینی فائدہ ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ درمیانی حالات کا بھی حساب اس میں ہے لیکن وہ اس کی تفصیل ہو سکتی ہے جو طوالت کے سبب سے میں نظر انداز کرتا ہوں۔ مذہبی کتابوں میں تحقیق ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔ چونکہ جسم کے بائیں حصہ کا تعلق قمر ہے۔ اس لئے عورت کو قمری سر اور مرد کو شمسی سر سے تعلق ہے۔ لہذا جب ایسا وقت ہوگا کہ مرد کا شمسی اور عورت کا قمری سر چل رہا ہو تو بائیں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک اور نکتہ بھی معلوم کرو۔ مرد اور عورت آمنے سامنے ایک بستر پر لیٹیں یعنی دونوں کا منہ مقابل کرو اس طرح لیٹنے میں مرد بائیں کروٹ پر ہوگا اور عورت دائیں کروٹ پر اس طرح تھوڑی دیر لیٹے رہیں تو بائیں جذبات محبت پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح لیٹنے میں بغیر کسی مزید کوشش کے مخالف سر چلنے لگتے ہیں۔ یعنی عورت کا قمری اور مرد کا شمسی اور اس کا نتیجہ محبت اور یگانگت نیز اولاد زینہ پیدا ہونے کے سبب ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا زبردست عمل ہے جو اپنے نتیجہ میں فیل نہیں ہوتا اور جو میاں بیوی اس درس پر عمل کریں گے ان

کی زندگی ہمیشہ خوش و خرم رہے گی اور دونوں کے دلوں میں لاقانی محبت کا سمندر موجزن رہے گا۔ علم النفس کا لطف اس شخص کو آتا ہے اور وہ بھی شخص اس کے سر بستہ رازوں پر مطلع ہوتا ہے جو عمل بھی کرتا ہے۔ اس کے قال میں کوئی لطف نہیں ہاں اس کا حال سرا سر عجائبات اور تحیرات سے پر ہے۔ جو شخص علم النفس کے کسی قانون پر عمل کرے گا۔ اس کو معلوم ہوگا کہ اس علم کے ہر جز اور ہر حرکت میں حکمت و منفعت کے خزانے بند ہیں لیکن یہ قانون یاد رہے کہ جب کسی مرد کو اپنا ہم خیال کرنا ہے اور اپنی طرف سے اس کے دل میں جذبات محبت پیدا کرنا ہیں تو مرد کو اپنے بند نتھنے (سر) کی طرف کھڑا کرو۔ دونوں میں جو فرق ہے اس کو سمجھ لو۔

ہر قسم کی مشکلات کے لئے

میں نے قاعدہ مذکورہ بالا میں بیان کیا ہے کہ پہلے اس طرف کا قدم اٹھاؤ جس طرف کا سر بند ہے لیکن یہ قاعدہ مخصوص ہے دشمن کے مقابلہ کے لئے کسی مقدمہ میں بیان دینے کے لئے کسی افراد کو اپنا ہمنوا کرنے کے لئے مقدمہ کا فیصلہ انصاف پر کرنے کے لئے اور اسی قسم کے مقاصد کے لئے لیکن جب عام طریق پر آپ گھر سے نکل رہے ہیں اور کسی سے ملاقات کرنا ہے یا تجارت کا لین دین ہے یا کسی سے قرض لینا ہے یا بیاہ شادی کی بات کرتا ہے یا کسی سے شرکت کا قصد ہے۔ اس قسم کے امور میں داہنے بائیں یا قمری، شمسی سر کی قید نہیں۔ گھر کے بیرونی دروازہ پر کھڑے ہو کر دیکھو کہ کون سا سر چل رہا ہے پس جو بھی سر چل رہا ہو۔ (خواہ شمسی ہو یا قمری) پہلے اسی طرح کا شمسی قدم گھر سے نکالو۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ اگر اس بات کا خیال رکھو کہ دس قدم تک پہلے ہی قدم اٹھاؤ جو سر چل رہا ہو۔ (خواہ وہ شمسی ہو یا قمری)

پہلے اسی طرف کا قدم گھر سے نکالو۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گے۔ اگر اس بات کا خیال رکھو کہ قدم تک بھی وہ ہی قدم اٹھاؤ جو سر چل رہا ہے تو پھر کامیابی میں شبہ نہ کرو۔ یہاں یہ بات بھی واضح کر دینے کے قابل ہے کہ شاید آپ کو کسی قاعدے میں خلاف اور تضاد نظر آئے۔ یعنی کسی پہلے قاعدے کے خلاف ہو تو خوب یاد رکھو کہ ثانی قاعدہ اور کسی کی تحقیق ہوگی اگرچہ میں نے مخالف مواقع پر نوٹ لگا دیا ہے۔ (کہ بعض کی تحقیق یہ ہے) تاہم کسی جگہ یہ نوٹ رہ جائے تو اس سے یہ ہی مراد ہوگی کہ پہلا قاعدہ میرا تحقیق شدہ ہے اور دوسرا قاعدہ کسی اور عامل کا آپ فرمائیں گے کہ ان میں سے جج کون ہے تو میں عرض کروں گا کہ ہر شخص اپنی ہی تحقیق کو مستحکم اور مبنی پر حقائق سمجھتا ہے۔ مجھے بھی اپنی ہی تحقیق پر اعتقاد ہے تاہم میں نے ہر بزرگ اور عامل کے اقوال اس میں جمع کر دیے ہیں۔

لکم دینکم ولی دین۔ (سورۃ کافرون - 109 - آیت - 6)

حفاظت سفر کے لئے

جب گھر سے دور دراز سفر کے لئے نکلو تو پہلا قدم گھر سے اس وقت نکالو۔ جب قمری سر چل رہا ہو یعنی بایاں تھنا جاری ہو اور جب سفر نزدیک کا ہے تو شمشیر میں گھر سے قدم نکالو۔ سفر میں کامیابی ہوگی۔ واضح ہو کہ علم النفس میں چار قسم کے سفر مقرر کئے گئے ہیں۔ نزدیک کا سفر، دور کا سفر، نقصان اور خطرہ سے محفوظ ہونے کا سفر۔ نفع اٹھانے اور مقصد پانے کا سفر۔ ان چاروں سفروں کے لئے جدا گانہ قانون ہے۔ جن میں سے دو سفروں کا بیان سطور بالا میں کر دیا۔ اب تیسرے سفر کا حال یہ ہے کہ آپ کو کہیں جانا ہے۔ مگر راستہ میں کسی قسم کا خطرہ ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ

کوئی نفع مقصود نہیں بس خطرات سے بچ کر منزل مقصود پر پہنچنا ہے۔ مثلاً آپ کو حج مبارک کے لئے یا کسی یا تر اور مقام تبرک کی زیارت کے واسطے جانا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سفر سے کوئی دنیوی نفع مقصود نہیں مگر راستے میں ریل، جہاز اور قطار الطریق کا خطرہ ہے تو اس قسم کے سفر میں جاتے وقت پہلے گھر میں یہ عمل کر لو خدا چاہے تو امن و امان سے اپنے گھر واپس آؤ گے وہ عمل یہ ہے کہ چلتے وقت اگر شمشیر چل رہا ہو۔ تو دابے ہاتھ کی پھٹی تھنے کی طرف کرو۔ (شمشی کی طرف) تاکہ قدرے ہوا لگ جائے اس ہاتھ کو اپنے تمام جسم پر ملو اسی طرح پانچ مرتبہ کرو اور داہنا پاؤں اٹھا کر پانچ مرتبہ زمین پر مارو اور خدا کا نام لے کر چل دو بیکم خدا امن و امان اور ہمہ وجہ خیریت سے گھر واپس آؤ گے۔

اگر قمری یعنی بایاں سر چل رہا ہے تو یہ عمل چار مرتبہ کرو۔ عمل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف تعداد میں فرق ہے۔ شمشیر میں پانچ مرتبہ اور قمری میں چار مرتبہ یہ عمل کرو اور اس سے نفع حاصل کرو۔ ایک قانون یہ بھی یاد رکھو کہ ریل پر، موٹر پر، گھوڑے پر، سائیکل پر غرض کہ کوئی سواری ہو اس پر سوار ہوتے وقت ایک لمبا سانس اندر کو کھینچو اور پہلا قدم اس سواری پر رکھ کر سانس باہر نکالو۔ راستہ میں امن اور آسائش پاؤ گے شمشیر اور قمری سر کی تقسیم حدود اور بعد پر میں ابتدا میں بیان کر آیا ہوں اور آسانی کے واسطے پھر گزارش ہے کہ قمری سر میں مشرق اور شمال کی طرف سفر کرو اور شمشیر سر میں مغرب اور جنوب کا سفر کرو۔ اس سے سفر میں کامیابی ہوتی ہے اب کوئی وقت ہے کہ آپ کو جانا ضرور ہے مگر خلاف ہے تو اس کے واسطے وہی عمل کر لو یعنی جسم پر ہاتھ کو پھیرنا اور قدم زمین پر مارنا۔ (اس سے اوپر والے قاعدہ میں یہ ہی بیان ہے) اس عمل سے وہ نحوست دور ہو جاتی ہے۔ جو خلاف سر میں سفر کرنے سے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

پیٹ کے امراض کے لئے

بعض اصحاب کو ضعف معدہ اور سوء ہضم کی شکایت رہتی ہے۔ اشتہا نہیں ہوتی۔ کھانے کے بعد دل بگڑ جاتا ہے۔ تخیر پڑتی ہے۔ کھانے کے بعد بغض کی حرکت غیر معمولی تیز ہو جاتی ہے غرض کہ پیٹ کی کوئی تکلیف ہو تو آپ اس قانون پر عمل کریں۔ ایک ہفتہ میں تمام شکایات دور ہوں گی اور کسی قسم کا خلل پیٹ میں نہ ہوگا۔ بھوک کھلے گی آپ بغیر دوا کے حیرت انگیز نتائج اس کے دیکھیں گے۔ (وہ قانون یہ ہے کہ جب ششی سرچل رہا ہو تو کھانا کھائے اور کھانا کھا کر پانچ منٹ کے واسطے دائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔ بس اتنے عمل سے سب شکایات دور ہوں گی) جو شخص اس کا التزام کر لے کہ کھانا ہمیشہ ششی سر میں کھایا کرے اور پانی پینے اور پیشاب کرنے ان دو کاموں کے لئے قری سر کی عادت کرے تو اس کی تندرستی ہمیشہ قائم رہتی ہے اور ایسا شخص کبھی بیمار نہیں ہوتا اگر آپ اسی ایک قانون پر عمل کر لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ علم النفس کس قدر زبردست اور پر منفعت علم ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ تمام قوانین پر عمل کرنا بہت دشوار ہے اور سب قوانین پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم ان ان گنت قوانین میں سے ایک قانون پر بھی آپ عمل کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب تجربات صحیح ہیں اور علم و حکمت کی باتیں ہیں۔ خالی صفحہ سیاہ کرنا نہیں ہے نہ بے وجہ آپ کا وقت خرچ کیا جا رہا ہے۔ نہ بے سبب دماغ چاٹا جا رہا ہے۔ یہ تجربے اور حکمت کے قانون ہیں مگر لطف جب ہی ہے کہ کتاب پڑھ کر سرمایہ طاق نہ کر دی جائے بلکہ اس کو مطالعہ میں رکھیں اور وقت پر کسی قانون کا تجربہ کریں میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کی زندگی میں ایک مرتبہ اس کتاب کا ایک قانون آپ کو اس قدر فائدہ اور نفع پہنچا دے گا

جویش بہا ہوگا باوجود کہ آپ نے اس کتاب کی قیمت بہت ہی معمولی دی ہے۔

ہر قسم کے بخار کے لئے

بعض اصحاب کو باری کا بخار یا لرزہ آتا ہے اور اس کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔ جس زمانے میں علم النفس سے مجھے واقفیت نہ تھی تو میں حیران تھا کہ لرزہ وقت معینہ پر آتا ہے یا دوسری شکایت وقت معینہ پر ہوتی ہے یا بخار کی شدت وقت مقررہ پر ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو دراز عرصہ تک تجاری آتی ہے۔ بعض کو چوتھیا (جو تھے دن لرزہ آنے کا چوتھیا اور تیسرے دن آنے کو تجاری کہتے ہیں) لیکن اس کا وقت ایسا معین ہوتا ہے کہ منٹوں کا فرق نہیں ہوتا۔ مجھے تعجب ہوتا تھا کہ آخر یہ کوئی ذی حس بیماری ہے یا اس کے پاس گھڑی ہے کہ جہاں وہ وقت معینہ آیا اور یہ سوار ہو گیا۔ اس تعین وقت کی کیا وجہ ہے۔ آخر علم النفس کے مطالعہ سے یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ ان مرضوں کا تعلق علم النفس اور سیارگان سے ہے۔ جب اس سے منسوبہ گردش پرستارہ آتا ہے اور سانس چلتی ہے اس وقت اس مرض کا دورہ ہوتا ہے آپ بھی امتحان کریں کہ جب اس قسم کے امراض کا دورہ ہوگا تو ایک ہی سر میں ہوگا۔ ششی میں یا قمری میں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کبھی دورہ ششی سر میں پڑے کبھی قمری سر میں اور جب سر تبدیل ہوتا ہے دورہ میں بھی تخفیف ہوتی ہے۔

مرگی کے لئے

مرگی کا دورہ خود علم النفس سے منسوب ہے۔ نفس قسادیہ میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ پلک مارنے کی مدت کے لئے دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ اور دل کی حرکت بند ہوئی اور آدمی بے ہوش ہو کر گرے۔ اس کا نام مرگی ہے۔ یعنی دل کی حرکت بند ہو جاتا

میں اس کا طریقہ علاج بتاتا ہوں جو صاحب اس پر عمل کریں گے وہ بے دوا کے صحت پائیں گے۔ بالکل معمولی علاج ہے۔ پہلے اس کی تحقیق کر لو کہ کس سر میں دورہ آتا ہے۔ (مرگی سے یہاں بحث نہیں) صرف تپ لرزہ اور دوسرے تین بیماریوں کے لئے یہ علاج ہے۔ جب یہ تحقیق ہو جائے کہ فلاں سر میں دورہ پڑتا ہے تو دورہ سے چند روز منٹ پہلے اس سر کو بند کر دو کہ وہ چلنے ہی نہ پائے دو تین دفعہ کی مشق میں دورہ موقوف ہوگا۔ مثلاً آپ کو تحقیق ہوا کہ سٹشی سر میں دورہ آتا ہے تو یقیناً پہلے قمری سر چل رہا ہوگا۔ جب سٹشی تبدیل ہوگا فوراً دورہ پڑے گا۔ آپ چند روز منٹ پہلے یا انتظام کر لیں کہ وہ اپنے نیتھے کو روکی سے بند کر دیں۔ بائیں نیتھے سے سانس لیتے رہیں آپ دیکھیں گے کہ پہلے ہی دن دورہ کمزور آیا اور دو تین مرتبہ میں عمل کرنے سے بالکل موقوف ہوگا۔ آپ کے خیال میں یہ اعتراض پیدا ہوگا کہ جب ہم نے منبع اور مطلع کو بند ہی کر دیا تو پھر سبک اور ہلکا بھی کیا۔ آیا۔ اس کو پہلے دن ہی نہ آتا چاہئے۔ یہ اعتراض بادی انکسٹر میں وزنی اور قابل قبول ہے۔ لیکن آپ برابر پڑھتے آ رہے ہیں کہ سیارگان سے نفس کا تعلق ہے۔ سٹشی قمری سر نام ہی چاند اور سورج کا ہے۔ یعنی سانس اور ستارے دونوں مل کر اثر کرتے ہیں۔ آپ نے دو اسباب میں سے ایک کو بند کر دیا۔ لیکن سٹشی یا قمری رفتار کو بند نہیں کر سکتے۔ اس لئے ایک سبب باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن ایک پایہ ٹوٹ جانے کا یہ اثر پہلے دن ہی ہوگا کہ دورہ کمزور ہوگا۔ دو تین مرتبہ میں بالکل جاتا رہے گا۔ کیونکہ تھما ستارے کی قوت کچھ نہیں کر سکتی یہاں ایک اعتراض بہت ہی وزنی اور پیدا ہوتا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس کا جواب آج تک کسی کتاب میں آپ نے نہ دیکھا ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ سانس تو ہر دو گھنٹے کے بعد تبدیل ہوتی ہے اور سیارگان بھی ہر وقت آسمان پر موجود ہیں۔ پھر دورے کا وقت دوسرے تیسرے چوتھے دن کیوں اگر سٹشی سر میں دورہ پڑتا ہے تو ہر دو گھنٹے کے بعد سٹشی سر چلتا ہے۔ اسی

طرح قمری بھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امراض کا تعلق اخلاط سے بھی ہوتا ہے یعنی سودا، صفرا، بلغم، خون اسی طرح چاند اور سورج کی شعاعوں سے بھی ان ارکانِ ثلاثہ کا اجتماع اس دورے کا سبب ہوتا ہے۔ اگر ایک رکن بھی خارج ہے تو دورہ کا زور کم ہوگا اور بالکل نہ ہوگا اور جب دورہ کی ابتدا ہوئی تھی تو چند اسباب کے اجتماع سے ہوئی تھی۔ اگر روزانہ کے اسباب جمع ہوئے تھے تو روزانہ اور تجارتی کے اسباب جمع ہوئے تھے تو تجارتی شروع ہوئی تھی۔ (دوسری حدہ) بس جن اسباب کے اجتماع نے پہلا دورہ پیدا کیا تھا۔ جب وہ اسباب جمع ہوتے ہیں دورہ پڑ جاتا ہے ان ارکانِ ثلاثہ کا دفعہ بھی علیحدہ علیحدہ ہے۔ غلط کی اصلاح دوا سے ہوتی ہے۔ حکیم اس غلط کو دور کرنے کی دوا دیتا ہے جس سے غلط کی اصلاح ہو جاتی ہے اور موقوف ہو جاتا ہے کیونکہ ارکانِ ثلاثہ میں سے ایک رکن ٹوٹ گیا اگر دو انہیں ہے تو پھر آپ نفس کی اصلاح کر لیں اس طرح بھی ایک رکن ٹوٹ گیا اور دورہ موقوف ہو گیا۔ ان ارکانِ ثلاثہ میں سے مرنج کون ہے یہ علم انسانی سے باہر ہے۔ یہ شناخت خدائے عالم الغیب اور حکیم مطلق کو ہی ہے۔ دنیا میں کوئی شخص اس کو نہیں جانتا کہ ارکانِ ثلاثہ میں سے رکن اعظم کون ہے اور اس لاعلمی کا نتیجہ ہے کہ بعض امراض میں دوا سے مطلق فائدہ ہو جاتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اس مرض میں بنیادی رکن غلط تھا جو غلط کی اصلاح ہوگئی مرض جاتا رہا لیکن بعض مرتبہ علاج کرتے کرتے تھک جاؤ اور دوا پیتے پیتے پریشان ہو جاؤ۔ مگر مرض بٹنے کا نام نہیں لیتا۔ لیکن کوئی تعویذ، نقش یا منتر جتنی کام دے جاتا ہے اور صحت ہو جاتی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ رکن بنیادی اثر سیارگان تھا۔ خدا کے کلام کی برکت سے وہ اثر مفقود ہو گیا اور صحت ہوگئی یعنی اس ستارے کا وہ مخالف اثر جو اس بنیادی کا سرچشمہ تھا تبدیل ہو گیا اور شفا ہوگئی۔

کبھی عمل، تعویذ، نقش بھی کام نہیں دیتا۔ جس سے معلوم ہوا کہ سیارگان کا اثر بنیادی نہیں تھا۔ چونکہ اخلاط کے اثر مختلف ہیں اور اس طرح سیارگان کے اثر بھی مختلف ہیں۔ لہذا انسان میں مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر یہ اثرات مختلف نہ ہوتے تو انسان میں ایک ہی قسم کی بیماری پیدا ہوتی لیکن یہ تمام رموز اور اسرار قدرت کے ہیں۔ انسانی قوت نے جہاں تک پرواز کی اس نے تحقیق کے کوچوں میں واقعات کا کھوج لگایا اور بعض سطحی واقعات معلوم ہو گئے۔ حقیقت کا رصاع نہ مطلق ہی کو معلوم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کا کوئی کام فیصدی نہیں ہے بلکہ کبھی ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

”چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند“

خون کے امراض کے لئے

اگر کسی شخص کے خون میں فساد ہو۔ خون میں حدت پیدا ہوگی۔ بدن میں پھوڑے پھنسیاں نکلتی ہوں۔ غرض کہ ان تمام امراض میں جو فساد خون اور خون کے دیگر عوارضات سے متعلق ہیں تو طب نفسی سے آپ اس کی شفا حاصل کر سکیں گے۔ طب نفسی کچھ دیر میں تو اثر دکھائے گا۔ اس لئے کہ آپ طب نفسی کے قوانین پر عبور حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ تاہم اس کا اثر تا زندگی دیر پار ہے گا۔ یعنی علاج ادویات میں مرض دوبارہ عود کر آتا ہے۔ (صحت کے بعد) لیکن طب نفسی سے جو صحت اور فائدہ حاصل کیا جائے۔ وہ ایسا تغیر ہوتا ہے کہ پھر وہ مرض عود نہیں کرتا جب فساد خون ہو تو آپ صبح و شام دونوں وقت 15 منٹ سے 30 منٹ تک پندرہ دن برابر یہ عمل کرو۔ کسی کھلی ہوئی جگہ یا

اونچی جگہ کھڑے ہو کر اپنی زبان کی نوک اوپر کے دانتوں کی جڑ میں جمادو اور منہ بند کر لو اور خوب لمبی سانس لو اور جس قدر ممکن ہو سکے سانس کو بند کئے رہو۔ اب زبان کی نوک اوپر کے دانتوں کی جڑ سے اٹھا کر نیچے دانتوں کی جڑ میں جمادو اور خوب تیزی کے ساتھ لمبی سانس باہر کو نکال دو۔ یہ عمل برابر کم سے کم پندرہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ 30 منٹ تک کرتے رہو (صبح و شام) خون کی تمام خرابیاں بے کی علاج کے دور ہوں گی کثرت مزاولت و مداومت سے کوڑھا اور جذام جیسا خطرناک اور غیر العلاج مرض بھی دور ہو جاتا ہے۔ تجربہ کرو اور اس قدر رتی علاج سے فائدہ اٹھاؤ اگر آپ قوانین طب نفسی پر عمل کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ادویات سے کئی حصہ زیادہ اثر طب نفسی میں ہے اور لطف یہ ہے کہ طب نفسی سے جو فائدہ حاصل کیا جائے وہ کامل اور دیر پا ہوتا ہے۔

اعصابی امراض کے لئے

رات چلنے یا کوئی سخت کام کرنے سے بدن میں تھکاوٹ محسوس ہوتی ہو بدن میں درد ہونے اور اعضا شکنجے ہو یا کسی خلاف طبع بات پر غصہ آ جائے۔ یا کسی وجہ سے کوئی نشہ آور شے کھالی ہے۔ جس کا نشہ دل کو خراب کئے دیتا ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ پیاس کی شدت بے چین کر دیتی ہے۔ گلاس پر گلاس پانی کے پے جاؤ مگر پیاس کی شدت کم نہیں ہوتی یا زکام کے سبب سے یا کسی اور وجہ سے بخار آ گیا ہو تو اس قسم کے تمام امراض میں آپ ایسا کریں کہ قمری سر چلا رکھیں شمشیر چلنے ہی نہ دیں۔ جب شمشیر سر چلنے لگے فوراً بند کر لیں۔ (سانس حسب منشاء کھولنے اور بند کرنے کی ترکیب صفحات سابقہ میں بیان کی جا چکی ہے) چند گھنٹے میں یہ ترکیب فوری اثر دکھاتی ہے۔ بخار اتر جاتا ہے اور پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے۔

پياس اور پيٹ کے امراض کے لئے

ایک تجربہ کریں اس کو بالکل صحیح پائیں گے۔ (پياس کی خواہش اور شدت ہمیشہ شمشي سر میں پیدا ہوتی ہے۔ قمری سر میں بھوک اور اشتہا پیدا ہوگی) اور شمشي سر میں تشنگی پیدا ہوگی۔ اسی لئے جب کارا (ہیضہ) کا دورہ ہوگا یا پیٹ میں درد ہوگا یا ہاضمہ میں خرابی ہوگی یا ناف میں درد ہوگا یا آنتوں میں خراش ہوگی یا آنت اترتی ہوگی۔ ضعف معدہ اور سوء ہضم کی شکایت ہوگی تو اس قسم کی تمام شکایات قمری سر میں پیدا ہوتی ہیں۔ شمشي سر میں ان کا زور کم ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا مفصل بیان تو بہت ہی طویل ہوگا میں دو طریقے بیان کرتا ہوں۔ اس طریق پر دوسرے تمام علاج ہو سکتے ہیں۔ بعض اصحاب کو آنت اتر آنے کا مرض ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے پٹنی لگائی جاتی ہے۔ جس سے آنت کا اثر نازک جاتا ہے۔ اگر آپ امتحان کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ آنت ہمیشہ قمری سر میں اترے گی۔ جب مرض کی شدت ہو جاتی ہے تو پھر شمشي قمری سر میں تفاوت نہیں رہتا مگر اس مرض کی بنیاد قمری سر میں ہی پڑتی ہے اور قمری سر میں ہی زور دیتی ہے۔ (اس کے لئے آپ زیادہ تر شمشي سر چلا رکھیں تو مرض میں بہر نوع تخفیف رہتی ہے) آپ کہیں گے کہ ہمیشہ شمشي سر چلا رکھنا ایک مشکل کام ہے۔ دنیا میں ہر آدمی کوئی نہ کوئی کام ضرور کرتا ہے تو کام کی حالت میں سر کا تبدیل کرنا خود ایک تکلیف دہ عمل ہے۔ اس کے لئے میں آسان ترکیب یہ بتاؤں گا کہ آپ پہلے تو یہ قیثت کریں کہ آنت کس سر میں زیادہ اترتی ہے۔ جس وقت آنت اترے اس وقت دیکھ لیں کہ کون سا سر چل رہا ہے۔ آپ کہیں گے کہ پہلے آپ نے خود ہی بتایا کہ آنت قمری سر میں ہی اترتی ہے تو بعد تلاش تفصص کی کیا ضرورت ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس طرح اور قسم کے امراض قمری سر

سے ہی متعلق ہوتے ہیں۔ مگر جب مرض شدید اور کہنہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ ہر وقت رہتا ہے۔ مگر نفس کا پابند نہیں ہوتا۔ بس جس سر میں آنت اترتی ہو اس نتھنے میں روئی ٹھونس کر اسے چلنے ہی نہ دیں بس اس نتھنے کے بند ہو جانے پر آنت کا اثر ناموقوف ہوگا۔

معدہ کے امراض کے لئے

جب کھانا ہضم نہ ہوتا ہو، معدہ کمزور ہو گیا ہو تو کھانا شمشي سر میں کھائے، وہ کھانا ہضم ہوگا اور معدہ کا فعل درست ہو جائے گا۔ اگر اتفاق سے پیٹ میں نفخ ہو گیا ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوا، کھٹی ڈکاریں آ رہی ہیں تو بائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور قمری سر کو روئی سے بند کر کے شمشي سر کو چلاؤ اور زور زور سے سانس لو 15، 20 منٹ میں نفخ جاتا رہیں گا اور ہاضمہ درست ہو کر تکلیف جاتی رہے گی۔ اس کلیہ سے کسی کو انکار نہیں کہ انسان ایک دن یعنی مر جائے گا اور مذہب کی تعلیم یہ ہے کہ جب موت کا وقت آتا ہے تو کوئی طاقت اس وقت کو گھٹا بڑھانا نہیں سکتی۔ لیکن یہ تحقیق نہ ہو سکا کہ قدرت کا مہین کردہ وقت کب آئے گا لیکن حکمائے مستشرقین نے جس دم کی مشق کی تو ان کی زندگی طویل ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے انسانی زندگی کا دار و مدار سانسوں کی شمار پر رکھا ہے۔ جب وہ شمار ختم ہو جاتا ہے تو انسان مر جاتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ اگر انسان صبح سے شام تک قمری سر چلایا کرے۔ (یعنی داہنے نتھنے کو روئی سے بالکل بند کر دیا کرے) اسی طرح غروب آفتاب سے لے کر طلوع تک شمشي سر چلایا کرے اور داہنے نتھنے کو روئی سے بند کر دیا کرے۔ دن بھر قمری سر چلایا کرے اور رات بھر شمشي تو ایسے شخص کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے اور ساتھ ہی صحت اور تندرستی بھی قائم رہتی ہے۔ بعض راتوں میں یکا یک نیند نہیں آتی تو تجربہ کر لیں اس وقت سانس داہنے نتھنے سے جاری ہوگی یعنی شمشي سر چل

رہا ہوگا۔ شکی سر بند کر کے قمری سر چلا دیں فوراً تین آ جائے گی۔

سانس کی رفتار سے مرض معلوم کرنے کے لئے

ابھی میں نے اس سے اوپر والے قاعدہ میں بیان کیا ہے کہ رات میں شکی سر چلاؤ اور دن میں قمری اور اب یہ بتایا کہ رات میں شکی سر بے خوابی پیدا کرتا ہے۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ یہ ایک غیر مستقل ٹونک ہے اور قدرتی رفتار کے ماتحت ہے اور یہ ان اصحاب کے واسطے ہے جو قاعدہ اولیٰ کی مشق کر رہے ہوں ان کے لئے یہ ضروری نہیں اور نہ ان کو اس قسم کے عوارضات اور علا جوں کی ضرورت رہتی ہے۔

آپ ایسی جگہ بیٹھیں جہاں بیرونی ہوا مطلق نہ ہو روئی کو بچو کر (پریشان کر کے دھوا کر) تھوڑی سی اپنے سامنے رکھیں اور خود تنہ سے سانس لیں تمہارے ناک کے تنہے کی ہوا سے روئی اڑے گی۔ یعنی اس میں وہ حرکت پیدا ہوگی جو ہوا لگنے سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر سانس زور سے نہ بلکہ معمولی طریق پر لو۔ جس طرح لیتے ہو۔ اس طرح تم پکاش کر سکو گے کہ تمہاری سانس کتنی لمبی ہے۔ سانس کی لمبائی بارہ انگلی تک ماہرین نے اوسط رکھی ہے۔ اگر 10 یا 8 انگلی پر سانس کی ہوا جاتی ہے تو ایسا شخص نہایت تندرست ہے اور اس کے تمام قوے بہترین حالت میں ہیں۔ اس کی عمر بھی زیادہ ہوگی اور کوئی بیماری اس کو نہیں ہے۔ اگر سانس کی لمبائی 16، 18، 20 انگلی تک جاتی ہے۔ تو سمجھ لو کہ یہ شخص کسی حزن مرض میں مبتلا ہے اور کہ اس کی قوت روز بروز زائل ہوتی جا رہی ہے۔ اگر تپ دق کے مریض کی آپ تفتیش کریں تو بہت آسانی سے آپ معلوم کر سکیں گے کہ اس کی قوت زائل ہو رہی ہے۔ اگر ایک ہفتہ میں سانس کی لمبائی مثلاً 17 انگلی تھی تو دوسرے ہفتہ میں 18 انگلی ہو جائے گی۔ یعنی جس قدر ضعف

بڑھتا جائے گا سانس کی لمبائی بھی بڑھتی جائے گی۔ جب سانس کی لمبائی 20 انگلی تک پہنچ جائے تو یہ انتہائے ضعف کی علامت ہے اور سمجھ لو کہ ایسے مریض کا چراغ زندگی جلد گل ہونے والا ہے۔ اگر سانس آٹھ انگلی تک جاتی ہے تو سمجھ لو کہ یہ شخص نہایت تندرست اور قوی ہے۔ اگر کوئی شخص کوشش کر کے سانس کی رفتار چھ انگلی تک کر لے تو ایسا شخص اپنی عمر سینکڑوں برس تک بڑھا سکتا ہے۔ علم النفس کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض حکماء نے اپنی سانس کی لمبائی چار انگلی تک کر لی تھی اور اس طرح ان کی عمر بہت زیادہ لمبی ہوئی یہ واضح رہے کہ قبض بہر حال کم ہی رہتا ہے۔ (قبض سانس اندر کو کھینچنا) یہ تو وہ نگہداشت ہے جس پر وہی اصحاب عمل کر سکتے ہیں جو دنیا و مافیہا سے رشتہ تعلق توڑ چکے ہیں۔ ہم خود جواز سر تاپا یا شعا ند اور دنیوی شغف میں تکلیف مالا الطاق کھینچتے رہتے ہیں۔ اطمینان قلب اور آسائش کی چند سانسیں بھی لینا ہمارے لئے سوہان روح بلکہ نوادرات سے ہیں۔ ہم کہاں ان قوانین و اسباق پر عمل کر سکتے ہیں۔ بعض اصحاب کہیں گے کہ یہ گوشہ نشینوں اور زادیہ گزینوں کے کام کی باتیں ہیں۔ ہم پابند علائق اور اسیر خلائی کہاں عمل کر سکتے ہیں اور شاید بعض یہ بھی خیال کریں کہ اس قسم کی باتیں زوائد بلکہ فضولیات سے ہیں۔ یہاں ضروری کام نہیں ہوتے پھر ان تماشاؤں میں وقت ضائع کرنے کی فرصت کہاں میں عرض کروں گا کہ ہر آدمی علم النفس تمام علوم کی بنیاد ہے۔ اگر آپ اس کے بعض سادے قوانین پر ہی عمل کر لیں تو پھر دوسرے شعبے کی ضرورت ہی نہیں رہتی میں نے تمام قواعد فرد افراد بیان کر دیے ہیں اور چونکہ اس کتاب کا تعلق عوام سے ہے۔ اس لئے عبارت بھی بلاغت سے خالی ہے۔ میں نے قصداً عبارت کو بلیغ جملوں اور عربی فارسی کی دشوار ترکیبوں سے بچایا ہے۔ آپ کو اس کتاب میں چند در چند طبی قواعد ملیں گے اگر آپ

ضرورت کے وقت اس کے متعلقہ قاعدے پر عمل کریں گے تو پھر کسی دوسری ترکیب اور تدبیر پر عمل کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ مثلاً آپ کے خون میں حدت بڑھ گئی ہے۔ آپ کے پیٹ میں یا سر میں درد ہے اس کے لئے آپ طب اور ادویات کے محتاج نہ ہوں گے بلکہ اس کے متعلقہ قاعدہ پر عمل کر کے صحت حاصل کر سکیں گے۔

بیمار صحت یاب ہو گا یا نہیں

یہ قانون گزشتہ اسباق اور اوراق میں بیان کر دیا گیا ہے کہ 1,2,3,7,8,9,13,14,15 کو سورج نکلنے کے وقت ہمیشہ قمری یعنی بایاں نھتا چلتا ہے۔ 4,5,6,10,11,12 کو ہمیشہ طلوع آفتاب کے وقت شمسی یعنی دایاں سر چلتا ہے اور ہر دو گھنٹہ کے بعد قمری سے شمسی میں اور شمسی سے قمری میں تبدیل ہوتا رہتا ہے اور یہ ترتیب قانون قدرت کے مطابق ہے۔ جب اس ترتیب میں فرق آ جاتا ہے تو وہ کسی انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ (خواہ سر کا مقام تبدیل ہو جائے یا مدت میں کمی بیشی ہو جائے) اور یہ سابقہ اوراق میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اب اگر کسی شخص کا دایاں نھتا برابر 1,2,3,7,8,9,13,14,15 کو چلتا رہے اور قمری میں تبدیل ہی نہ ہو تو ایسے شخص کی زندگی پندرہ اور تیس دن کے اندر باقی ہے۔ اس درمیان میں اس کو مر جانا چاہئے۔ یہ یکسانیت موت کا الارم ہے موت یا ناگہانی طریق پر ہو یا کسی مرض سے متعلق ہو۔ لیکن موت آنے والی ہے اور ہل الفاظ میں اس طرح سمجھ لیجئے کہ جس شخص کا قمری سر بند ہو جائے اور شمسی ہی چلنا شروع ہو جائے تو ایسے شخص کی موت بالکل قریب ہے یعنی پندرہ اور تیس دن کے درمیان میں ایسا شخص مر جانے والا ہے۔

کسی پریشانی کو معلوم کرنے کے لئے

اگر کسی شخص کا بایاں یعنی قمری سر چلنا شروع ہو جائے اور شمسی قطعی بند ہو جائے تو یہ اعلان ہے قدرت کی طرف سے کہ کوئی بڑی مصیبت اور بڑا انقلاب آنے والا ہے۔ جس سے لطف زندگی ختم ہو جائے گا۔ بلکہ پندرہ دن تو موت کا اعلان ہے اور کسی دن 12 گھنٹہ برابر ایک ہی سر چلتا ہے تو یہ مصیبت اور تکلیف کا اعلان ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ جب سانس کی قدرتی ترتیب میں فرق آ جاتا ہے کوئی نہ کوئی واقعہ اور سانحہ پیش آتا ہے۔ قدرت نے دنیا کا ایک قانون بنایا ہے۔ دنیا بے کسی قانون کے نہیں چل رہی ہے۔ دنیا کا ہر کام ایک خاص نظام کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اس نظام قدرت کو بعض اہل بینش و دانش نے پایا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ قدرت اور فطرت بخیل اور رنگ دل نہیں ہے جو اس کو پانے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے وہ پالیتا اور سمجھ لیتا ہے اور ان ہی راز کے پانے والوں نے ان نکات اور رموز کا انکشاف کیا ہے۔ اگر کسی شخص کا نفس مساوی بہت دیر تک چلتا رہے تو یہ علامت ہے کہ صبح و شام انقلاب آنے والا ہے اگر دو گھنٹہ برابر نفس متساویہ چلے تو عنقریب موت کا پیام آنے والا ہے۔

کامیابی اور ناکامی معلوم کرنے کے لئے

جو اصحاب رمل، نجوم، جفر سے سوالوں کے جواب دیا کرتے ہیں اگر علم النفس سے دیا کریں تو جواب بہت صحیح ہوتا ہے اور آپ اس کا امتحان اور آزمائش کریں گے تو معلوم ہو گا کہ علم النفس کو تمام علوم مروجہ پر فوقیت حاصل ہے اور میں آسان عبارت میں وہ تمام طریق بیان کر دوں گا جو سوال جواب کے واسطے مستند اور معتبر اور ساتھ ہی

کافی ہوں۔ علم النفس کے عامل پر لازم ہے کہ اپنی نشست ایسے موقع پر کرے کہ جہاں اس کے پاس چاروں طرف سے آدمی آ سکتے ہوں اور ہر چار سمت سے کوئی راستہ بند نہ ہو۔ ہر طرف سے آدمی آ سکے۔ لیکن مکانوں اور شہروں میں ایسی جگہ مشکل ہے کم از کم اس قدر ضرور کرے کہ اپنے داہنے اور بائیں دونوں طرف عوام کے بیٹھنے کی جگہ بنائے اور آپ درمیان میں رہے پہلا قاعدہ جو بالکل سلجھا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سوال کرنے والا اگر کھلے سر کی طرف سے آیا ہے یا کھلے سر کی طرف آ کر بیٹھا ہے تو اس کا جواب اس کے حق میں ہے۔ اگر مخالف سر کی طرف سے آیا ہے یا بیٹھا ہے تو نتیجہ مخالف ہے۔ مثلاً آپ کا داہنا سر چل رہا ہے اور ایک شخص داہنی طرف سے ہی آیا اور داہنی طرف بیٹھا تو یہ اشارہ ہے کہ سائل کا جو مقصد ہے حاصل ہوگا۔ آپ بے تکلف اس کو کامیابی کی بشارت دے دیں۔

اس میں قمری اور شمسی سر کی بحث نہیں ہے۔ اگرچہ اس میں سوال کرنے والے کے نفس سے بھی بحث کی جاسکتی ہے مگر اس میں ذرا سی دشواری ہے کہ ہر آنے والے سے اور سوال کرنے والے سے دریافت کیا جائے کہ کون سا سر چل رہا ہے۔ اس لئے عامل اپنے سر کا دھیان رکھے لیکن اگر کوئی موقع ہے اور سائل کے سر کو بھی دیکھا جاسکتا ہے تو معلوم کر لو۔ اگر سائل اور عامل دونوں کا سر موافق ہے اور اسی حصہ سر کی طرف سائل آیا ہے تو کامیاب میں کوئی شبہ نہیں۔ وٹوق سے کہہ دو کہ کامیابی ہے۔ گزشتہ اوراق میں نے چند کاموں کی تفصیل دی ہے یعنی دنیا کے کام نفوس مثلاً پر میں نے تقسیم کر دیئے ہیں۔ جو نمونہ ہیں ایک شخص نے آ کر سوال کیا اب دیکھ لیں کہ اس کا سوال کس سر سے متعلق ہے۔ پس اگر موافق سر چل رہا ہے تو کامیابی ہے اگر مخالف سر چل رہا ہے تو کامیابی میں شبہ ہے۔

سفر میں کامیابی ہوگی یا ناکامی

ایک خاص قاعدہ جواب حاصل کرنے کا بتاتا ہوں۔ اس کا تعلق علم نفس سے بالکل نہیں۔ تاہم افادہ قارئین کے واسطے لکھ دیتا ہوں گودخل اور معقولات تو ہے مگر کام کی بات ہے۔ سائل کا سوال مختصر لفظوں میں تحریر کرو۔ پھر اس کے حرف گنو جو حرف شمار میں آئیں ان کو اس دن کی تاریخ پر پیش کرو۔ اگر سوال کے حرف زیادہ ہیں تو کامیابی کی دلیل ہے اگر تاریخ کے عدد زیادہ ہیں تو کامیابی میں شبہ ہے۔ اگر برابر ہیں تو کامیابی ہوگی مگر دیر میں۔ مثلاً 21 فروری کو ایک شخص نے سوال کیا کہ سفر کروں یا نہ کروں۔ سوال کے حروف 14 میں اور تاریخ 21 ہے۔ چونکہ تاریخ کے عدد زیادہ ہیں اس لئے باقاعدہ علم سفر کی اجازت نہ دیں۔ نفع کی امید نہیں اگر یہی سوال 8، 7 وغیرہ کی تاریخ میں کیا ہے تو باقاعدہ علم سفر کی اجازت دیں اور کامیابی کی پیشن گوئی کر دیں اگر سوال کے لکھنے میں طوالت ہے تو سائل کے نام کے حروف سے بھی اسی قاعدے سے جواب دے سکتے ہیں۔ اس میں والدہ کے نام کی ضرورت نہیں صرف سائل کا نام دریافت کر کے نام کے حروف گنو اور اس دن کی تاریخ سے میلان کرو۔ اگر نام کے حروف زیادہ ہیں تو کامیابی ہے اگر تاریخ کی تعداد زیادہ ہے تو ناکامی ہے۔ اسی ضمن میں ایک قاعدہ جفر کا بھی بیان کرتا ہوں جو ایک عامل سے حاصل ہوا ہے اور تجربہ سے مفید ثابت ہوا ہے۔ سائل کا نام سوال کے حروف اور اس وقت جو سارے کی ساعت ہو اس سارے کے حروف ان ہر سر کے حروف شمار کر کے اس دن کی تاریخ پر تقسیم کر دو اگر باقی دو عدد بچے جس کا نصف کامل ہو سکتا ہے۔ جیسے 2، 4، 6، 8 کامیابی ہوگی۔ اگر باقی عدد وہ ہو جس کا نصف ناقص ہو جیسے 3، 5، 7 تو کامیابی میں شبہ ہے۔ اگر کامل

تقسیم ہو جائے اور کچھ نہ بچے تو کامیابی ہوگی مگر دیر ہے۔

تین سروں سے کامیابی یا نا کامی معلوم کرنے کے لئے

گزشتہ اوراق میں جو تقسیم کاری کی گئی ہے وہ ایک مستند اور تحقیق شدہ تقسیم ہے۔ بعض اصحاب ایک کاغذ پر تمام تفصیل لکھ کر رکھ لیتے ہیں۔ یعنی شمشیر سے کون کون سے کام سے متعلق ہیں اور قمری سر سے کون کون سے متعلق ہیں اور نفس متبادیہ سے کون کون سے کام سے متعلق ہیں۔ پس جب سوال کیا جائے تو پہلے یہ معلوم کرو کہ تمہارا کون سا سر چل رہا ہے اگر سر موافق چل رہا ہے تو بے دھڑک کامیابی کی پیشین گوئی کر دو۔ اگر خلاف سر چل رہا ہے تو نا کامی اور نئی میں جواب دو۔

انسانی حرکات سے کامیابی یا نا کامی معلوم کرنے کیلئے

ایک معمول ہے کہ آدمی کسی کام میں جب سوچتا اور فکر کرتا ہے تو عموماً سر نیچے کو ہوتا ہے۔ (گردن نیچے کو ڈال لیتا ہے) کسی کام میں فکر اور سوچنے کی خاص علامت یہ ہی ہے کہ آدمی سر جھکا کر سوچتا اور فکر کرتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوچتے سوچتے گردن اٹھا کر اوپر کو بھی دیکھنے لگتا ہے۔ کبھی داہنے بائیں بھی دیکھنے لگتا ہے۔ اگر آپ تجربہ کریں اور سوچنے والے کی حرکات و سکنات کا بغور مطالعہ کرتے رہیں تو اس سے اس کام کے انجام کا نتیجہ نکل آتا ہے۔ کیونکہ اس وقت کی ہر حرکت اضطرابی ہے۔ اختیاری نہیں ہے کیونکہ سوال کرنے والا تو عامل یا عالم ہے ہی نہیں اور نہ اسے یہ معلوم ہے کہ میری کون سی حرکت کس نتیجہ سے متعلق ہے یا کوئی میری حرکت کا مطالعہ کر رہا ہے۔ لیکن علم النفس میں یہ حرکت بہت موثر ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سوال کے لئے آیا ہے تو آپ اس کی حرکات بغور

دیکھتے رہیں اور آپ کسی ایسے کام کو شروع کر دیں جس سے وہ یعنی سائل یہ خیال کرے کہ ابھی عامل صاحب کام میں ہیں۔ اس کام کو ختم کر لیں تو میں کہوں اور آپ بظاہر تو کام کرتے رہیں مگر باطن اس کی حرکات کو دیکھتے رہیں۔ اگر سائل اس درمیان میں سر نیچے کئے بیٹھا رہا تو کامیابی میں دیر ہے۔ اگر داہنے بائیں دیکھتا رہا تو نا کافی ہے اور اگر اوپر کی طرف دیکھتا رہا تو کامیابی ہے لیکن ایک بات یہاں یہ بھی معلوم کر لو کہ خالی آدمی اکثر گردن نیچی کئے ہی بیٹھا رہتا ہے اور یہ عادت ہے اس لئے اگر سائل نے اس درمیان میں ایک یا دو مرتبہ بھی اوپر کو دیکھا تو کامیابی کی دلیل ہے۔ اس طرح اگر ایک یا دو مرتبہ بھی داہنے بائیں کو دیکھا تو نا کامی کی دلیل ہے۔

ضمیر معلوم کرنے کے لئے

اگر کوئی شخص ضمیر دریافت کرنا چاہے یعنی یہ معلوم کرے کہ میرے سوال کو خود بتائے کہ میرا سوال کیا ہے۔ میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ نہایت حیرت انگیز طریق سے سوال بتا دیا کرتے تھے۔ بعض اصحاب کے متعلق سنا گیا کہ وہ سوال سائل سے لکھوا لیتے ہیں اور بلفظ اس کی نقل کر کے دے دیا کرتے ہیں۔ بلفظ حرفاً پوشیدہ لکھے سوال کو بیان کر دینا علوم مرہجہ میں سے کسی علم میں اس کا قاعدہ نہیں پایا گیا۔ اس میں کوئی چابکدستی اور شعبہ بازی ضرور ہے جس تک عام نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں ورنہ آج دنیا میں بڑے بڑے جفر ہیں زمال ہیں، منجم ہیں، مگر حرفاً پوشیدہ سوال بیان کرتے نہیں دیکھا۔ ایک صاحب جفر سے سوال کی نقل کر دیتے تھے۔ (میں نے سنا ہے دیکھا نہیں) لیکن یہ کام بڑی محنت اور مشقت کا ہے میں نے تو ایسا دیکھا ہے کہ ادھر آپ نے سوال پوشیدہ طریق پر کاغذ پر لکھا۔ یعنی ان کو مکاشفہ ہے اور وہ پردہ کے اندر کی چیز دیکھ

سکتے ہیں۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ ایسے لوگ دنیا میں موجود ہیں اور جیسا میں نے عرض کیا میں نے خود ہی ایک صاحب کو دیکھا ہے۔ مگر میں اسے کسی علم مردود میں سے نہیں مانتا۔ بلکہ کوئی خاص شعبہ یا طلسم ہے بعض اصحاب کا خیال ہے کہ ان لوگوں کے ہمزاد تابع ہوتا ہے۔ میں اس کو بھی ماننے کو تیار نہیں جس کے ہمزاد تابع ہوتا ہے۔

اس کی دنیا ہی الگ ہو جاتی ہے۔ بہر حال پوشیدہ سوال کو بلفظ بیان کر دینا یہ علم تو کسی نے اس علم کی کتابوں میں نہیں لکھا۔ ہاں اس قدر لکھا ہے کہ سوال کی نوعیت اور خلاصہ معلوم ہو جاتا ہے اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص کا سوال معلوم کرنا ہو اس کو اپنے چلتے سر کی طرف بٹھاؤ اور اس سے کہو کہ اپنے سوال کا ایک جملہ اچھی عبارت میں اپنے دل میں بناؤ اور آپ دزدیدہ نگاہوں سے اس کی حرکتوں پر غور کرتے رہو۔ اگر وہ سوچ بچار کی داغ بیل میں اوپر کی طرف دیکھے تو کسی جاندار شے کے متعلق سوال ہے۔ اگر سوچنے میں زمین کی طرف ہی نظر رہے تو دولت، نفع کا مایابی کا سوال ہے۔ اگر دائیں بائیں نظر جارہی ہے تو کسی ظرف، سامان، دھات (سونا، چاندی وغیرہ) کا سوال ہے۔

شادی کا میاب ہوگی یا نا کام

شادی بیاہ میں یوں تو کئی کئی دن صرف ہوتے ہیں۔ لیکن اصل شادی تھوڑی دیر کا کام ہے اور اس کا نام اسلام میں نکاح ہے اور تمام مذاہب میں اپنے اپنے طریق پر مذہبی رسم ادا کی جاتی ہے اور اس کا نام ہی شادی ہے۔ اگر اس رسم کی ادائیگی کے وقت عورت کا بایاں اور مرد کا دہنا نفس جاری ہو تو ایسی شادی نہایت مبارک ہوتی ہے۔ زن و شوہر کے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہتے ہیں اور باہمی محبت رہتی ہے۔ اگر اس کے خلاف رسم شادی ہو تو اس گھر میں ہمیشہ جنگ و جدال ہی رہتی ہے اور میاں بیوی

میں موافقت اور نا سازگاری کے جذبات بڑھتے رہتے ہیں۔

یہاں تک کہ بعض اوقات مفارقت کرنا پڑتی ہے۔ اگر دولہا، دلہن کے علاوہ کوئی دوسرا شخص آ کر سوال کرے کہ فلاں شادی مبارک ہے یا نہیں۔ اگر سوال کے وقت شعی سر چلا ہو تو شادی مبارک ہوگی۔ حال اپنا سر دیکھے لیکن زیادہ معتبر یہ ہے کہ سائل کا سر دیکھے اور اس پر حکم لگائے۔ لیکن اگر عورت سوال کر رہی ہے تو اس کا قمری سر مبارک ہوگا یہ یاد رکھو کہ سائل کا سر عامل کے سر سے زیادہ معتبر ہے اگر سائل کا سر موافقت میں اور عامل کا سر مخالفت میں جاری ہو تو عامل کے سر پر حکم نہیں لگایا جائے گا۔ یعنی جب سائل کے سر کی تحقیق نہ ہو سکے تو مجبوری ہوگی اور عامل کے سر کو شاید بتایا جائے گا۔

حمل میں لڑکا ہے یا لڑکی

حمل میں لڑکا ہے یا لڑکی اس سے قبل کہ علی تحقیق سے میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالوں یہ حقیقت واضح کر دینا ضروری ہے کہ عالم الغیب خدائے قدوس ہے۔ قرآن پاک میں غیر مشتبہ عبارت میں بیان کر دیا گیا ہے کہ ”جو کچھ نبیٹ میں ہے اس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔“ جب خدائے قدوس نے استثناء فرمادیا کہ اس قانون کو ہم ہی جانتے ہیں تو پھر اس قانون میں اپنی رائے شامل کرنا خلاف ادب بلکہ گناہ ہے۔ لیکن دو امور پر نظر کرنا ہمیں الزام سے پاک کر دیتا ہے۔ پہلا امر یہ ہے کہ خدا کا علم بلیغ غیر مشتبہ ہے۔ حقیقی ہے اس میں ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ ہماری تحقیق میں احتمال ہے۔ خدائے پاک کی تحقیق یقینی ہے۔ ہمارا علم ناقص اور اس کا حکم کامل ہے اور یہ فرق عہد و معبود کے لئے کافی ہے اور الزام سے پاک کر دیتا ہے۔ امر دوم یہ ہے کہ خدا کا علم ذاتی ہے اور ہمارا علم کسی ہے۔ خدائے قدوس ہمارے علم کا محتاج نہیں۔ لیکن

ہم خدا کے علم کے محتاج ہیں۔ اور یہ تقادوت بہت عظیم ہے جو خالق و مخلوق میں حد فاصل بناتا ہے۔ اس لئے میں وہ قواعد بیان کرتا ہوں۔ جس سے علم النفس کے ماتحت معلوم کیا جاسکتا ہے کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی یہ بات بھی معلوم کرو کہ اس حساب کو تمام علوم نے اپنایا ہے۔ یعنی ہر علم نے اس پر بحث کی ہے کہ لڑکا، لڑکی کا حال اس سے معلوم ہو سکے۔ نجوم نے بھی چند در چند قواعد بیان کئے ہیں۔ رمل نے بھی جفر نے بھی غرض کہ بے شمار قواعد ایسے ہیں جس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی لیکن جب آپ تجربہ کریں گے تو معلوم ہو گا کہ علم النفس کا حساب سب سے بہتر ہے اور اکثر و بیشتر صحیح نکلتا ہے اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی سوال کرے کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی تو رسائل کے نفس کی تحقیق کرو اگر رسائل کا سر شمی چل رہا ہے تو لڑکا ہے۔ قمری سر چل رہا ہے تو لڑکی بعض نے اس قسم کے سوال و جواب میں سمٹیں بھی مقرر کی ہیں یعنی آگے پیچھے داہنے بائیں مگر یہ سب زینت کلام اور بیجا طوالت ہے۔ شمی و قمری سر اطراف و جانب پر بھی مشتمل ہے اور ابتدائے کتاب میں نفس کا تعلق اطراف سے بیان کر دیا گیا ہے۔

اگر رسائل کے ساتھ عامل کا بھی شمی سر چل رہا ہے تو پھر بیٹے کا پہلو اور بھی زبردست ہو جاتا ہے۔ اگر اختلاف ہے (رسائل اور عامل میں) تو رسائل کے نفس پر حکم دیا جائے گا۔ عامل کا وجود درمیان میں بمنزلہ ایک گواہ کے ہے۔ مگر عامل کے نفس پر حکم نہیں دیا جائے گا۔ لیکن جب رسائل کے نفس کی تحقیق کسی وجہ سے نہ ہو سکے تو اس وقت عامل ہی رسائل کا قائم مقام ہو گا اور عامل کے نفس پر ہی حکم لگا دیا جائے گا۔ لیکن بعض اساتذہ کی رائے ہے کہ عامل کے سر کا اثر بھی جواب میں ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً ولادت کے سوال کے وقت رسائل کا شمی اور عامل کا قمری چل رہا ہے تو رسائل کے نفس کو قوی ماننے ہوئے لڑکے کا حکم لگایا جائے گا۔ مگر چونکہ اس وقت عامل کا سر فرزند پیدا ہونے

کے خلاف تھا۔ اس لئے اس قدر اثر ضرور ہو گا کہ مولود کم عمر ہو گا اور اس میں زنانہ صفیں پائیں جائیں گی۔ جیسے بزدلی، کم ہمتی، زنانہ پن وغیرہ اگر نفس متساویہ چلتا ہو گا تو اس کے دو نتیجہ پیدا ہوں گے یا تو ام بچے پیدا ہوں گے یا بچہ خشن پیدا ہو گا۔ یا حمل ساقط ہو جائے گا۔ باقی جو مشیت ایزدی بعض وقت ہمارے تجربے، ہمارے علم، ہمارے حساب، ہمارے فلسوفی اور دانی استادی اور ہمدانی سب حرف غلط کی طرح نیا مسیما ہو جاتے ہیں اور خدائے برتر کا حکم غالب رہتا ہے۔ سچ ہے۔ واللہ غالب علی امرہ۔

تجارت میں نفع ہو گا یا نقصان

اگر کوئی شخص سوال کرے کہ میں فلاں تجارت کرنا چاہتا ہوں نفع ہو گا یا نقصان۔ اگر رسائل کا الٹا نقصان یعنی قمری سر چلتا ہو گا۔ تو اس تجارت میں اس شے میں اس دوکان میں فائدہ ہو گا۔ اگر شمی سر چلتا ہو گا تو نفع کی امید نہیں۔ بلکہ نقصان ہو گا اگر نفس متساویہ چلتا ہو گا۔ تو نفع برابر رہے گا۔ اگر رسائل کا شمی اور عامل کا قمری سر چلتا ہو تو ابتداء میں نقصان معلوم ہو گا لیکن آخر میں فائدہ ہو گا۔ اگر رسائل کا قمری اور عامل کا شمی سر چلتا ہو گا تو ابتداء میں فائدہ رہے گا۔ لیکن انجام میں نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ اگر نفس متساویہ چلتا ہو تو اس کام کو بند کر دو۔ یعنی اس کام کو نہ کرو۔ اس میں کوئی نفع نہیں پاؤ گے۔ ابتدائے کتاب میں بیان کر دیا گیا ہے کہ طالب علمی کے زمانے میں ہر علم دریاے ناپیدا کنار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب اس پر عبور حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بے پایاں علم ایک نقطہ ہو کر دل میں آ جاتا ہے اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ قرآن پاک کا حفظ کر لینا کس قدر حیرت اور استعجاب کا معملہ ہے لیکن جب ایک شخص محنت کر کے حفظ کر لیتا ہے تو بظاہر اس قدر ضخیم اور مدون کتاب ایک

نقطہ بن کر حافظ کے سینہ میں اتر جاتی ہے اور آخر کار سمٹ کر ایک ناپیدا کنارہ سمندر قطرہ بن جاتا ہے۔ اس وقت آپ اس کتاب کو پڑھ رہے ہیں اور دل الجھ رہا ہے کہ خدا جانے یہ کیا چیز ہے۔ لیکن چند دنوں کی محنت میں جب عبور ہوگا اس وقت نہ جواب دینے میں کوئی وقت پیش آئے گی نہ کسی حساب کرنے میں زحمت ہوگی۔ مزید براں اگر آپ اس قسم کے علوم کے خواہشمند ہیں یا آپ کو ذوق ہے تو معلوم ہوگا کہ علم النفس کے آجانے کے بعد اور کسی علم کی ضرورت نہیں۔

اگر کوئی سوال کرے کہ میں فلاں شخص سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ آیا ملاقات ہوگی یا نہ ہوگی اور اگر ملاقات ہوگی تو جس مقصد کے لئے میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں یا ملاقات بیکار ہوگی اس قسم کے سوالوں کا جواب بذریعہ علم النفس اگر دیتا ہے تو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر مسائل اور عامل دونوں کا شکی سرچلنا ہوگا تو ملاقات ہوگی اور حسب غشاء اگر مسائل کا قمری اور عامل کا شکی سرچلنا ہوگا تو اغلب ہے کہ ملاقات نہ ہو اگر ملاقات ہوگئی تو راستہ میں کوپے میں غرض کہ اس جگہ ہوگی جہاں سے کوئی مفید بات کرنے کا موقع نہ ہو۔ اگر نفس متساویہ چلنا ہوگا تو ملاقات ہوگی مگر کوئی بات نفع کی اس سے پیدا نہ ہوگی اور بہت ممکن ہے کہ ملاقات ہی نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ملاقات سے نقصان پہنچ جائے۔ (جب نفس متساویہ کے وقت میں ملاقات کی جائے)

شادی پسندیدہ جگہ ہوگی یا نہیں

اگر کوئی شخص سوال کرے کہ میں نے فلاں جگہ شادی کا پیام بھیجا ہے یا بھیجنا چاہتا ہوں آیا وہاں کامیابی ہوگی یا نہ ہوگی۔ اس سوال اور اس قسم کے سوالات کے جوابات نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مسائل کا شکی سرچل رہا ہے۔ (سوال کے وقت) تو کامیابی

ہوگی اور پیام منظور ہوگا۔ اگر قمری سرچل رہا ہے تو منظور ہونے کی کوئی امید نہیں۔ اگر قاصد کو اس وقت پیدا دیں۔ مثلاً خط وغیرہ جب شکی سرچل رہا ہو۔ اگر قاصد بھی دانا ہے اور اس وقت سوال پیش کرے جب شکی سرچل رہا ہو تو تمام تر امید ہے۔ اگر قمری سرچلنا ہوگا تو دیر میں کامیابی ہوگی اور کئی ایک رکاوٹیں پیدا ہوں گی اور علاوہ تاخیر کے بہت سی تدبیریں کرنا پڑیں گے تب شادی ہوگی۔ ہاں شادی ہو جائے گی ضرور۔

بیماری سے صحت ہوگی یا نہیں

اگر کوئی شخص کسی بیماری کے متعلق سوال کرے کہ بیماری سے صحت ہوگی یا نہ ہوگی۔ اگر سوال بیمار خود کرتا ہے یا اس کی طرف سے کوئی اور سوال کرتا ہے تو معلوم کرو اور تحقیق کرو کہ مسائل کا کون سا سرچل رہا ہے۔ اگر شکی سرچل رہا ہے تو صحت ہوگی اگر مسائل کے ساتھ عامل کا بھی شکی سرچل رہا ہے تو بہت جلد صحت ہوگی کوئی خاص پیچیدہ بیماری نہیں ہے۔ اگر مسائل کا شکی اور عامل کا قمری سرچلنا ہو تو شفا اور صحت ضرور ہوگی لیکن ذرا دیر میں جلد صحت نہیں ہوتی کم سے کم پندرہ یوم تک شفا ہو جائے گی۔ اگر ہر دو کا سر قمری چل رہا ہے تو امید شفا نہیں اگر مسائل کا قمری اور عامل کا شکی سرچل رہا ہے تو بہت عرصہ میں شفا ہوگی۔ اگر مسائل کا نفس متساویہ چل رہا ہے تو بیماری خطرناک ہے اور شفا کی امید کم ہے۔

نوٹ: بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس علم والے کو جھوٹ بولنا لازمی ہے۔ اس علم کا جاننے والا مجبور ہے کہ جھوٹ بولے۔ جب کوئی خبر بری اور غصہ اور غلاف غشاء نظر آتی ہے تو مروت اور انسانیت منع کرتی ہے کہ دو ٹوک بات بے کسی جھجک اور تامل کے کہہ دی جائے اور اسی طرز خبر مرگ اور خبر قید و بند بھی بے تامل سنا دی جائے جس طرح خوشی کی

خبر سنانا تھی۔ میرا تجربہ ہے کہ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ آپ جو بات ہو خلاف ہو یا موافق کچھ بتاؤ۔ لیکن کوئی کان خوشی سے خبر بد سننے کو تیار نہیں اور کوئی آنکھ رغبت سے اپنی موت کا نظارہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے خبر بد کو ایسے الفاظ اور پیرایہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ جو ناگوار خاطر نہ ہو اور اکثر ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جس سے تسلی اور تسفی پیدا ہو۔ یہاں تک کہ بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات جواب کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے۔ اس لئے میں ناظرین کرام کو مشورہ دوں گا کہ جب آپ سوال کا جواب نکالیں اور وہ سائل کے خلاف ہو تو خوبصورت اور دلنواز عبارت میں بیان کریں تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو جو خبر بد کو بے محابا کہہ دیتے ہیں بہت کچھ نقصان پائے گئے ہیں۔

ہنر سیکھنے میں کامیابی ہوگی یا نہیں

اربابِ بنیاد پر پوشیدہ نہ رہے کہ قوانینِ علم میں ہر سوال کے جواب کا جداگانہ قانون ہے۔ جس طرح ہر انسان کی دنیا علیحدہ ہے۔ اسی طرح ہر کام کی دنیا جدا ہے۔ ایک ہی قاعدہ ہر قسم کے سوال کے واسطے نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص سوال کرے کہ میں فلاں علم اور ہنر سیکھنا چاہتا ہوں کیا مجھے کامیابی ہوگی۔ اگر سوال کے وقت سائل کا قمری سرچل رہا ہے تو جواب اثبات میں ہے۔ اگر شمسی سرچل رہا ہے تو جواب اثبات میں نہیں یعنی اگر شمسی سرچل رہا ہے تو جواب نفی میں ہے اگر ایسے وقت میں عامل کا قمری چلنا ہو اور سائل کا شمسی تو سائل اس علم و ہنر میں دستگاہِ کامل اور استعدادِ مالا یطاق حاصل نہ کر سکے گا۔ اگر دونوں کے موافق ہوں یعنی دونوں کے قمری ہوں تو حسبِ ضرورت درک حاصل ہوگا اور دونوں کا نفس متساویہ چل رہا ہو تو قطعی یہ ہنر نہ آئے گا۔ باقی سائل اسی قانون پر غور کرتے ہوئے جواب حاصل کرے۔

ملک سے باہر دوست کی خبر معلوم ہوگی یا نہیں

کوئی عزیز دوست باہر گیا ہوا ہے۔ کوئی خبر اور خیریت نہیں ملتی۔ نہ اس کے آنے کی کوئی اطلاع ہے اس بے خبر کے متعلق کوئی سوال کرے کہ کب خود آئے گا یا کب تک خبر ملے گی۔ اگر سوال کے وقت سائل اور عامل کا شمسی سرچل رہا ہے تو ابھی آنے یا خیریت کے ملنے میں دیر ہے۔ اگر دونوں کے مختلف سرچل رہے ہوں تو جواب یہ ہے کہ وہ آنے کا قصد کر رہا ہے بلکہ آنے کے واسطے تیار ہے۔ مگر حالات ایسے واقع ہو رہے ہیں کہ خواہ خواہ دیر ہو رہی ہے۔ مگر وہ جلد پہنچے گا اگر سوال کے وقت نفس متساویہ چل رہا ہے تو جواب یہ ہے کہ وہ بیمار ہے یا کسی تکلیف اور مصیبت میں گرفتار ہے۔ زمانہ قریب میں کوئی امید اس کے آنے کی نہیں ہے۔

چوری شدہ چیز مل جائے گی یا نہیں

چوری کے متعلق اکثر سوال کئے جاتے ہیں۔ بعض خوش عقیدہ لوگ تو چور کا نام بھی دریافت کرتے ہیں اور بعض لوگ نام تک بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور جس جگہ وہ شے رکھی ہو تفصیل سے بتاتے ہیں کہ فلاں گھر میں فلاں طرف رکھی ہے۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ اگر اس علم میں یا کسی علم میں اس قدر قوت ہوتی تو دنیا میں پولیس اور عدالتیں قائم کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ دربارِ دہلی میں کسی نامعلوم شخص نے جلوس پر بم مار دیا۔ حکومت کی طرف سے ایک لاکھ روپے کا انعام شائع ہوا مگر کوئی علم کا دعویٰ کرنے والا حکومت کے سامنے نہیں آیا۔ پولیس دن رات چوری کی تفتیش میں رہتی ہے اور حکومت کا لاکھوں روپے پولیس پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر کسی علم میں اس قدر

قوت ہوتی کہ تمام حال روشن کر دیتا تو دنیا میں چوری کا وجود ہی مٹ جاتا کئی سادہ لوح شخص دھینے کا پیر دریافت کرتے ہیں کہ کس جگہ ہے، کس قدر ہے۔ اپنی عقل پر اس قدر تو زور دو کہ جن لوگوں سے آپ خزانے اور دھینے کا حال معلوم کر رہے ہیں وہ آپ سے زیادہ اس دھینے کا محتاج ہے۔ اگر اس کے پاس کوئی ایسا علم ہوتا تو آپ کے بتانے سے قبل وہ خود ہی نکال لے جاتا۔ اس قسم کی دوراز کار باتیں ہرگز کسی سے دریافت نہ کرو۔ یہ باتیں ہیں جن کو سوائے خدائے عالم الغیب کے کوئی نہیں جانتا۔

خدا تعالیٰ می بیندوی پوشد۔ و مسایہ نمی بیندوی خروشد

میر کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب

اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں۔ ہر علم کی ایک طاقت ہے جس طرح ہر شے میں ایک معینہ طاقت ہے اور یہ قانون قدرت ہے کہ جس قدر قوت ہے وہیں تک کام کرتی ہے۔ جب اس کی قوت سے آگے بڑھایا جائے گا۔ فنا ہو جائے گی۔ بس قدرت نے ان علوم میں اس قدر قوت عطا فرمائی ہے کہ سطحی باتیں معلوم ہو جائیں۔ مالد و علیہ اور ہر شے کی تفصیلی حالت معلوم کرنا اس قسم کے علوم کی قوت سے باہر ہے۔ اگر کوئی شخص سوال کرے کہ چوری شدہ چیز مل جائے گی یا نہیں۔ اگر سائل کا قمری سر چل رہا ہے تو گم شدہ شے کُل جانے کی علامت ہے۔ اگر ششی سر چل رہا ہے تو چور یا چوری یا دونوں کا پیر مل جائے گا۔ اگر عامل وسائل کا سر مختلف ہے تو جواب یہ ہے کہ چور اور چوری کا پیر ضرور مل جائے گا مگر ہاتھ نہیں آئے گی اگر سکھنا (نفس متساویہ) سر چل رہا ہو تو نہ چور کا سراغ ملے گا نہ چوری کا کوئی نشان ہاتھ آئے گا۔

اگر کوئی مقدمہ ہے یا دھندھنوں میں کشتی ہے یا اس قسم کا کوئی مقابلہ ہے جس میں مظلوم کرنا ہے کہ کس کو فتح ہوگی کس کو شکست ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ فیصلہ کے وقت

جس کا ششی سر چل رہا ہے اس کو فتح ہوگی اور جس کا قمری سر چل رہا ہے اس کو شکست ہوگی اگر دونوں علم جاننے والے ہیں اور دونوں گھر سے ششی سر میں نکلے ہیں تو جو شخص گھر سے پہلے نکلا ہے اس کو فتح ہوگی۔ اگر دونوں گھر سے برابر نکلے ہیں تو فتح و شکست کسی کو نہ ہوگی صلح ہو جائے گی اور مقابلہ برابر کار ہے گا۔ اس معاملہ میں قمری سر والے کو ہمہ حال شکست ہوگی اور ہر قسم کے مقصد اور مطلب کے واسطے جب ششی سر میں کام کرے گا فتح پائے گا۔

بارش ہوگی یا نہیں

اگر بارش نہ ہوتی ہو اور کوئی شخص آ کر دریافت کرے کہ ذرا حساب سے دیکھئے کہ بارش کب ہوگی تو اس کا حساب یہ ہے کہ اگر سائل کا سر بوقت سوال قمری چل رہا ہے تو بارش قریب ہونے والی ہے۔ اگر ششی سر چل رہا ہے تو ابھی بارش کا کوئی امکان نہیں۔ اگر نفس متساویہ چل رہا تھا کہ سوال کیا تو بادل آئیں گے بارش کی ہوا چلے گی مگر بارش نہ ہوگی۔ اگر عامل اور سائل کے سروں میں اختلاف ہو تو بارش خفیف ہوگی اور بوند باندی ہو کر رہ جائے گی۔

نوٹ: ایک ضروری قانون یہ معلوم کر لو کہ نفی اور اثبات کا حکم کب تک چلے گا۔ یعنی کسی نے بارش کا سوال کیا اور اس قوت ششی سر چل رہا تھا جس پر آپ نے بارش نہ ہونے کا جواب دے دیا تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اب بارش ہوگی یا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ تو پھر اس نفی کا اثر کب تک ہے اور کب تک بارش ہوگی۔ واضح ہو کہ علوم نجوم میں کوئی خاص مدت کا تعین نہیں۔ حتیٰ کہ بعض گزشتہ تیس سال تک رہتی ہیں اور بعض اس سے بھی زیادہ اور رمل میں ایک جواب کا اثر تین مہینے دس دن تک مان لیا گیا ہے اور علم النفس میں ایک جواب کا اثر پندرہ دن اور کم سے کم دو گھنٹہ ہے اور سر

کی مدت پر موقوف ہے یعنی اگر سوال ایسے وقت کیا ہے کہ سر چلتے ہوئے بہت دیر گزر چکی بلکہ اب تبدیلی کا وقت ہے تو پھر جواب کا اثر ایک گھنٹہ یا ایک گھڑی (24 منٹ کی ایک گھڑی اور ڈھائی گھڑی کا ایک گھنٹہ) تک رہے گا۔ بعد ازاں حکم تبدیل ہو جائے گا مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ بے دریافت کئے اس کے برعکس ہو جائے گا۔ مثلاً کسی شخص نے بارش کا سوال کیا اور سائل کا سر تیشی چل رہا تھا اور آپ نے حسب قاعدہ علم جواب دیا کہ ابھی بارش کی کوئی امید نہیں اور سوال ایسے وقت میں کیا تھا کہ تیشی سر ختم ہو کر قمری سر چلنے والا ہے اور اس کی میعاد ایک گھنٹہ کی ہے تو کیا ایک گھنٹہ کے بعد بارش شروع ہو جائے گی۔ ہاں ایک گھنٹہ کے بعد اس سوال کی نوعیت اور حالت بدل جائے گی اور ممکن ہے کہ ایک گھنٹہ کے بعد بارش ہو جائے لیکن اس پر زیادہ وثوق نہیں کیا جاتا اس لئے پھر گھنٹہ بھر کے بعد اس سوال کا جواب حاصل کرو۔ غرض یہ ہے کہ کسی جواب کو مدت پر منطبق نہ کرو۔ بلکہ میعاد ختم ہونے پر پھر جواب حاصل کرو۔ کیونکہ کائنات کا کام چند در چند اسباب کی زنجیروں میں مقید ہے۔ اگر ایک در بند ہوتا ہے یا کھلتا ہے تو اس کے عوض میں دوسرا در بند ہوتا یا کھل جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بعض انقلاب دراز عرصہ تک اپنا اثر دکھاتے رہے ہیں اور بعض انقلاب ایسے ہوتے ہیں کہ آنندھی کی طرح ادھر آئے ادھر نکل گئے۔ واللہ اعلم بالصواب!

کسی طرف کا سفر کرنے سے فائدہ ہوگا

اگر کوئی سوال کرے کہ میں کس طرف کا سفر کروں جس سے نفع ہو۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر سوال کرنے کے وقت سائل کا تیشی سر چل رہا ہے تو مشرق اور شمال کا سفر مفید ہوگا۔ اگر قمری سر چل رہا ہے تو مغرب و جنوب کا سفر سعد اور مبارک

ہوگا۔ اگر اس کے خلاف سفر کیا گیا تو کامیابی میں شبہ ہے۔ اگر نفس متساویہ چل رہا ہے۔ تو ایسی حالت میں سفر کرنا نقصان دہ ہے۔ سفر کرنے سے مراد تمام سفر کا راستہ نہیں بلکہ عزم سفر سے گھر سے باہر قدم نکالنے کے وقت اس قدر پابندی ہے۔ گھر سے مراد گھر کا بیرونی دروازہ ہے جس سے آمد و رفت ہے۔ گھر سے قدم نکال لینے کے بعد کسی قسم کی پابندی یا سعادت و نحوست نہیں ہے۔ ایک خاص راز یاد کرو اور یاد رکھو بعض اصحاب اسے دیوانگی یا ڈھکوسلا کہیں گے بعض من گھڑت افسانہ یا وہی لوگوں کی گپ شپ مگر امتحان سے قبل تو آپ سب کچھ کہیں گے۔ لیکن جب امتحان کریں گے اس وقت قائل ہونا پڑے گا کہ یہ قوانین ہیں جن کا اثر یقینی ہی ہے یہ تو بتایا جا چکا کہ تیشی سر میں مشرق و شمال کا سفر اور قمری سر میں جنوب اور غرب کا سفر مبارک اور مفید ہوتا ہے۔ اب بعض وقت ایسا ہے کہ انسان اس قانون کے خلاف کرنے پر مجبور ہے تو ایسا کرو کہ چلتے وقت جو سر چل رہا ہو پہلے اس طرف کا قدم اٹھاؤ اور صرف چار قدم چلو۔ پھر ایک منٹ کے واسطے کھڑے ہو جاؤ پھر چار قدم اٹھا کر قدرے توقف کرو۔ بعد ازاں منزل مقصود پر روانہ ہو جاؤ۔ یہ قانون فتح اور کامیابی کا خاص ذریعہ ہے اور یہ عمل ہر وقت میں مفید ہوتا ہے خواہ آپ زیر قانون علم النفس سفر کر رہے ہوں یا خلاف جگہ ذلک من نکات الامصار!

ملازمت ملنے کی یا نہیں

کسی ملازمت اور کام ملنے کی غرض سے کسی کے پاس جانا ہو یا ملازمت کے لئے درخواست لکھنا ہو تو تیشی سر میں کام کرو۔ یعنی اگر درخواست لکھنا ہے تو تیشی میں لکھو اگر اس غرض کے لئے کسی افسر یا رئیس سے ملنا ہے تو تیشی سر کی پابندی کرو اگر قمری

سُر معلوم کرنے کے لئے

اکثر سانس دیکھنے کا قاعدہ طلوع کے وقت ہی بیان کیا جاتا ہے اور اس کتاب میں بھی یہی وقت دیا گیا ہے۔ مگر جس طلوع آفتاب کے وقت سُر کا امتحان کیا جاتا ہے۔ اسی طرح چاند کے طلوع کے وقت دیکھا جاتا ہے۔ جس وقت چاند طلوع ہو رہا ہو تو اس وقت قمری سُر چلنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ چاند کے حساب کو اور اس کے طلوع و غروب کو زیادہ اس لئے نہیں لیا گیا کہ بعض تاریخوں میں چاند دن میں بھی دکھتا رہتا ہے۔ آفتاب کی شعاعیں اس کی روشنی کا عدم کر دیتی ہیں مگر اس کا جسم دن میں بھی آسمان پر دکھائی دیتا ہے اور اس نظریہ سے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ چاند میں بذاتہ نور نہیں ہے بلکہ جرم آفتاب سے منعکس ہوتا ہے۔

صبح اٹھنے پر سُر معلوم کرنا

صبح جب بستر خواب سے اٹھو تو دیکھو کہ کون سا سُر چل رہا ہے جس طرف کا سُر چل رہا ہو اسی طرف کے ہاتھ کو چوم کر اپنے منہ پر پھیر لو اور دن بھر ہر کام کی ابتدا اسی ہاتھ سے کرو کسی کوشے دو تو اس ہاتھ سے اگر حاکم کو عرض ہو تو اسی ہاتھ سے اگر کوئی تہذیب پیش کرو تو اسی ہاتھ سے اس قانون کی پابندی کرنے سے قاعدہ ہوگا۔ چونکہ ہمارے یہاں کی تہذیب کا قاعدہ ہے کہ اس قسم کے کام دلانے ہاتھ سے ہی کرنا چاہئے۔ اس قاعدہ کے ماتحت جب ہم صبح اٹھے تو بایں سُر چل رہا تھا (قمری) تو اب دن بھر بایں ہاتھ سے کام لینا دشوار ہے تو اس کے حلق یہ قاعدہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پیش کرو۔ دہنا ہاتھ تہذیباً ساتھ لگا لو مگر چیز بایں ہاتھ میں ہی رہے۔

سُر میں اس قسم کے کام کرو گے تو نقصان ہوگا اور ناکامی کا منہ دیکھنا ہوگا۔ اسی طرح اگر نفس متساویہ چل رہا ہو تو اس قسم کا کام شروع نہ کرو یعنی نہ درخواست لکھو نہ کسی متعلقہ انسر سے ملنے کے لئے گھر سے قدم نکالو۔

اس بیان نے قمری اور نفس متساویہ دونوں کا نتیجہ یکساں بنا دیا ہے اور یہ صحیح نہیں میں عرض کروں گا کہ قمری سُر میں اس قسم کے کام کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کام میں غیر معمولی دیر ہو جائے گی اور اگر نفس متساویہ میں کام شروع کیا تو بہر حال نتیجہ ناکامی پر منتج اور ختم ہوگا۔ الا ماشاء اللہ

غلہ خریدنے سے نفع ہوگا یا نقصان

اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ غلہ خریدوں تو نفع ہوگا یا نقصان! اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر رسائل کا قمری سُر چل رہا ہے۔ (سوال کے وقت) تو آئندہ غلہ کا نرخ ارزاں ہوگا۔ تجارتی حیثیت سے خرید کرئے کا مشورہ نہ دو اگر شمس سُر میں سوال کیا ہے تو غلہ کا نرخ موجودہ نرخ سے آئندہ گراں ہوگا اور خریدنے والے کو نفع ہوگا۔ خریدنے کی اجازت دو۔ یہ نکتہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ جواب دیتے وقت صرف مسائل کے سر کا ہی خیال نہ رکھا جائے بلکہ عامل اپنے سُر کو بھی دیکھے۔ اگر رسائل اور عامل دونوں کے سُر دن میں یکا گلت اور یکساہیت ہے تو پھر جو نتیجہ اس پر حسب قاعدہ مرتب ہوتا ہے وہ اٹل ہوگا۔ اگر اختلاف ہے تو رسائل کے سر کے مطابق جواب دینا ہوگا۔ لیکن وہ نتیجہ کمزور ضرور ہوگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ غلہ وغیرہ کا نرخ روزانہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ لیکن جب باقاعدہ اس نے جواب حاصل کیا ہے تو اس کو نقصان کا اندیشہ نہیں رکھنا چاہئے اور بصورت خلاف ورزی نفع کا خیال ترک کر دینا چاہئے۔ باقی الغیب عند اللہ!

کونسا دن سعد ہے کونسا شمس

پیر، بدھ، جمعرات، جمعہ قمری سر سے متعلق ہیں اور ہفتہ، اتوار، منگل شمس سے متعلق ہیں۔ شمس سر سے متعلقہ کام شمس دنوں میں شروع کرو اور قمری سر سے متعلقہ کام قمری دنوں میں کرو۔ لیکن منگل کا دن نفس مساویہ سے بھی منسوب ہے۔ یوں تو ہر دو، دو گھنٹہ کے بعد قمری شمس سر تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن صبح طلوع کے وقت اور دوپہر کو (ضوائے کبرے) اور شام کو (غروب کے وقت) اگر شمس سر چلا ہو تو وہ دن بہت سعد ہوگا۔ خوشی اور نفع ہی رہے گا۔

تین سُرور کا تعلق قمری تاریخوں سے منسوب ہے

ابتداء میں جو تاریخیں قمری شمس سر کی بتائی گئی ہیں۔ وہ تاریخیں قمری مہینہ کی ہیں۔ علم النفس میں جس جگہ کوئی تاریخ آئے اس سے مراد چاند کی تاریخ ہوگی۔ انگریزی، ہندی اور کوئی تاریخ سے علم النفس میں کام نہیں لیا جاتا۔ ہاں اگر مطابقت کرتے ہوئے پھر عام فہم بنانے کے واسطے اگر کوئی دوسری تاریخ بتادی یا لکھ دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

غیر حاضر شخص کا سُر معلوم کرنا

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی صاحب تحریر کے ذریعہ سوال کرتے ہیں۔ اب وہ سامنے نہیں کران کے سر کا امتحان کیا جائے۔ اس لئے کاتب اور سائل کو لاڈل ہے۔ کہ سوال لکھتے وقت اپنے سر کا امتحان کرے جو سر چلا ہو یعنی جس سر میں سوال لکھا گیا ہو۔ اس کا حوالہ لکھ دے۔ اگر خط میں کوئی حوالہ نہیں تو پھر عامل کا سر اس وقت قائم مقام سائل کے

ہوگا۔ جس وقت سوال پڑھے اس وقت اپنے سر کو عامل دیکھ لے بس جو سر چلا ہو اس کے مطابق جواب دے اگر کوئی ان قوانین کی پابندی کرے گا تو نفع سے خالی نہیں۔

علم النفس کے عامل کے لئے ہدایات

اگر کوئی صاحب باقاعدہ علم النفس کے ذریعہ سوال جواب دیتے ہیں۔ یعنی بطور پیشہ اس کام کو کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو ان کو اپنی نشست گاہ ایسے مقام پر کرنا چاہئے کہ داہنے اور بائیں دونوں طرف سے آدمی بغیر کسی ممانعت اور رکاوٹ اور تکلف کے آسکتے ہیں۔ اگر ایسی جگہ نہیں تو اپنی نشست ایسے موقع رکھیں کہ داہنے اور بائیں دونوں طرف آدمی حسب منشاء بیٹھ سکتا ہو۔ اگر ایسی جگہ یا نشست ہے تو علم النفس کے ذریعہ سے جواب آسانی سے دیئے جاسکتے ہیں اور تقریباً صحیح ہوں گے۔ اب ایسی عام جگہ ہے کہ جہاں آدمی جس طرف چاہے بیٹھ سکتا ہے اور کوئی سائل آئے اور چلتے سر کی طرف بیٹھ کر سوال کرے۔ خواہ کسی قسم کا ہو۔ بشرط کہ بند سر کی طرف سے آیا ہے اور چلتے سر کی طرف بیٹھ کر سوال کرے۔ خواہ کسی قسم کا ہو۔ بشرط کہ بند سر کی طرف سے آیا ہے تو مقصد فوراً پورا ہوگا۔ اگر بیٹھا تو کھلے نتھنے کی طرف ہے۔ مگر بند نتھنے کی طرف سے نہیں آیا تو کامیابی ہوگی مگر دیر میں۔

کھانے کی الرجی سے نجات کے لئے

بعض آدمی بعض اشیاء نہیں کھاتے اور ان کا تجربہ ہے کہ ہم جب یہ شے کھاتے ہیں نقصان پاجاتے ہیں۔ مثلاً اکثر آدمی تیل نہیں کھاتے۔ اگر اتفاق سے تیل میں کچی ہوئی شے کھالیں تو ان کو زکام اور کھانسی ہو جاتی ہے۔ بعض اصحاب کو بعض اشیاء سے

اسہال ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک تجربہ تو عام ہے وہ بھی شے جو آپ نے کئی مرتبہ یا بہت سی مرتبہ کھائی ہے اور کوئی نقصان اس نے کیا بعض وقت وہ شے ایسا نقصان پہنچا دیتی ہے کہ انسان تکلیف پا جاتا ہے۔ اس کے اسباب اور نفع نقصان کا قانون حکماء اخلاط بتاتے ہیں نجومیوں کے اثرات کو تسلیم کرتا ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ قوانین علم النفس کے ماتحت ہیں اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر علم النفس کے قوانین کی پیروی کی جائے تو نقصان دینے والی شے نقصان نہیں دیتی بلکہ برعکس مفید ہو جاتی ہے۔ وہ قانون یہ ہے کہ گرم اشیاء عموماً اس وقت استعمال کرو۔ جب وہ اپنی شے سر چل رہا ہو۔ اس پابندی سے کوئی شے نقصان نہیں کرے گی اور جب آپ اس کے برعکس کریں گے یعنی گرم اشیاء شے سر میں اور سرد اشیاء تھری سر میں کھا لیں گے وہ شے نقصان کر جائے گی گواہی سے قبل نفع دیتی رہی ہو۔

حکیم رائیست محمودی بیان رائیست پایا نے علم کی کوئی حد نہیں جس علم پر انسان چاہے ہزاروں لاکھوں کتابیں لکھ سکتا ہے۔ سخن کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر میں چاہوں۔ (حکیم خدا) تو اس بیان کو طول دیتا ہوں۔ لیکن میرے علم میں اس فصل کے ماتحت وہ چند قوانین آچکے جو دنیوی کاروبار میں محدود معاون ہو سکتے ہیں اور جو تو یہ ہے کہ ”اگر ایک حرف نیست است ساری کتاب پڑھ کر اگر کوئی ایک بات پر بھی عمل کرے مطالعہ کا فائدہ اور تصنیف کی غرض ایک حد تک پوری ہو سکتی ہے۔ مگر عام طبائع اسی رنگ کی ہوتی ہیں کہ کتاب کا مطالعہ کریں اور طاق میں رکھ دیں۔

اگر صریح حکمت پیش ناواں

تحوالی آیت باز چہ در گوش

نگو خدا سر باز چہ حرف

کراں پندے غیر و صاحب نوش
میں نے اپنی بساط کے مطابق بہت کچھ کہہ دیا اور لکھ دیا اب میں دوسری قسم علم النفس کی بیان کرتا ہوں۔ وما تو فیقی الا باللہ!

علم النفس میں عملیات کی اہمیت

بدن اے جاں برادر کہ علم النفس دو قسم پر منقسم ہے۔ قسم اول در سوال و جواب و چگونگی کار و افعال و انجام و آغاز، قسم دوم متعلق عملیات و عبادات اور یہ قسم کا طین عالمین صالحین سے متعلق ہے مگر عوام کے واسطے بھی نفع سے خالی نہیں اس لئے کہ بعض قوانین عملیات سے متعلق ہیں اور ہر عمل میں اثر زیادہ کرتے ہیں۔

ارباب پیش پر تحقیق نہیں کہ عمل اور وظیفہ میں فرق ہے۔ وظیفہ کی غایت اور غرض ثواب آخرت اور عبادت ہے اور عمل مخصوص کسی دنیوی مقصد پر ہوتا ہے۔ لیکن نماز جو افضل ترین عبادت ہے۔ حکیم مطلق نے اس کے اوقات اور طریق نشست و برخاست مقرر فرما دیے ہیں اگر کوئی حکمت الہیہ اس تعین اوقات اور طریقہ نشست و برخاست میں نہ ہوتی تو سیدھا سادہ حکم دے دیا جاتا کہ جس وقت جی چاہے اور جس طرح چاہو نماز پڑھ لو۔ مگر رکوع و سجود کا تعین اور قیام و قعود کی تخصیص نے ثابت کر دیا کہ رکوع اس حالت میں ادا ہوگا جب دو تپشت ہو جائیں اور سجدہ جب ہی ادا ہوگا جب ہم سر بسجود ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ نشست و برخاست میں تعمیل اور قبولیت ہے۔ جب تک ہم جھکیں گے نہیں، رکوع ادا نہ ہوگا اور جب رکوع نہ ہوگا تو اس کا نتیجہ (ثواب) بھی نہ ملے گا۔ ثواب خود کسی فعل کا اثر ہے اور ثواب جب ہی ملے گا جب وہ فعل حسب قانون ادا ہو جائے گا۔ اگر حسب قانون ہر رکن ادا نہ ہوا تو عیب ہوا اور کوئی ثواب اس کا نہ ہوگا یعنی

کوئی اثر نہ ہوگا۔ اگر وقت معینہ کے اندر نہ پڑھیں گے تو اثر نہ ہوگا۔ ان ہی قوانین ربانی پر نظر کرتے ہوئے عالمین نے دونوں شرطیں عمل میں رکھی ہیں۔ یعنی پابندی اوقات اور طریق نشست مگر اکثر لوگ اس رکن اعظم سے ناواقف ہیں عملیات میں نہ وقت کی پابندی کرتے ہیں نہ نشست کی اور علم النفس کا حصہ دوم ان ہی قوانین کی رہنمائی کرے گا۔

نوٹ: عبادت شرعی میں جگہ کی تخصیص نہیں یعنی تمام مسجد روئے زمین ہے جس جگہ جی چاہے نماز پڑھ لو۔ لیکن باوجود اس عمومیت کے پھر بھی خصوصیت ضرور ہے۔ مثلاً گھر میں نماز پڑھنے سے مسجد میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے۔ حالانکہ زمین ایک ہی ہے۔ اسی طرح مسجد سے جامع مسجد اور اعلیٰ الترتیب حرم کعبہ سب سے افضل ہے۔ لیکن آپ کہیں گے کہ یہ تو افضلیت ہے۔ تخصیص نہیں عمل تخصیص کرتا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ عمل میں تخصیص کی ضرورت ہے۔ عبادت عام ہے۔ عمل خاص لہذا عبادت میں شان عمومیت اور عمل میں شان خصوصیت پائی جائے گی۔ اس بحث سے صرف اس قدر ثابت کرنا مقصود ہے کہ عمل میں نشست پابندی وقت تعین مقام خاص رکن ہیں اور ان ارکان کی پابندی سے عمل میں اثر پیدا ہوتا ہے۔ دور کن یعنی مقام اور وقت یہ تو کوئی خاص شے نہیں جس پر زیادہ تفصیل سے بحث کی جائے گی تاہم بعض قوانین جو ذرا گہرے ہیں ان پر سرسری ہی نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

علم النفس میں پابندی وقت کی اہمیت

پابندی وقت سے مراد ستارے کی ساعت بھی ہے اور مطلق ساعت بھی ہے اور دونوں اپنی اپنی جگہ موثر اور قابل عمل ہیں۔ قوانین علم النفس میں پابندی وقت سے مراد ساعت مطلق ہے۔ یعنی جس وقت میں کل عمل کیا تھا۔ آج بھی اسی وقت عمل کریں۔ مثلاً

آپ دن کے دس بجے رات کے دس بجے ایک عمل شروع کرتے ہیں تو روزانہ اس وقت کیا کریں۔ اس سے غرض نہیں کہ کل دن کے دس بجے کس سیارے کی ساعت تھی اور آج دن کے دس بجے کس سیارے کی ساعت ہے۔ مثلاً دن کے دس بجے کل مریض کی ساعت تھی اور آج قمر کی ہے لیکن وظائف اور علم النفس میں ہی یہ پابندی ہے۔ عملیات عامہ میں بجائے وقت کے سیارے کی پابندی کی جائے اور اس طرح وقت کا تفاوت ہوتا رہے گا۔ یعنی اگر آپ نے شمس کی ساعت میں کوئی عمل شروع کیا ہے تو روزانہ ساعت شمس میں ہی کریں اس سے غرض نہیں کہ کل دن کے دس بجے ساعت شمس تھی اور آج دن کے پانچ بجے ہے۔ چونکہ مجھے عملیات کا بیان یہاں مقصود نہیں۔ لہذا میں اس بحث کو ترک کرتا ہوں اور علم النفس کا بیان کرتا ہوں۔ جو عمل بھی میں اس کتاب میں بیان کروں گا اس کا وقت یہی رہے گا جو دل دن تھا اور جس جگہ سر کی تخصیص ہوگی وہاں تفصیل کر دی جائیں گی۔ لیکن تعین سے مراد سیکنڈ اور منٹ نہیں چونکہ گھنٹوں کی ایک گھڑی ہوتی ہے۔ لہذا چونکہ منٹ کی تاخیر وقت میں داخل نہیں۔ لیکن ایک گھڑی تک کی تاخیر کر سکتے ہیں۔ ابتداء نہیں کر سکتے۔ مثلاً ایک شخص نے رات کے دس بجے عمل شروع کیا ہے تو دوسرے دن 10 بج کر 14 منٹ پر عمل کر سکتے ہیں۔ لیکن جب دس بجتے ہیں 24 منٹ ابھی باقی ہیں تو عمل شروع نہ کریں۔ تاخیر ہو سکتی ہے مگر تقدیم نہیں ہو سکتی۔ ہاں دس منٹ کی تقدیم بھی ہو سکتی ہے۔ اس سے زیادہ تقدیم عمل میں نقصان دہ ہے۔ لیکن ان قیود اور پابندی کے باوجود ضروریات اور مجبوریات قابل معافی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ حالت اضطراب اور مجبوری کے وقت خدائے ذوالجلال نے اپنے فرائض معاف فرمادیے اور حرام کو حلال فرمادیا۔ ”اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو روزہ مت رکھو اور جب صحت ہو جائے یا مقیم ہو جاؤ تو روزہ کی قضاء کھلو۔“ ترجمہ قرآن پاک ”یعنی اگر آپ نے خدا شرعی کے سبب سے

روزہ نہیں رکھا اور بعد سقوطِ عذر روزہ رکھا تو یہ قضا روزہ بھی قائم مقام ادا کے ہوگا۔ تمہارے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ لیکن جب باوجود صحت یا قیام کے آپ نے قضا نہیں رکھی تو آپ پر ترکِ فرض کا گناہ ہے اور جو رعایتِ قدرت نے آپ کی مجبوری پر عطا فرمائی تھی وہ واپس لے لی جائے گی۔“

دوسرا قانون یہ ہے حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جو سوائے خدا کے کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیا جائے۔ لیکن اگر حالتِ اضطرار ہو (اور تم ان میں سے کسی ایک کا حسب ضرورت استعمال کر لو) تو تم پر کوئی گناہ نہیں جب حرام اشیاء اور فرائض خداوندی کا ترک حالتِ اضطرار میں قابلِ مواخذہ نہیں تو عمل کی پابندی کیا شے ہے جس کو اثرِ قدرت زائل کر دے جبکہ بوجہ مجبوری ہم نے اس کے کسی قانون کو عارضی طریق پر ترک کر دیا ہے۔ ان ادلہ اور شواہد کی روشنی میں جو پابندی بوجہ مجبوری آپ سے نہ ہو سکے تو آپ کسی وقت ترک کر سکتے ہیں اور اس سے عمل میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ مثلاً آپ سو گئے اور وقت نکل گیا۔ (جو وقت آپ کے عمل کا مہین تھا) یا کسی اور خاص مجبوری کی وجہ سے آپ وقت پر عمل نہ کر سکے تو دوسرے وقت اس عمل کو کر سکتے ہیں اور وہ بے وقت بھی قائم مقام وقت کا ہوگا اور اثر میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ اگر آپ نے قصدِ وقت ترک کر دیا تو عمل کے اثر میں فرق آ جائے گا اور یہ ایک عام قانون ہے۔ عملیاتِ علم النفس پر ہی موقوف نہیں۔

علم النفس میں پابندی مقام کی اہمیت

پابندی مقام و تعین منزل یہ بھی عمل میں ضروری شے ہے۔ یعنی جس جگہ آپ نے پہلے دن عمل شروع کیا۔ آخر تک اسی جگہ عمل کرتے رہو اور حتیٰ الوسع اس مقام کی

تبدیل نہ کرو۔ بظاہر یہ پابندی نامناسب معلوم ہوتی ہے ہم جس جگہ بھی عبادت کریں وہاں عبادت ادا ہو جائے گی۔ عمل کا تعلق خدا سے ہے یا ملائکہ سے اور یہ کسی مقام سے مخصوص نہیں لیکن علماء حکماء اور عالمین نے بہت ہی غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ دیا ہے کہ مقام کی تبدیلی سے اثراتِ عمل میں فرق آ جاتا ہے اور اس میں چند نکات ہیں جن کی صحت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

دلیل اول: انسان یا حیوان، چرند ہو پرند، جن ہوں یا ملائکہ تمام اپنے مسکن و مولد سے مانوس ہوتے ہیں۔ ترکِ وطن پر چند خاص قوتوں میں نقصان آ جاتا ہے۔ مثلاً ہمت و شجاعت جو اپنے مسکن اور گھر پر ہوتی ہے دوسری جگہ نہیں ہوتی جس جگہ جس عمل کی ابتدا ہوتی ہے وہ ہی اس کا مولد اور مسقط الراس ہوتا ہے اور اپنی تمام تر قوت حاصل کرتا ہے۔ دوسری جگہ تبدیلی میں کامل قوت نہیں رہتی۔

دلیل دوم: یہ امر باتفاق ثابت ہے کہ عمل کا تعلق ملائکہ سے ہوتا ہے۔ ملائکہ (مطلقہ عمل) اس مقام سے منسوب ہو جاتے ہیں۔ جہاں عمل کیا گیا ہے۔ لیکن جب دورانِ عمل میں جگہ تبدیل کی جائے تو فرشتے پریشان اور سراسیمہ ہوتے ہیں۔ تبدیلی مقام ان کو گراں ہوتی ہے اور تاثیرِ عمل میں فرق آ جاتا ہے۔

دلیل سوم: جس جگہ عمل شروع کیا جاتا ہے، بخور کے سلگانے اور عطر وغیرہ کے استعمال سے اس جگہ کی آب و ہوا لطیف اور جراثیم سے پاک ہو جاتی ہے اور یہ امور بھی تاثیرِ عمل میں مدد و معاون ہوتے ہیں اور بھی چند باریک نکات تعین مقام میں ہیں۔ جن کے ذکر کا یہاں محل اور موقع نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق عملیاتِ جلالی و جمالی سے ہے۔ عملیاتِ علم النفس سے ان کا تعلق نہیں۔ بہر حال تعین مقام ایک ضروری رکنِ عمل کا ہے۔ لیکن بعض اصحاب ایسے ہیں جو ایک جگہ چند یوم رہتے ہی نہیں۔ بقولے:

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

تو ایسے اصحاب نہ پابندی نظام کر سکتے ہیں نہ کوئی عمل کر سکتے ہیں۔ ایسے اصحاب جن کا قیام عارضی رہتا ہو اور یقین نہ ہو کہ ہمارا قیام رہے گا تو ایسے اصحاب کے واسطے عالمین نے یہ قانون بنادیا ہے کہ ابتدا ہی سے بجائے جگہ کے مصلیٰ یعنی سجادہ کو مقام اور مکان تصور کریں یعنی جب عمل شروع کریں تو پہلے دن سے یہ نیت کریں کہ میں اس مصلے کو قائم مقام عمل بناتا ہوں۔ اب تبدیلی مقام میں نقصان نہیں۔ جس جگہ آپ یہ سجادہ بچھائیں گے وہ جگہ عمل کی ہوگی لیکن یہ سمجھ لیجئے کہ سجادہ کو قائم مقام بنانا ان ہی لوگوں کے لئے کارآمد ہے۔ جن کو اپنے قیام کا یقین نہ ہو جن اصحاب کو اپنے قیام پر اعتماد ہے۔ ان کے لئے سجادہ کا تعین اچھا نہیں۔ سجادہ کی پابندی مجبوری کے لئے ہے۔ اصلی شے تو مقام ہی ہے۔ (مقام، مکان) ایک بات یہ معلوم کر لیجئے کہ ایک صاحب نے عمل اپنی جگہ شروع کیا۔ بظاہر سفر اور ترک وطن کے نہ کوئی آثار تھے نہ کوئی خیال اچانک دوران عمل میں ترک وطن و مقام کی صورت پیدا ہوگئی تو ایسی حالت میں وہ ہی مجبوری اور معذوری اور حالت اضطرار پیدا ہوگئی اور یہ معاف ہے اس عمل میں فرق نہیں آتا کیونکہ حالت اضطرار و اجبار قابل مواخذہ نہیں۔

علم النفس میں پابندی نشست کی اہمیت

تیسری قسم نشست عمل ہے اور یہ بڑی حد تک عملیات علم النفس سے مخصوص ہے اور یہ فصل اسی قانون پر مشتمل ہے۔ دو قسمیں جو پہلے بیان کر چکا (تعین وقت و مقام) وہ تو ہر عمل کا جزو ہے۔ لیکن قسم سوم یعنی نشست عام نہیں واضح ہو کہ نشست کا اثر سانس

پر بھی ہوتا ہے۔ یعنی نشست کی تبدیلی پر سانس کی نوعیت اور رفتار میں فرق آ جاتا ہے اور رفتار نفس ہی ہمارا مقصد ہے۔ لہذا طریق نشست قانون عمل میں نہیں بلکہ عین عمل میں داخل ہے۔ دیگر قوانین کے فوت ہو جانے پر اثر میں کمی آ جانے کا خیال ہے۔ مگر نشست کے فرق میں اصل عمل میں ہی نقصان آ جاتا ہے۔

چونکہ نشست مختلف ہے یعنی انسان کئی طریقوں پر بیٹھ سکتا ہے۔ اس لئے ہر عمل کے لئے جدا گانہ نشست ہے اور میں بعون اللہ اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ انسان بلکہ تمام عالم چار عناصر سے مرکب ہے۔ آتش، باد، آب، خاک، طبعی نام سودا، صغرا، بلغم، خون ہے دنیا کی کوئی شے ان عناصر سے خالی نہیں بلکہ ہر عضو خود چہر عنصر سے مرکب ہے۔ یعنی آتش میں بھی باد، آب، خاک ہے اور خاک میں بھی آب، باد، آتش موجود ہے اور یہ تقسیم ایک ایسی مسلسل تقسیم ہے جس طرح دائرہ کی تقسیم آغاز و انجام سے نابلد ہے۔ حالانکہ اس دائرہ کا آغاز اور انجام تھا۔ دائرہ کھینچنے والا صرف اپنے تصور میں آغاز و انجام رکھے ہوئے ہے اور اسے معلوم ہے لیکن دنیا کی کوئی دوسری طاقت دائرہ کا آغاز و انجام معلوم نہیں کر سکتی۔ بہر حال شمشیر اور قمری سروں میں بھی ان عناصر کی شمولیت ہے اور اس کی تقسیم دینی یہ ہے کہ جب سانس تبدیل ہوتی ہے۔ (شمشی قمری سے یہاں بحث نہیں) تو پہلا حصہ آتش کا دوسرا حصہ باد کا۔ تیسرا آب کا، چوتھا خاک کا چونکہ تبدیلی نفس کا کوئی خاص قانون نہیں بلکہ عوارض جسمانی اور حوادث آسمانی اور آفات ارضی کا اثر نفس پر پڑتا ہے اور یہ وقت سے قبل بھی 2 گھنٹہ سے قبل سر تبدیل کر لیتا ہے۔ تاہم میں ایک ضابطہ کے اندر لانے کو میں ہر سر کی مقدار دو گھنٹہ مقرر کرتا ہوں۔ جس کو چار پر تقسیم کرنے سے ہر عنصر کے حصہ میں 30 منٹ آتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب سر تبدیل ہوتا ہے تو 30 منٹ پہلے آتش کے بعد ازاں باد کے

بعد ازاں آپ کے بعد ازاں خاک کے یہ دورہ ہے دائماً ابدانِ عرصہ کوئی یقینی نہیں ہے اس میں تغیر و تبدل اور کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ اس جگہ میں آپ کی توجہ اس کتاب کے ابتدائی حصہ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جہاں میں نے نفس کو سیارگان پر تقسیم کیا تھا اور تین ستاروں کا بیان میں کر چکا تھا اور بقایا چار سیارگان رہ گئے تھے ان کے متعلق میں نے اعلان کیا تھا کہ آخر کتاب میں ان ہر چار سیارگان کی بحث کروں گا۔ لہذا قسم سوم یعنی نشست میں اس کی بحث آئے گی۔ اب آپ اس کتاب کے ابتدائی حصہ میں تقسیم سیارگان پر نظر ڈالئے جو یہ ہے اور میں بنظر سہولت دوبارہ مختصر تشریح کرتا ہوں۔ ضوائے کبریٰ، مریخ، غروب، مشتری، جب سانس سیدھے تھنے سے الٹے تھنے کی طرف منتقل ہو تو ابتدائی حصہ زحل، جب سانس الٹے تھنے سے سیدھے تھنے کی طرف رجوع کرے۔

زہرہ، ایک تقسیم اور بھی ہے جس کا ذکر اسی کتاب میں کسی جگہ کر دیا ہے۔ مگر وہ تقسیم اور علیحدہ سبق سے متعلق ہے۔ یہاں اسی تقسیم سے کام لیا جائے گا۔ میں نے ابتدائی حصہ میں بتا دیا ہے کہ تین سر تو نمایاں ہیں۔ یعنی شمس، قمری، عطارد اس میں کسی غور و خوض اور تفکر و تدبر کی ضرورت نہیں۔ نہ کسی تعلیم و تعلم کی حاجت، البتہ ان چار سیارگان کی ساعت معلوم کرنے کے لئے دو قاعدے ہیں۔ جس میں سے ایک قاعدہ اسی کتاب میں دوسری جگہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن وہ قاعدہ ان ہی اصحاب کے کام کا ہے جو ضبط نفس کا حساب رکھتے ہیں۔ اگر ہمیں کسی وقت بھی معلوم کرنا ہے کہ اس وقت جو سانس چل رہی ہے وہ کس عنصر سے متعلق ہے تو اس کا طریق یہ ہے کہ آپ ایسی جگہ سکون سے لیٹ جائیں جہاں ہوا مطلق نہ ہو۔ کہو تو یا کسی اور تھنے سے پرندے کا باریک پر لیجئے۔ یا روئی کا پاشاں کر کے اپنے تھنے کے سامنے رکھئے اور دیکھئے کہ ہوا کا اثر (ناک کے تھنے سے جو ہوا نکل رہی ہے اس سے مراد ہے) کتنی دور پہنچ رہا ہے۔ لیکن آپ قصدِ آذر سے سانس نہ نکالیں

بلکہ جس طرح سانس لے رہے ہیں اسی طرح سانس نکال کر (تھنے سے) دیکھیں کہ روئی یا پر اڑتا ہے یعنی ہوا کے اثر سے متحرک ہوتا ہے۔ بس جس جگہ متحرک ہو اس جگہ کو خوب صحیح کر کے ناپ لیں۔ اگر تھنے سے وہ جگہ ایک گرہ ہے تو آتش، دگرہ کا فاصلہ ہو تو باؤ تین گرہ کا فاصلہ ہو تو آب اگر چار گرہ کا فاصلہ ہے تو خاکی سرشار ہوگا۔ بعض نفس شمس بظاہر چل رہا ہے۔ لیکن امتحان میں آبی، بادی، خاکی، آیا تو اب آپ اسے کیا کہیں گے۔ تھنا تو شمس چل رہا ہے لیکن فاصلہ دوسرا عنصر بتا رہا ہے تو اب آپ حیران ہوں گے کہ اسے شمس (گرم) یا آبی (سرد) کہیں۔ میں عرض کروں گا کہ ذات تو شمس ہی رہے گی لیکن صفت آبی یا خاکی ہوگی اور یہ ایک طویل بیان ہے یہ مختصر کتاب اس طویل بحث کا محتمل نہیں اور نہ عام طریق پر اس بحث کی ضرورت پڑتی ہے۔ جن ارباب فہم و ذکا، کا دماغ اس حد تک پہنچے گا وہ اپنی عقل خدا داد سے یہ بھی معلوم کر لیں گے کہ ایک صفت دوسری صفت میں مدغم ہو جاتی ہے۔ جس طرح مشتری باوجود سعد ہونے کے بعض گھروں میں اپنا اثر اور اپنی صفت عدم کر لیتا ہے۔ لیکن ذات قائم رہتی ہے اسی طرح زحل باوجود نحوست کے بعض مقام پر اپنی طبیعت بدل لیتا ہے لیکن ذات وہ ہی رہتی ہے۔

ایک محقق نے ایک اور شناخت بیان کی ہے جس سے مجھے اتفاق نہیں۔ اس لئے کہ یہ شناخت ہی ایسی ہے جسے شناخت کرنا بجائے خود ایک معرکہ ہے تاہم میں بیان کئے دیتا ہوں۔ ایک آئینہ صاف شفاف لو اور ناک کے تھنوں کے قریب لاکر خوب زور سے سانس اس پر ڈالو بخارات اڑ کر آئینہ پر جم جائیں گے اور آئینہ دھندلا ہو جائے گا اس بخار سے جو دھندلا پن آئینہ پر بنے گا۔ اس شکل کو خوب غور سے دیکھو اگر وہ شکل مثلث سی معلوم ہو تو آتش سر ہے اگر بہ شکل دائرہ ہے تو بادی اگر بصورت شمشیر یا بالال ہو تو آبی اگر مربع ہو تو خاکی سر تصور کرو۔

علم النفس میں عملیات کے لئے خاص وقت

جیسا کہ میں نے شروع سبق میں عرض کیا ہے کہ یہ سبق عملیات ماتحت علم النفس ہے اور اس وقت تک جو بیان کیا گیا یہ سب قوانین تھے۔ اب میں عملیات کے چند قواعد بیان کرتا ہوں۔ لیکن آپ ان کو معمولی یا سطحی نہ جانیں بلکہ یہ ایک سائنس ہے جو بے نتیجہ اور بے اثر نہیں ہو سکتے۔ جس طرح آگ سے کسی شے کا گرم ہو جانا ایک بدیہی بات ہے اور ناممکن و محال ہے کہ ہم پانی کے نیچے آگ جلائیں اور پانی گرم نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن اور محال ہے کہ علم النفس کے تحت کا کوئی عمل کیا جائے اور اس میں اثر نہ ہو وہاں خدائے قادر توانا کو اختیار ہے کہ وہ آگ کی گرمی اور پانی کی سردی معطل کر دے لیکن وہ فطرت تبدیل نہیں کیا کرتا۔ اس لئے کبھی نہیں ہوا کہ آگ کی گرمی زائل و باطل ہو جائے۔ اسی طرح کبھی نہیں ہو سکتا کہ علم النفس کے تحت کا عمل باطل ہو جائے۔ ہاں اگر کوئی نادان جگنو کا انکارہ اور سرخ کپڑے کے ٹکڑے کو فکر جان کر آگ کا کام لیتا چاہے تو وہ اس اثر میں باطل ہوگا۔ ہر سرخ شے آگ کا انکارہ نہیں۔ گو کوئی نادان لاعلمی سے اسے آگ کہہ دے۔

اب میں ایک نکتہ واضح اور صحیح طریق پر بیان کرتا ہوں۔ یہ طریقہ میں نے دوسری کتابوں میں بھی دیکھا ہے مگر نامتام ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان اصحاب نے قصداً ضروری نکتہ چھپالیا یا ان کی رسائی اس تک نہ ہوئی۔ تاہم میں مکمل اور مفصل بیان کرتا ہوں اور دعوت عام دیتا ہوں کہ آپ میری تحریر پر عمل کریں اور اس قدر ترقی اور حقیقی علم سے فائدہ حاصل کریں۔ میں شمسی اور قمری سرچلنے کی تاریخیں تو ابتدائے کتاب میں بیان کر آیا ہوں۔ لیکن مکرر عرض ہے کہ چاند کی 4, 5, 6, 10, 11, 12,

سُر کا عنصر معلوم کرنے کے لئے

آٹے کی چار گولیاں چنے کے برابر اس کو مختلف چار رنگوں میں رنگ لو۔ ایک سفید رہے دوسری زرد تیسری سبز چوتھی سرخ یہ گولیاں جیب میں یا کسی برتن میں ڈال لو اب جس وقت معلوم کرنا ہو کہ اس وقت کون سا عنصر ہے تو بے دیکھے ہوئے ایک گولی نکالو۔ جس رنگ کی گولی ہاتھ میں آجائے وہ عنصر اس وقت ہوگا اگر سفید گولی نکلے تو آبی سرخ نکلے تو آتش ہے۔ سبز نکلے تو بادی ہے زرد نکلے تو خاکی ہے۔

مراقبہ سے سُر کا عنصر معلوم کرنا

دھوپ میں آنکھیں بند کر کے کھڑے ہو جاؤ اور غور کرو کوئی رنگ آنکھوں کے سامنے فضا میں رقص کرتا ہوا چشم تصور سے نظر آئے گا۔ بس جو رنگ نظر آئے وہ ہی عنصر اس وقت غالب ہے۔

سوچا ہوا عنصر معلوم کرنا

ہر دو قاعدہ بالا (گولیوں والا اور آنکھیں بند کرنے والا) پر خوب دو تین دن مشق کرو۔ مشق سے بغیر غلط ہوئے آپ اندک وقت میں غالب عنصر کو معلوم کر لیں گے اور ایک امتحان اس طرح کرو کہ کسی سے اپنے گھر میں کہیں کہ وہ چار رنگوں میں سے کوئی رنگ اپنے دل میں لے لے۔ اسے بتادو کہ ان چار رنگوں میں سے کوئی رنگ اپنے دل میں لو۔ جب وہ رنگ لے لے تو آپ اپنی مشق سے بتادیں گے کہ فلاں رنگ لیا ہے۔ ممکن ہے کہ ابتداء میں دو ایک مرتبہ غلطی ہو مگر مشق سے آپ صحیح بتا دیا کریں گے۔

ہوں۔ صاحب مشق خود دیکھ لے گا کہ کیا ہو رہا ہے اب آپ کی نگاہ میں وہ طاقت ہے کہ جو دیکھے گا اس پر بہت طاری ہو جائے گی۔ آنکھیں سرخ ہو کر آگ کے شعلے کی طرح لگیں گی کوئی شخص آپ سے آنکھ نہیں ملا سکتا۔ آنکھ ملاتے ہی اس کا دل بہت سے کانپ جائے گا اور بعد ازاں نظر میں وہ طاقت ہوگی کہ اگر آپ پتھر پر نظر جمائیں گے تو وہ جگہ سے اچھل جائے گا اور جس چیز پر نظر جمائیں گے وہ حال سے بے حال ہو جائے گی۔ جو کچھ عالم میں ہے، وہ زیر نظر ہوگا اور اب آپ کی نگاہ آسمان کے پار ہو جایا کرے گی۔ ایک بات اور یاد رکھئے کہ مشق شروع کرنے سے قبل دیکھ لیا کریں کہ آیا سر موافق کر کے مشق شروع کریں اگر سر خلاف چل رہا ہے تو کامیابی نہ ہوگی۔ سر تبدیل کرنے کا قاعدہ بیان کر چکا ہوں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ سر چلنے کی معیار دو گھنٹہ تک ہے۔ آفتاب نکلنے سے دو گھنٹہ تک کسی وقت میں پندرہ منٹ اس عمل کو کر لیا کریں۔ پندرہ منٹ سے زیادہ آپ کی رائے اور شوق پر منحصر ہے۔ کسی میدان یا اونچی جگہ پر اس عمل کو کیا کریں۔ تاکہ آسمان کا ٹپلا حصہ زیر نظر ہو۔ مشق سے قبل کچھ ناشتہ ضرور کر لیا کریں خالی پیٹ مشق نہ کیا کریں۔ لیکن پیٹ زیادہ بھی نہ بھرا ہوا کہ سانس لینا دشوار ہو آسمان پر نظر جماتے وقت جس دم کیا کریں یعنی سانس کو اس قدر روکا کریں کہ جس قدر قوت ہے۔ سانس بھی رکی رہے اور نظر بھی نہ جھپکے جب تک سانس اور نظر تھک نہ جائے۔ سانس لینے اور نظر جھپکانے کی ممانعت نہیں ہے لیکن بار بار سانس لینے اور نظر جھپکانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ یہ معمولی مشق ہے۔ لیکن اس علم کا نچوڑ ہے اگر آپ نے اس پر عمل کیا تو آپ دیکھیں گے کہ کس قدر غیبی قوت آپ کے اختیار میں ہے اب مسئلہ یہ رہ گیا کہ کب تک اس مشق کو جاری رکھیں۔ یہ آپ کے ذوق پر منحصر ہے۔ جب تک آپ کا ذوق متمنی رہے آپ کرتے رہیں اور جب تک مشق کرتے رہیں گے۔ آپ کی قوت روز بروز بڑھتی جائے

16,17,18,22,23,24,28,29,30 ان تاریخوں میں طلوع آفتاب کے وقت شمس یعنی داہنا ہاتھ چلتا ہے۔ ان تاریخوں میں آپ ایسا کریں کہ طلوع آفتاب کے وقت یعنی جب آفتاب طلوع ہو چکا ہو تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف لگادیں یعنی ٹنگی باندھ کر بغیر پلک جھپکائے آسمان کو دیکھیں۔ مگر طلوع آفتاب سے نظر ہٹا کر دائی طرف دیکھنا شروع کریں۔ اگر آپ عین آفتاب کی طرف نظر لگائیں گے تو آفتاب کی چمک بصارت کو خیرہ کرے گی۔ اس لئے آفتاب پر نظر نہ کریں۔ بلکہ دائی طرف نظر کو ہٹادیں۔ یعنی جنوبی حصہ کو دیکھنا شروع کریں۔ جب نظر بالکل تھک جائے تو پلک مار لیں۔ یہ مشق آپ پندرہ منٹ کریں۔ چونکہ درمیان میں قمری سر چلنے کی تاریخیں آئیں گی۔ اس لئے قمری تاریخوں میں مشق مغرب کی طرف کریں۔ اب یہاں یہ سمجھ لیں کہ یکم، دوم، سوم، قمری تاریخیں ہیں۔ ان تاریخوں سے مشق شروع نہ کریں۔ بلکہ 4 سے شروع کریں۔ 4,5,6 کو جنوبی حصہ پر نظر جمائیں۔ 7,8,9 کو مغرب کی طرف نظر جمائیں۔ پھر 10,11,12 کو بدستور مشرق کے جنوبی حصہ پر اسی طرح تیس دن عمل کریں آخر میں یکم، دوم، سوم، قمری تاریخیں آئیں گی۔ پھر 4,5,6 سے شمس آجائیں گی۔ ایک یہ بات یاد رکھیں کہ مشرق کی طرف جنوبی کنارہ کو دیکھیں اور مغرب کی طرف اسی طرح روزانہ مشق کرتے رہیں۔ میں نے پندرہ منٹ کی مشق بتائی ہے لیکن شوق تماشا اور ذوق تماشا اگر آپ کو مجبور کرے تو آپ اس سے زیادہ دیر تک دیکھا کریں۔ جب آپ مشق شروع کریں گے تو تیسرے دن آپ کی نگاہوں میں ایسا منظر پیش ہوگا کہ ایک دریا ہے جوں جوں مار رہا ہے۔ بعد ازاں آپ کو رنگ رنگ کے کٹڑے ادھر سے ادھر چلتے پھرتے نظر آئیں گے۔ یہ رنگین مجسمے کیا ہیں، خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ یہ فرشتے ہیں یا رنگینی نگاہ ہے اس کے بعد جو منظر پیش ہونا شروع ہوگا وہ حال ہے قابل نہیں ہے۔ میں اسے بیان کرنے سے مجبور

گی۔ آپ کی نظر میں قوت پیدا ہو چکی ہے لیکن کسی وجہ سے آپ آئندہ مشق جاری نہیں رکھ سکتے تو آپ ایسا کریں کہ مہینہ میں صرف ایک دن مشق پر نظر جمالیا کریں اور ایک مرتبہ مغرب پر یہ قوت جو پیدا ہو چکی ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ گو میں تصریح کر آیا ہوں۔ لیکن بنظر احتیاط پھر گزارش ہے کہ تاریخوں سے مراد چاند کی تاریخیں ہیں۔ انگریزی یا ہندی تاریخوں سے غرض نہیں۔ کسی دن اگر ہوا کوئی اور واقعہ آسمان پر ہو تو آپ کی مشق کو مانع نہیں یہ بھی اجازت ہے کہ آج آپ نے کسی وقت مشق کی ہے۔ کل کسی وقت کی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں دو گھنٹہ کے اندر ہے، دو گھنٹہ کے بعد پھر مشق کا وقت نکل چکا۔ لیکن اگر کسی مجبوری سے پہلا وقت نکل چکا ہے تو دوسرے وقت مشق کر لیں۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ سر ہر دو گھنٹہ میں تبدیل ہوتا ہے۔ دوسرے وقت اس سر کی ساعت میں عمل کریں۔

اب میں ان عملیات کو بیان کرتا ہوں جو سائنس ہیں اور جن کا اثر یقینی ہے۔ برائے تفسیر جب پہلے یہ معلوم کرو کہ (دنیا میں دو قسم کے کام ہیں پہلا ذات کو نفع پہنچانا اور کسی دلی مقصد کو حاصل کرنا دوسرے کسی کو نقصان پہنچانا جس کو اصطلاح میں حب و بعض کہتے ہیں۔ پہلے مقصد کے لئے قمری سر میں عمل کرو اور دوم کے لئے شمسی سر میں، قمری سر کی نشست پالتی مار کر بیٹھنا ہے اور شمسی سر کی نشست دوزانو ہو کر بیٹھنا ہے جس طرح نماز کے قعدہ میں بیٹھتے ہیں۔ آپ نشست کو بے اثر نہ جانیں۔ اس میں خاص اثر ہے۔ قمری سر کا رخ مغرب ہے اور شمسی سر کا رخ مشرق ہے۔ جب قمری عمل کریں تو مغرب کی طرف منہ کریں اور شمسی عمل میں مشرق کی طرف رخ رہے شمسی عمل اس وقت کریں جب شمسی سر چل رہا ہو اور قمری اس وقت کریں جب قمری سر چل رہا ہو۔ اگرچہ میں چند شناختیں بیان کر چکا ہوں کہ جس سے سیارگان کی ساعت معلوم کر سکے

مگر آپ ان جھگڑوں میں نہ پڑیں۔ جو حساب سیارگان کا میں بتا چکا ہوں (منہوں کے حساب سے آپ اس پر عمل کریں اور میں درمیان میں بھی بتاتا جاؤں گا۔)

تسخیر محبوب کے لئے

عمل حب جب سانس الٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے کی طرف آنے کو ہو تو یہ زہرہ کا وقت ہے۔ آپ عمل حب اس وقت شروع کریں اور سیدھا سادہ اوقات یہ ہے کہ جب غروب آفتاب میں تیس منٹ باقی رہیں یہ وقت خاص مشتری کا ہے۔ اس وقت عمل شروع کریں عمل یہ ہے کہ پالتی مار کر اطمینان سے بیٹھیں مطلوب کا نام ایک کاغذ پر لکھ کر اپنے سامنے رکھیں اور نظر اس پر جمائیں۔ اگر محبوب کی تصویر آپ کے پاس ہے تو وہ سامنے رکھیں۔ تصویر پر عمل کا اثر بہت تیز ہوتا ہے۔ اگر تصویر نہیں تو پھر نام کافی ہے۔ اگر موقع ایسا ہے کہ نام بھی معلوم نہیں تو تصور مطلوب کا کریں اور اس کی صورت کا نقش تصور سے سامنے رکھیں۔ اب بعض مواقع ایسے بھی ہوتے ہیں کہ مطلوب کو دیکھا بھی نہیں ہے تو صرف تصور کریں۔

اطمینان سے پالتی مار کر بیٹھ گئے اور نام یا تصویر یا تصور مطلوب کا سامنے ہے۔ اب ایک لمبی سانس اندر کو کھینچیں اور تصور کریں کہ مطلوب میری سانس کے ساتھ کھینچ آیا اور میرے قلب میں چلا گیا اب سانس کو روکیں۔ جس قدر قوت ہو اب آہستہ آہستہ سانس کو باہر نکالیں۔ دو ایک سانس چھوٹی چھوٹی لے کر پھر ایک لمبی سانس اندر کو کشید کریں اور تصور وہی رہے کہ مطلوب میری سانس کے ساتھ کھینچ رہا ہے۔ اسی طرح مشق ترک کر دیں۔ بس عمل کامل ہو گیا گو اس میں کسی کلمہ کلام پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم اگر امداد کے لئے یہ عمل بھی نفس اندر کو کشید کرتے ہوئے پڑھ لیا کریں تو

نفع سے خالی نہیں مگر یہ آپ کی رائے پر منحصر ہے اور ہر مرتبہ بھی ضرورت نہیں کی مرتبہ پڑھ لیا۔ کسی مرتبہ ترک کر دیا۔ عمل یہ ہے۔ یا بیتھا النفس المطمئنہ راجعی الی ربک راضیہ مرضیہ فادخلی۔ (سورۃ فجر 89۔ آیت 28۔ سے 29) نفس کو اندر کشید کرتے ہوئے اس عمل کو پڑھیں کوئی تعداد اس کی محین نہیں۔ منہ مشرق کی طرف ہو۔ چند روز میں مطلوب آتش محبت سے بھڑک اٹھے گا۔

تسخیر محبوب کے لئے

حب کے لئے دوسرا طریق یہ ہے کہ حسب دستور پالتی مار کر بیٹھیں اپنے دونوں ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دیں جس طرح کسی کو آغوش میں لینے کے لئے پھیلاتے ہیں۔ ایک گہری سانس بہت گہری جس قدر ممکن ہو اندر کی طرف کشید کریں۔ اپنے دل کو تصور میں لائیں اور یہ نقشہ پیدا کریں کہ میرا دل بجائے ایک کے دو ہیں۔ جب تک سانس روکنے پر قادر ہوں یہ تصور پیدا کریں۔ جب دم گھٹنے لگے سانس باہر نکال دیں پھر دوبارہ اندر کو کشید کریں۔ اندر کی طرف کھینچتے ہوئے یہ تصور کریں ابتداء میں شاید تمام تصور کا نقشہ نہ جم سکے لیکن دو چار دن کی مشق میں مکمل نقش تصور کے ساتھ جم جایا کرے گا اور چند روز کی مشق میں مطلوب یہ قرار ہو جایا کرے گا۔ یہ دوسرا دل جو آپ تصور سے اپنے دل میں پیدا کریں گے۔ حقیقتاً محبوب کا دل ہوگا۔ یہ قاعدہ بہت مجرب ہے۔ میرے خاندان کے بزرگ اس سے اکثر کام لیتے رہے ہیں اور میں بھی اس سے بسا اوقات کام کر لیا کرتا ہوں۔

نوٹ: جو ایام سیاروں کے علم نجوم سے معین کئے گئے ہیں وہ ہی ایام نفوس ہیں۔ کیونکہ جب نفوس کو سیارگان سے منسوب کر دیا تو سیاروں کے جو مناسبات نجوم

میں معین ہیں وہ بدستور پیدا ہو گئے۔

نوٹ: عدد تین قسم کے ہیں اول وہ کہ جن کا نصف کامل ہو اور آخر تک کامل رہے جیسے 2, 4, 8, 16 اس قسم کے اعداد تہری ہیں۔ دوم وہ عدد ہیں کہ ابتدا میں دو پر تقسیم ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب اس کے حصہ کر دیے ہیں تو قابل تقسیم نہیں رہتے۔ مثلاً 12, 6, 18 اس قسم کے اعداد سورج سے متعلق ہوتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے کہ جو ابتداء ہی سے قابل تقسیم نہیں ہوتے جیسے 11, 13, 17 وغیرہ اس قسم کے اعداد نفس مساویہ سے منسوب ہیں۔ میں ایک خاص نکتہ تسخیر کا بیان کرتا ہوں۔ یہ ایسے راز میں جو شاید کسی کامل سے سالہا سال کی خدمت میں مل سکتے یا آپ رقم کثیر خرچ کرتے یہ بات ظاہر ہے کہ جب کوئی بات کتاب میں عام طریق پر آ جاتی ہے تو لوگوں کی نگاہوں میں وقعت کم ہو جاتی ہے۔ عام طریق پر یہ ہی مشہور ہے کہ کتابوں میں گپ شب ہوتی ہے۔ اصل بات کو لوگ سینوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے لیکن کتاب میں آ جانے سے آپ اس عمل کو بقدر نہ جانیں۔ میں کتاب میں محض اس لئے درج کر رہا ہوں کہ اب میرا وقت آخر ہے۔ میں قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں مثل مشہور ہے۔

”نہ مرے تو بوزھا ہو کر مرے“ جو انوں کو زندگی کی امید ہے (چاہے وہ برسوں زندہ رہے) میں اپنی بد اعمالی اور سیرکاری پر نام ہوں۔ میرے پاس کوئی عبادت نہیں جس سے مجھے بخشش کی امید ہو۔ میں نے جو کچھ حاصل کیا یا جو کچھ میرے بزرگوں کا سرمایہ ہے یا جو کچھ میرے تجربہ بات ہیں یا جو کچھ عالم غیب سے القا ہوا ہے وہ سب میں نے اپنی کتابوں میں بغیر کسی نکتہ کے چھپائے بیان کر دیا ہے۔ محض اس امید پر کہ شاید اللہ تعالیٰ میرے عملیات سے کسی مجبور اور بیکس کو کامیاب فرما دے اور وہ میرے حق میں دعا کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے صدقے میں میری نجات فرما دے۔ چونکہ میں خالصۃ اللہ تعالیٰ یہ عمل

تحریر کر رہا ہوں۔ کوئی معاوضہ یا صلہ میں نے نہیں لیا ہے۔ اس لئے مجھے کسی نکتہ کے چھپانے کی بھی ضرورت نہیں شاید آپ کا خیال ہو کہ کتاب قیمت سے فروخت کی ہے پھر خاصۃ اللہ تعالیٰ کہاں ہے۔ میں عرض کروں گا کہ میں نے کتاب کی قیمت وہ ہی لی ہے جو تقریباً اس پر لاگت آئی ہے۔ میں نے کاغذ، لکھائی، چھپائی کی قیمت لی ہے۔ عملیات کا کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ اگر میں عملیات کا معاوضہ لیتا تو یہ ہی نکتہ تسخیر کا جو میں اب بیان کر رہا ہوں۔ ہزار روپے میں بھی ارزاں ہے۔ یہ عمل نہیں ہے بلکہ عملیات کے خزانہ کا درخشندہ گوہر ہے۔ آپ اس کی قدر کریں۔ اگر آپ برسوں میری خدمت کرتے سیکڑوں روپیہ خرچ کرتے اور میں خاص انداز سے اس عمل کو آپ کے کان میں کہتا۔ (ہزاروں احسان رکھ کر) اس وقت آپ کا اعتقاد کامل ہوتا۔ اب جو میں بے مانگے بے کسی کے طلب کئے ہوئے۔ اپنی خوشی سے کتاب میں درج کر رہا ہوں تو بعض نگاہوں میں اس کی وقعت نہیں رہی لیکن مجھے اپنے کام سے کام ہے پہنچا دینا میرا کام ہے عمل کرنا یا نہ کرنا آپ کا کام ہے اور عمل میں تاثیر کامل عطا فرماتا خدا نے ذوالجلال کا کام ہے۔

اب اس عمل کی تشریح اور توضیح غور سے معلوم کرو۔ مطلوب اور اپنے نام کے اعداد واجد قمری سے اس وقت استخراج کرو جب قمری سرچل رہا ہو اور ان اعداد کو بطریق استحقاق جمع کرو۔ مگر عشرات کو جمع کر کے احاد کی صورت میں نہ لاؤ۔ اب دیکھو کہ اعداد مستخرجہ مستطابقہ قمری برآمد ہوئے اگر قمری برآمد ہوئے تو یہ تسخیر کے لئے ایک تیر دو پچاس ہے۔ جو پہلے وار میں ہی جگر کے پار ہوتا ہے۔ اعداد کو مستحق محض نسبت سيارہ کے لئے کرو اگر استحقاق عشر تک قمری اعداد برآمد ہوں کہ آپ سمجھ لیں کہ اسم اعظم ہاتھ آ گیا اور یہ فال ہے کہ مطلوب بہت جلد مسخر ہو جائے گا اب اصل اعداد (استحقاق سے قبل دونوں ناموں کے جو اصلی اعداد تھے) کہ ہم عدد قرآن پاک میں سورۃ یوسف 12 کی

کوئی عبارت لیں کوٹش کریں کہ ایسا جملہ ہاتھ آ جائے جو کامل اور مساوی عدد ہوں اگر کامل جملہ ہاتھ نہیں آتا تو جس حرف تک آپ کے اعداد کامل ہوتے ہوں اس حرف تک لے لیں اور سورۃ یوسف 12 کی اس عبارت کو بقاعدہ اولیٰ پڑھیں۔ یعنی پالیتی مار کر قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھیں اور لمبی سانس اندر کو کشید کریں اور ان حرفوں کو پڑھتے جائیں۔ کوئی تعداد ان کی متعین نہیں، سانس کی قید کریں اور ان حرفوں کو پڑھتے جائیں۔ جب سانس تھک جائے تو باہر نکال دیں اور عمل موقوف کریں پھر سانس کو اندر کی طرف کشید کریں اور پڑھیں۔ اسی طرح تیس مرتبہ کریں۔ یعنی جب سانس اندر کو کشید کریں تو یہ عمل پڑھیں جب تک سانس روکنے پر قادر ہوں اور جب سانس باہر کو نکالیں تو عمل موقوف کریں۔ اسی طرح تیس مرتبہ کریں خدا چاہے تو چار اور زیادہ سے زیادہ آٹھ دن میں مطلوب بے قرار اور بیتاب ہو جائے گا اور خاص جذبات محبت اس کے دل میں پیدا ہو جائیں گے۔ لیکن اعداد مستطابقہ قمری نہیں بلکہ شکی برآمد ہوئے وہ ہی اعداد عشرات تک استحقاق کرنے میں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مطلوب کاملنا دشوار ہے۔ آسان نہیں ایسے موافقات اور مشکلات پیش ہیں اور آئیں گے جس سے باہمی ملاقات میں بہت دشواریاں پیدا ہو جائیں گی۔ تاہم ناممکن نہیں ان اعداد مستخرجہ کے (وہ اعداد جو استحقاق سے قبل اصل نام کے تھے) مطابق سورۃ یوسف 12 میں سے آیت یا عبارت پیدا کر کے شکی سر میں حسب قواعد بالا پڑھیں لیکن اس کی خواندگی ایکس یوم ہے یعنی ایکس یوم میں اثر ہوتا ہے مگر پڑھیں اسی وقت جب سانس اندر کو کشید کریں اور منہ مشرق کی طرف ہو اور جب سانس باہر نکلے تو پڑھنا بند کریں اب رہ گیا عدد و تساویہ یعنی دونوں ناموں کے اعداد قمری سے استخراج کئے اور استحقاق تا عشرات اعداد و تساویہ کی صورت میں پیدا ہوئے تو اس حالت میں بھی ہم قمری اعداد کی طرح عمل کریں گے اعداد قمری اور

اعداد و تساویہ میں عمل کا کوئی فرق نہیں۔ بس تعداد ایام کا ہی فرق ہے۔ یعنی قمری اعداد کا اثر آٹھ یوم میں شمسی کا اثر اکیس یوم میں اور تساویہ کا اثر غایت 16 یوم تک ظاہر ہوتا ہے۔ ہم عدد سورۃ یوسف 12 سے حروف لینا آپ خوب غور سے سمجھ لیں۔ دونوں ناموں کی جو تعداد ہو۔ سورۃ یوسف 12 میں سے کسی جگہ سے اس قدر حروف لیں جو ان اعداد کی برابر ہو جائیں۔ اگر یہ حروف ایسے نکل آئیں کہ جملہ باعنے نکلا اور آپ سے جہاں تک ہو کوشش کر کے اس جگہ ہی سے حروف لیں۔ جہاں سے کوئی باعنے جملہ پیدا ہو جائے اور اگر باعنے پیدا نہ ہوں تو اس کا خیال کریں بلکہ ہم عدد ہونے کا خیال کریں۔ اگر ہم عدد اور باعنے ہے تو نور علی نور ہے ورنہ ہم عدد لیں معنی کا خیال نہ کریں۔

نزلہ اور زکام کے لئے

اکثر نزلہ اور زکام کی حالت میں ٹھنڈا پانی نقصان ہوتا ہے اور اکثر اصحاب اس سے پرہیز کرتے ہیں اور اطباء کے نزدیک بھی سرد پانی نزلہ اور زکام میں نقصان دہ ہے۔ ایسی حالت میں آپ پانی پیتے وقت دونوں ہتھنوں کو ہاتھ سے مضبوط بند کر لیں اور سرد پانی پیئیں۔ جس قدر ضرورت ہو اور بعد پانی پینے کے بھی ایک منٹ تک تھنہ بند رکھیں ایک منٹ کے بعد اوپر کو سر کر کے تھنہ کھول دیں اس عمل سے سرد پانی کوئی نقصان نہیں کرے گا بلکہ فائدہ دے گا۔

حب اور بغض کے لئے

جس دم فقراء اور اہل تصوف کا خاص مشن ہے اور اس میں عجیب و غریب کیفیات اور حیات پنہاں ہیں۔ یہ محسوسات اور احوال ہیں تقریر و تحریر کی بندش سے یکسر آزاد

ہیں۔ جس دم میں طویل زندگی کا فلسفہ پوشیدہ ہے۔ رفع امراض اور دفع آلام و اسقام کا خاص اثر جس دم میں پوشیدہ ہے۔ جو اصحاب جس دم کی مشق کرتے ہیں۔ ان میں یہ اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ قلب کی صفائی، قلب میں تنگی، یزدانی، طول عمر، ولایت، تصور سے اپنی طرف دوسروں کو متوجہ کرنا، تسخیر عام، رفع امراض جسمانی و روحانی، غرض کہ انسان کو انسان کامل جس دم ہی بناتا ہے۔ جس دم کے قواعد چونکہ ماتحت تصوف آچکے ہیں اس لئے ہر خاندان کا طریق جدا گانہ ہے لیکن ایسا طریق جو تمام اقسام پر حاوی ہو۔ میں بیان کرتا ہوں اور بعد میں پڑھنے کا بمعنی قاعدہ بیان کر دوں گا جس دم کا اصلی قاعدہ یہ ہے کہ آپ پالتی مار کر نہایت سکون اور اطمینان سے بیٹھیں، کوئی فکر اور تشویش دل میں نہ ہو۔ پیٹ نہ بالکل خالی ہو نہ حد سے زیادہ پر ہو۔ اپنے سر کو بالکل سیدھا کریں ایسا کر بیڑھ کی ہڈی اور سر کی ایک مساوی سطح میں ہو۔ اب ایک لمبی سانس اندر کو کشید کریں اور یہ اندازہ کریں کہ جس قدر لمبی سانس اندر کھینچی ہے اس سے کم سے کم دو حصہ زیادہ اندر بند رکھیں۔ جب سانس پر بار پڑنے لگے تو باہر آہستگی سے نکال دیں۔ اسی طرح مشق برابر کرتے رہیں۔ جب سانس اندر کھینچنے اور بند کرنے میں ایک اور پانچ تناسب ہو جائے گا تو وہ سب کیفیات اور مدارج ظاہر ہونے لگیں گے جن کا ذکر کشید کرنے میں جس قدر وقفہ ہوا ہے اس سے پانچ گنا بند کرنے کی مشق ہو جائے اور دوران مشق میں کوشش کرتے رہیں کہ جس قدر سانس اندر کشید کرنے میں طوالت ہوتی جائے اسی مناسبت سے بند کرنے میں تاخیر ہوتی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی دیر تک بند کر سکیں گے۔ آپ اس مشق میں ایسا پائیں گے کہ برقی قوت یا آب حیات کی ایک لہر باہر سے اندر کو کھینچ رہی ہے اور ایک مقناطیسی قوت آپ میں پیدا ہو رہی ہے۔ اس عمل کی پختگی میں کسی اور عمل کی یعنی پڑھنے پڑھانے

كى ضرورت نهيں هوتى۔ بلڪه آپ كى زبان سے نكلا هوا هر جمله هر حرف ايك عمل هے۔
پچھيروں كى هوا صاف هو جائے گى اور كوئى جسمانى مرض پيدا نه هوگا۔ اگر دنيا كے لوگ
اس درس پر عمل كريں تو تپ دق جيسے مهلك مرض سے صحت هو سكتى هے۔ جس دم كى مشق
كرنے والے اصحاب تمام آلام واسقام سے نجات حاصل كرتے هيں۔ تبديلى آب و هوا
اور تغيرات موسم كا كوئى اثر ان پر نهيں هوتا اور كسوئى قلب اور سكون واسمينان اس قدر پيدا
هو جاتا هے كه كوئى بيرونى طاقت اس كے تصور كو نهيں توڑ سكتى نيز يه ايك قسم كى خاص ورزش
هے۔ جو جسم كو خوبصورت اور سڈول بنا ديتى هے۔ ليكن ان اسباق ميں يه لحاظ رھے كه زياده
ديرك مشق نه كيا كريں ورنه اول تو سوء هضم كى شكايهت پيدا هوگى يعنى جب آپ زياده دير
تكم بيٹھے هوئے مشق كرتے رهيں گے تو لامحالہ هضم ميں فتور هوگا اس لئے غذا اهلكى اور زود
هضم كهايا كريں اور زياده مقدار ميں نه كهايا كريں حضرت شيخ سعدى عليه الرحمة نے اس
فلسفہ كو اس قطعہ ميں يوں بيان فرمايا هے:

اندرون از طعام خالى دار

نادر و نو معرفت يني

تمي از حكمتي به علت آس

كه پري از طعام تاني

يهاں تكم چند قواعد ميں نے تخير عام و خاص كے بيان كر ديے اور يه عمل هيں
جن كا اثر هونا يقيني هے۔ اب ميں دو خاص قاعده بربادى دشمن اور هلاكى اعداء اور فتح يابى
برخلافين كے بيان كرتا هوں اور يه بيان كر چكا هوں كه يه قواعد ساختك هيں اور مسراوئ
هيں جن كا اثر خافى نهيں جاتا۔ ان ميں خاص تاثير يه هے كه ايسے عمل بالكلية باطل نهيں
هوئے۔ اگر اثر تمام و كمال نه هوگا۔ (كسى خاص وجه سے) تب بهي آپ اس قدر ضرور

اثر ديكيں گے جس سے معلوم هو جائے گا كه عمل بے اثر نهيں۔ يعنى اثر كم و بيش هو سكتا
هے بالكلية زائل نهيں هو سكتا۔ بغض وعداوت اور هلاكى اعداد كے لئے اكڑوں بيٹھو (جيسا
كه عمل حب ميں پالتي مار كر بيٹھنا بتايا گيا هے)۔ نيز عمل حب اس وقت كر و جب سانس
اندر كشيده كر و اور عمل بغض اس وقت كر و جب سانس باهر نكلے اپنے دشمن كا نام لكھ كر
(خوب مونے حرفوں ميں) اپنى نگاه كے سامنے ركھو اس پر نظر جمر رھے۔ ليكن صورت
غضبناك اور خشم آلود هو۔ چهره پر آثار جلال و خوف پيدا كر و۔ تيز نظروں سے نام كو
ديكيو۔ اگر ايسے موقع پر دشمن كى تصوير سامنے هوتو بهت جلد اثر هوتا هے۔ ايك لمبى سانس
اندر كو كشيده كر و اور تيزى كے ساتھ باهر كو نكالو۔ سانس نكلتے هوئے يه عمل پڑھو۔

مبصلىٰ نارا ذات لهب۔ (سورة لهب۔ 111۔ آيت۔ 3) جس وقت
لهب منہ سے نكلے تو هوا كا اثر نام يا تصوير پر پونچے۔ يعنى پہلے سے ده كاغذ جس پر نام لكھا
هے يا تصوير اس قدر قريب ركھو كه تمھارى سانس كى هوا اس پر پڑ كر اسے متحرڪ
كر دے۔ لهب پر اپنى سانس توڑ دو۔ (گو اس ميں سكت باقى هو) پھر دوباره سانس
اندر كو لے كر باهر نكلتے هوئے عمل پڑھو اور لهب كو زور سے نكل كر اس كى هوا كاغذ پر
ڈالو۔ اس طرح اكيں مرتبه روزانه اكيں يوم تك كيا كر و۔ اس عرصہ ميں تم دشمن كو اپنى
حسب مراد پریشان حالى ديكيو گے۔ اكيں روز انتہائى هيں يعنى كمل كورس هے مگر كسي
اكيں دن پورے نهيں هوتے جب تم كو معلوم هو كه تمھارا معمول (دشمن) بيمار هو گيا يا
كسى مصيبت ميں گرفتار هو گيا تو اس عمل كو اسي دن ختم كر دو اگر تم اس اميد ميں براى عمل
كرتے رهو گے كه آئندہ اور زياده برانتيجه هوا هوگا تو اس سے عمل ميں فرق آ جائے گا
اور اس كا اثر تم پر لوٹ جائے گا۔ اس عمل كى بس دو معياد ديں هيں۔ اكيں دن يا جب خبر
ملے كه دشمن كسى پریشاني ميں مبتلا هو گيا هے يه عمل بهت هي سربلج الاثر هے۔

قاعدہ دوم نفس کے واسطے یہ ہے کہ جو اصحاب عمل کے پڑھنے سے کسی وجہ سے متمنع ہوں وہ صرف اس کاغذ پر جس پر نام دشمن کا لکھا ہے یا تصویر پر نظر کرتے ہوئے (خشمگین اور غضبناک نظر) جب سانس باہر کو نکالیں تو یہ تصور کریں کہ دشمن تباہ اور برباد ہو رہا ہے باقی سب قاعدہ وہی ہے جو قاعدہ اولیٰ میں بیان کر دیا۔

سونگھنے کی قوت میں اضافے کے لئے

بعض اصحاب میں قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) مفقود ہو جاتی ہے۔ وہ خوشبو اور بدبو سب سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ ایسے اصحاب کی وہ شریان (رگ) خشک ہو جاتی ہے جس کا قوت شامہ سے تعلق ہے۔ ایسے اصحاب کا بہترین اور اکسیری علاج یہ ہے کہ سر پر روغن کدو کی مالش کریں اور صبح طلوع آفتاب سے کچھ قبل کھلی ہوئی ہوا میں یا بالاحسن پر چڑھ کر اپنی سانس کو زور سے اندر کشید کریں اور اسی زور سے باہر نکالیں اور اس عمل کو جلد جلد کریں یعنی ہوا زور سے اندر کشید کریں اور باہر کو نکالیں تقریباً پندرہ منٹ اس عمل کو روزانہ کریں ایک ہفتہ میں قوت شامہ عود کر آئے گی اور خوشبو و بدبو میں تمیز ہونے لگے گی۔

نوٹ: یہ کلیہ کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ انسان عقل ہی سے متمیز ہے جس میں جس قدر عقل ہے وہی قدر مدارج انسانیہ طے کرتا جائے گا اور دنیوی وجاہت بھی حاصل کرے گا۔ بے عقل انسان اور لاعقل حیوان میں کوئی فرق نہیں۔ انسان میں جو ہر انسانیت عقل ہی ہے۔ جس میں عقل نہیں وہ نہ صرف مرتبہ انسانیت سے محروم ہے بلکہ وہ دنیا میں کوئی معزز اور محترم جگہ حاصل نہیں کر سکتا۔ ایسا انسان کیڑوں کی طرح گنہام پیدا ہوتا اور گنہام ہی فنا ہو جاتا ہے۔ اس کی ہستی نہ اپنے لئے مفید ہے نہ دوسروں کے

لئے مستفیض اس میں شک نہیں کہ عقل عطیہ الہی ہے۔ یہ کیسی نہیں دہی ہے۔ مگر قدرت بخیل ہے نہ ظالم قدرت ہر انسان کو فطرت پر پیدا کرتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

کل مولود یولد علی فطرة

مگر کوئی شخص آئینہ فطرت کو سعی و کوشش مجاہدہ اور ریاضت سے منجلی اور مصفا کرتا رہتا ہے اور کوئی تامل اور تساج سے اور مکدر بناتا رہتا ہے۔ آئینہ عقل کو صاف اور منجلی کرنے کے لئے جس دم سے بڑھ کر کوئی دوسرا طریق بہتر نہیں ہے۔ جس دم قدرت کا ایسا کارخانہ یا پتلی گھر ہے۔ جس میں ہر قسم کی مشینیں لگی ہیں۔ تندرستی، توانائی، دولت، عظمت، تسخیر عام، شغائے امراض، خوبی عاقبت، ولایت، کرامت غرض کہ سب کچھ سب کچھ جس دم میں ہے۔ مگر ان مجیدوں کو وہ ہی شخص پاسکتا ہے جو اس پر عامل ہوتا ہے۔ آپ تجربہ کریں کہ جب آپ پانچ منٹ تک جس دم کر سکیں گے تو دیکھ لیں گے کہ آپ کے سینہ میں جو قدرت کا پتلی گھر ہے اس کی تمام مشینیں حرکت کر رہی ہیں اور سب اپنے اپنے مفوضہ کام کو بخیر و خوبی کر رہے ہیں۔

گرمی اور سردی پیدا کرنے کے لئے

آپ اس کتاب میں پڑھ آئے ہیں کہ دھات سُرشی ہے اور بابا یا قمری شمشیر میں آکسیجن ہوتا ہے اور آکسیجن آگ کا جز ہے یہ حرارت اور گرمی پیدا کرتا ہے۔ جب کوئی عمل ایسا ہو جس میں شمشیر چلا نا پڑتا ہو تو ایسے عمل میں بعد مشق تھوڑی دیر کے لئے قمری سُر بھی چلا لیتا چاہئے اور بیرونی طریق پر دودھ، گھی کا استعمال بھی کرنا چاہئے یا کسی سرداشیا کا استعمال ضروری ہے۔ تاکہ پیدا شدہ حرارت کا بدل ہو جائے۔ اگر کوئی

آدی شمشیر عرصہ تک چلاتا رہے گا اور اس کا بدرقہ نہ کرے گا تو نقصان پیدا ہوگا اور گرمی سے جو عوارضات پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ پیدا ہو جائیں گے۔ (اگر آپ کو اس کا تجربہ کرنا ہو تو اس طرح کر سکتے ہیں کہ جب بدن کو ٹھنڈا دینے والی خونی سردی پڑ رہی ہو اور دانت سے دانت بچ رہا ہو تو آپ قمری سر کو بند کر دیں اور شمشیر سر چلا دیں۔) تھوڑی دیر میں آپ کو گرمی محسوس ہوگی اور رفتہ رفتہ جسم میں اس قدر حرارت پیدا ہوگی کہ آپ کو احساس ہوگا کہ شاید گرمی کا موسم آ گیا اور اسی طرح جب گرمی کے موسم میں آسمان سے آگ برس رہی ہو۔ پسینے آ رہے ہوں پیاس کی شدت ہو تو آپ شمشیر سر کو بند کر کے قمری سر چلائیں۔ تھوڑی دیر میں حرارت مفقود ہوگی اور جسم میں ٹھنڈک پڑ جائے گی اور پیاس کی شدت جاتی رہے گی۔ یہ ایسے نمایاں مسائل ہیں جن کا ہر وقت تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ جب کسی وجہ سے بخار تیز ہو جاتی کہ سرسامی حالت پیدا ہو چکی ہو تو شمشیر سر کو بند کر کے قمری سر چلا دو۔ تھوڑی دیر میں ہی بخار کی حالت مفقود ہوگی اور مریض کو سکون معلوم ہوگا۔ یا بعض بیماریوں میں جیسے کالرا (ہیضہ) میں جسم سرد پڑ جاتا ہے۔ حکیم اور ڈاکٹر بخار اور گرمی پیدا کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر شمشیر سر چلا دیا جائے تو بے کسی بیرونی دوا کے تھوڑی دیر میں جسم میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور مریض کی جان بچ جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب گرمی کی ضرورت ہو تو شمشیر سر چلا دیں اور سردی کی ضرورت ہو تو قمری سر چلا دیں۔

پیٹ کے امراض کے لئے

بعض اصحاب کو قبض دائمی کی شکایت رہتی ہے۔ بعض اصحاب کی آئے دن ناف ملتی رہتی ہے۔ بعض اصحاب کی پیٹ کی رگوں میں درد رہتا ہے۔ علی الخصوص عورتوں کو اس

قسم کی بیماریاں اکثر ستاتی رہتی ہیں۔ بعض اصحاب کے کمر اور گردن میں درد رہتا ہے جس سے وہ بے چین رہتے ہیں۔ غرض کہ پیٹ کی جملہ شکایتوں اور جسم کے تمام حصہ کے دردوں کے لئے یہ قاعدہ منضبط ہے۔ اگر آپ اس پر عمل کریں گے تو تیسرے دن ابتدائی اور معمولی بیماریوں سے شفا ہوگی۔ اگر کہ نہ امراض ہوں تو ایک ہفتہ میں شرطیہ (انشاء اللہ) صحت ہوگی۔ قبض دائمی کے لئے یہاں ایک نکتہ طبی بیان کرتا ہوں پھر علم النفس کے ماتحت قاعدہ تحریر کروں گا۔ جن لوگوں کو قبض دائمی کی شکایت ہو، ایسے اصحاب صبح خواب سے بیدار ہو کر پاخانہ کو ضرور چلایا کریں۔ اس سے غرض نہیں کہ اجابت ہو یا نہ ہو مگر صبح کو اجابت بفرغت ہونے لگے گی یہ تو طبی نکتہ ہے اور مجرب ہے جو عمل کرے گا اس سے فائدہ ہوگا۔ اب ماتحت علم النفس میں قاعدہ بیان کرتا ہوں۔ اس عمل سے تمام امراض دور ہوں گے۔ اس عمل کا کوئی خاص وقت تو معین نہیں دن رات میں جس وقت موقع ملے یہ مشق کر لیا کریں۔ تاہم صبح کا وقت زیادہ مناسب وقت ہے۔ پابندی صرف اس قدر ہے کہ پیٹ بھر اہوا نہ ہو۔ (قمری یعنی بائیں نکتے کو روٹی سے بند کریں بشرط کہ وہ نکتہ چل رہا ہو۔ اگر شمشیر سر ہی چل رہا ہو تو بہت مفید ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو برابر سطح میں خوب پھیلائیں اس قدر کہ ہاتھوں میں جھول نہ رہے۔) بالکل تین جائیں دونوں پاؤں کو ملا لیں اور مضبوط کریں کہ قدم اپنی جگہ قائم رہیں ملنے نہ پائیں۔ اب اس طرح ہاتھ تھمتے ہوئی سیدھی طرف کو مڑیں۔ اس قدر جس قدر مڑنا ممکن ہو جاتی کہ کمر اور رانوں کے پٹھے کھینچنے لگیں اور ایک قسم کی رگوں اور پٹھوں میں تکلیف محسوس ہونے لگے۔ ہاتھ برابر تھمتے رہیں نہ ہاتھوں میں جھول آئے نہ پاؤں اپنی جگہ سے جنبش کریں۔ جب تمام جسم مڑ جائے تو اب آہستگی سے بائیں طرف کو مڑیں جس قدر ممکن ہو پھر دائیں طرف پھر بائیں طرف اور سانس زور زور سے داہنے نکتے سے خارج کرتے جائیں اور اندر کو کشید کرتے

جائیں۔ اس طرح دانے سے بائیں طرف اور بائیں طرف سے دائیں طرف جسم کو پھیراتے رہیں کم از کم سات مرتبہ اسی طرح جسم کو گردش دیں۔ اگر زیادہ مرتبہ دے سکیں تو اور بھی اچھا ہے اب ہاتھ چھوڑ دو مشق ختم ہو چکی تین دن اسی طرح مشق کرو جسم کے جوڑ جوڑ کا درد موقوف ہوگا پیٹ کی رگوں میں جس قدر خرابی ہوگی۔ معدہ کی خرابیاں جاتی رہیں گی آپ اس مشق سے اپنی زندگی میں خوشگوار تبدیلی دیکھیں گے۔ آپ حیات کی لہریں جسم میں دوڑتی معلوم ہوں گی۔ اس مشق سے جو فوائد فوراً حاصل ہوں گے وہ آپ خود مشق کرنے پر معلوم کر سکیں گے۔ میں الفاظ میں ان فوائد کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

خون کے امراض کے لئے

جس شخص کے خون میں خرابی ہے یا تپ کہنہ ہے تو سینہ ابھار کر سیدھے اس طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ جس طرف کی ہوا ہوائے ہونٹوں کو گول بنا لو جس طرح سیٹی بجاتے ہی اور زور سے ہوائے رکو کشید کریں اور زور سے باہر کو نکال دیں ایسے زور سے کہ منہ سے سیٹی کی آواز نکلے۔ دس منٹ اس طرح دن میں کم از کم پانچ مرتبہ یہ مشق کرو۔ آپ کو خود احساس ہوگا کہ خون صاف ہو رہا ہے اور تپ محرقہ کم ہو رہی ہے۔ اس عمل سے بھوک بھی کھل جاتی ہے اور قدر غذا کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

خیالات اور تصورات کی مضبوطی کیلئے پیچیدوں کا کردار

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ قلب اور پیچیدوں میں یگانگت اور باہمی اتحاد ہے۔ قلب پیچیدوں سے اور پیچیدے قلب سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا دل میں جو بات پیدا ہوگی پیچیدے بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اور عمل حب و بغض کے

لئے یہ ایک خاص مقناطیسی قوت ہے۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ ایک شخص سے ہمیں محبت یا عداوت ہے تو درست ہے ملنے کے لئے اور دشمن کو برباد کرنے کے لئے پیچیدوں کی کیا ضرورت ہے جسمانی آلام و اسقام میں تو پیچیدوں کو ہم دخل سمجھ سکتے ہیں۔ مگر خارجی کاموں میں پیچیدوں کا کیا کام ہے۔ ہاں حیرت و استعجاب کی ضروریات ہے اور ہم نے کبھی نہیں سنا اور نہ کسی کتاب میں دیکھا کہ فلاں کام ہمارا اس وجہ سے نہیں ہوا کہ ہمارے پیچیدے خراب یا اس کام کے مخالف تھے۔ ناکامی کی وجہ سیاروں کی مخالفت بتائی جاتی ہے۔ مگر پیچیدوں کی مخالفت آج تک نہیں سنی مگر آپ یقین کریں کہ ہماری ناکامی میں جہاں سیاروں کی مخالفت کام کرتی ہے وہاں ہمارے اعضا کی مخالفت بھی کام کرتی ہے اور دوسرے عملیات میں خواہ پیچیدے دخل ہوں یا نہ ہوں مگر علم النفس میں پیچیدوں کو بہت حد تک دخل حاصل ہے اور میں بعونہ تعالیٰ اسے ثابت کرتا ہوں یہ بات ظاہر ہے کہ جس قدر کسی شے کا خیال دل میں مستحکم ہوگا۔ اسی قدر اس شے پر اثر پڑے گا۔ اسی خیال کا نام تصور ہے۔ اعتقاد ہے۔ استقلال ہے۔ سب دنیا اس پر مشفق ہے کہ جب استقلال سے کوئی کام کیا جائے گا اس میں کامیابی ہوگی اور استقلال نام ہے۔ مضبوطی خیال اور استحکام تصور کا۔ فقراء میں اس کا نام مراقبہ اور گیان دھیان ہے۔ اسی مراقبہ یا گیان سے روحانی درجے طے ہوتے ہیں۔ دنیا کا ہر وہ فعل اور ہر وہ حرکت جو ہم سے صادر ہوتی ہے وہ پہلے خیال میں آتی ہے۔ اگر خیال میں جم گئی تو ہم اس حرکت یا فعل کو کرتے ہیں اگر وہ خیال نہ جاتا تو ہم اس فعل کے فاعل نہیں ہوتے۔ خیالات تو ہوا کی لہروں کی طرح مٹتے جاتے ہیں۔ لیکن بعض خیال ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ہم ان خیالات کی تکمیل فعل سے کر لیتے ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ پھر کیا آپ کو معلوم ہے کہ کوئی خیال مستحکم ہو کر فعل میں آ گیا۔ تو

اس کی وجہ کیا تھی اور کوئی خیال پیدا ہو کر حرف غلط کی طرح مٹ گیا تو اس کی وجہ کیا تھی۔ اگر آپ اس کی وجہ یہ بیان کریں کہ جو خیال پیدا ہو کر مٹ گیا وہ مصلحت کے خلاف تھا اور اس میں نقصان تھا اور جو خیال ہمارے لئے مفید تھا وہ ہو گیا تو مشابہہ شاہد ہے کہ دنیا میں ایک انسان بد سے بدتر فعل کر جاتا ہے اور بہتر سے بہتر چھوڑ دیتا ہے۔ اگر مفید اور غیر مفید کی وجہ مان لی جائے تو پھر دنیا میں کوئی شخص برا کام نہ کرے کیونکہ دنیا میں سب سے برے کام غیر مفید اور ناقص کاموں کی ہی بہتات ہے۔ بہر حال یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس کام پر آدمی کا خیال مستحکم ہو جاتا ہے۔ وہ کام کر گزرتا ہے چاہے وہ مفید ہو یا غیر مفید اب خیالات میں استحکام کس طرح ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں ایک مقناطیسی قوت ہے۔ جب دل میں کوئی خیال پیدا ہوتا ہے تو اس کا پھپھروں پر پڑتا ہے۔ اگر وہ خیال نیک ہے اور پھپھروں کی ہوا بھی صاف شفاف ہے تو دونوں مل کر خیالات اور تصورات کو مستحکم بنادیتے ہیں اور وہ خیال فعل بن جاتا ہے۔ اگر خیال بد ہے اور پھپھروں کی ہوا بھی بد ہے تو وہ تصور مضبوط ہو کر فعل کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ خیال تنہا کچھ نہیں کر سکتا تا وقتیکہ پھپھروں کی ہوا معاون نہ ہو اس بیان کو کسی قدر طول ہو گیا۔ مگر بغیر طول کی چارہ بھی نہ تھا۔

تسخیر محبت کے لئے

اب میں عمل تسخیر و محبت بیان کرتا ہوں جو سمرائڈ ہے اور جس کا اثر اس طرح یعنی ہے۔ جس طرح صبح کو آفتاب کا شرق سے نکلنا۔ صاف اور کھلی ہوئی ہوا میں سینہ تان کر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر باغ کی ہوا ہو جس میں پھلوں کی خوشبو شامل ہو تو نہایت عمدہ ہے۔ پہلے منہ کے ذریعے سے خوب ہوا اندر کی طرف بھر دو اور ناک کے نتھنوں

ذریعہ نکال دو اس میں شمی اور قمری کی بحث نہیں ہے۔) پانچ چھ مرتبہ اسی طرح تازہ ہوا اندر بھر دو اور کثیف ہوا خارج کر دو۔ اب تمہارے پھپھروں کی ہوا صاف ہے۔ اب مطلوب کا خیال اپنے دل میں جماؤ اور اس کا نام لیتے ہوئے لمبی سانس اندر کو کشید کرو اور تصور یہ ہو کہ میں جس کا نام لے رہا ہوں۔ وہ میری سانس کے ساتھ میرے دل میں آ رہا ہے۔ لمبی سانس بھر کر آہستہ سے نتھنوں کے ذریعہ سے خارج کر دو۔ اسی طرح کم از کم پچیس مرتبہ کرو سانس اندر کھینچتے ہوئے مطلوب کا نام لو اور باہر نکالتے ہوئے نام نہ لو۔ صبح و شام تیس تیس منٹ اس عمل کو کرو امید کرتا ہوں کہ جاندار تو آخر جاندار ہے ایک مرتبہ بے جان شے بھی متحرک ہو کر تمہارے پاس آ جائے گی۔ آپ دل میں کہیں گے کہ اس قدر آسان ترکیب اور اس قدر دشوار کام ایک دنیا حب و تسخیر کے لئے پریشان پھرتی ہے۔ برسوں ایڑیاں رگڑتی ہے۔ آخر اس معمولی عمل سے کام کیوں نہیں لیا جاتا۔ میں عرض کروں گا کہ دنیا میں یہ اسباق اور قواعد عام نہیں ہیں۔ جو لوگ علم النفس کے عامل ہیں وہ پلک مارنے میں سات قفلوں کے اندر سے مطلوب کی نکال لاتے ہیں اور اس قسم کی حکایات و روایات بکثرت کتابوں میں آپ کو ملیں گی میں مجبور نہیں کرتا کہ آپ بھی میری تحقیق سے اتفاق کریں مگر میری تحقیق یہ ہی ہے کہ یہ سب علم النفس کی ہلکاریاں اور حیرت انگیزیاں ہیں۔ آپ چند الفاظ کو عمل کہتے ہیں اور اس علم میں علم النفس کا نام ہی عمل ہے۔ مجھے حروف کی تاثیرات سے انکار نہیں اور میں خدا کے پاک کلام اور مقدس نام کے اثر کا قائل ہوں۔ مگر ان مقدس عملیات کا دار و مدار بھی ترکیب نفس پر ہی ہوتا ہے۔ جن بزرگوں نے یہ کمال حاصل کیا ہے۔ انہوں نے پہلے ترکیب نفس ہی کیا تھا اور اپنے خیال عقیدے اور تصور کو مستحکم بنایا تھا میں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ جس جگہ میں نے مطلوب کا نام پڑھنے کو بتایا ہے اس کی جگہ آپ

کوئی حب کا عمل بھی پڑھ سکتے ہیں۔ مگر محبوب کا تصور دل میں بجا رہے اور آنکھوں کے سامنے یہ نقشہ بجا رہے کہ میری سانس کے ساتھ فلاں کچا چلا رہا ہے۔

علم النفس آپ کا تصور، آپ کا خیال آپ کا اعتقاد مستحکم اور غیر متزلزل ہو گیا۔ اس کا ثبوت کیا ہے اور کس طرح امتحان کیا جائے کہ آپ اپنی قوت ارادی کے مالک ہو گئے ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ کسی مطلب پر جم جانے کا نام عزم مصمم ہے تو یہ صحیح نہیں۔ تلون مزاج بھی کبھی کسی نقطے پر جم جاتے ہیں۔ یہ فنی اور عارضی استقلال ہے۔ زیر قانون علم النفس اس کا امتحان یہ ہے کہ جب آپ کا نفس آپ کے اختیار میں آجائے تو سمجھ لیجئے کہ ہم میں خود اعتمادی اور مستقل مزاجی پیدا ہو گئی اور نفس پر اختیار پانے کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے دوران کتاب میں جہاں جہاں ضرورت پڑی ہے۔ نفس تبدیل کرنے کی صورت بتائی ہے اور جس کی ہل اور آسان ترکیب یہ ہے کہ جس نتھنے کو بند کرنا ہو اس کو روٹی سے بند کر دو۔ روٹی سے بند کر کے نفس متحرک کو غیر متحرک بنانا یہ خود بے اعتمادی اور نومشتی کی دلیل ہے۔ جب آپ علم النفس کے ماہر ہو جائیں گے تو صرف اپنے ارادہ اور قوت ارادی سے اپنے نفس کو تبدیل کر لیا کریں گے۔ مثلاً آپ شمشیر چل رہا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ قمری سر چلنے لگے نومشتی میں تو ترکیب یہ ہوگی کہ آپ شمشیر کو روٹی سے بند کر دیں۔ دو منٹ میں قمری سر چلنے لگے گا۔ لیکن کہنہ مشتقی میں یہ حالت ہو جائے گی کہ ادھر آپ نے قمری سر کا خیال کیا اور ادھر قمری سر چلنے لگا۔ جب یہ قوت پیدا ہو جائے تو آپ سمجھ لیں کہ اب ہم استاد ہیں اپنی قوت ارادی کے مالک ہیں۔ پھر جس چیز کا خیال آپ کے دل میں پیدا ہو گا وہ ہی چیز ویسی ہی ہو جائے گی جیسی خیال کی ہے اس کا نام مسریم ہے اور حکماء اس درجے کو ولایت کرامت اور معجزہ کہتے ہیں۔ (میں بذاتہ کرامت اور معجزہ کو عطیہ الہی تصور

کرتا ہوں۔) دنیوی طریق پر اس کا امتحان اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ آپ کی بات کے عادی ہیں۔ (مثلاً آپ کو عادت ہے کہ آپ حقہ یا سگریٹ کثرت سے پیتے ہیں۔ یا پان کثرت سے کھاتے ہیں۔ غرض کسی شے کی ایسی عادت ہے کہ تھوڑی دیر نہ ملے تو آپ مضطرب ہو جاتے ہیں۔ یہ سب بے اعتمادی اور غیر مستقلی کی دلیل ہے۔ مستقل مزاجی اور خود اعتمادی اس کا نام ہے کہ آپ ایک دم اس عادی شے کو ترک کر دیں اور آپ کے دل میں اس کا خیال بھی پیدا نہ ہونے کوئی تکلیف ہو۔) بر سیل تذکرہ میں اپنا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ میں پان کثرت سے کھاتا ہوں۔ بچپن سے اس کی عادت ہے۔ تھوڑی دیر نہ ملنے سے میرے حواس گم ہو جاتے ہیں۔ جب میں یکم 1993ء میں ستر حجاز پر روانہ ہوا تو مجھے معلوم تھا کہ حجاز میں پان نہیں ملتے۔ میں نے بہت سے پان کھا کر ایک قبیلے میں رکھ لئے تھے۔ میں کراچی تک تو پان کھاتا رہا جب حجاز میں سوار ہوا تو خیال آیا کہ یہ پان دو چار دن رہ سکیں گے اور پھر مل نہیں سکتے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ جس شے کو مجبوراً چار دن کے بعد ترک کر دینا ہے آج ہی اپنی خوشی سے ترک کر دو میں نے سب پان سمندر میں پھینک دیئے اور خیال کر لیا کہ میں پان کھانے کا عادی ہی نہیں ہوں۔ ستر حجاز کے تین ماہ میں ایک پان بھی میں نے نہ کھایا اور نہ مجھے کوئی تکلیف ہوئی واپسی پر جدہ شریف میں ایک جگہ میں نے پان فروخت ہوتے دیکھے میں نے پانوں کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا نہ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی لیکن اس قدر خامی مجھ میں رہی کہ جب واپس میں کراچی پہنچا تو پھر پان کی تمنا پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ وہیں سے میں نے حسب سابق پان کھانا شروع کر دیا اگر میں کراچی پہنچ کر بھی اپنے ارادے میں مستقل رہتا تو مجھ میں قوت ارادی بدرجہ اتم ہو جاتی خواہش اور تمنا دل کی ایک ماہر کا نام ہے مادہ ایک برقی قوت ہے جو متقی اور مثبت

سے مل کر اپنی شعاع پیدا کرتی ہے۔ اب میں اس کی ترکیب بتاتا ہوں جس سے قوت ارادی پیدا ہوتی ہے جب آپ کے دل میں کوئی خیال پیدا ہوا اور کسی شے کی تمنا اور جو خواہش پیدا ہو۔ لیکن آپ کو اس کام میں نقصان ہے آپ کا دل نہیں چاہتا کہ اس کام کو کریں مگر اقتضائے طبیعت سے مجبور ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ شمشیں یعنی داہنے نیچے کو انگلی سے بند کریں اور قمری یعنی بائیں نیچے سے ہوا زور سے اندر کو کشید کریں اور فوراً قمری سر کو انگلی سے بند کر کے شمشیں سر سے ہوا کو خارج کر دیں اور چند منٹ بالکل خاموش رہیں۔ کسی سے بات نہ کریں زیادہ سے زیادہ دس مرتبہ یہ عمل کریں یعنی قمری سے سانس اندر کو کشید کریں اور شمشیں سے باہر نکالیں اب آپ دیکھیں گے کہ وہ خیال بالکل گم ہو چکا آپ بالکل مطمئن ہیں اور اس کام کے نہ کرنے کے خیالات آپ کے دل میں جمع ہو گئے اور آپ اس کام کو قطعی چھوڑ چکے۔ اب آپ اپنے دل کو ٹٹولیں گے تو صاف نظر آئے گا کہ یہ کام مناسب نہیں۔ یہ چند منٹ کی مشق ہے جب جی چاہے اس کی آزمائش کریں اور یہ علم النفس کا خاص اثر اور کارنامہ ہے اور صرف اسی مشق سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ علم النفس کس قدر زبردست اور حکمتوں سے بھرا ہوا علم ہے اور اس میں کسی قدر برقی قوت قدرت نے پوشیدہ کر دی ہے۔

علم النفس پر میں نے دو ایک کتابیں مفصل دیکھی ہیں۔ ان بزرگوں نے ایسے ایسے قواعد سے صفحات پر کئے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ شاید آج تک بھی کسی نے ان پر عمل نہ کیا ہو۔ پھر ایسے مسائل کا ذکر جن کا کرنا دشوار ہو بیکار ہے اس لئے میں نے ان مشکل مقامات کو نکال دیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میری کتاب ابتدائی طالب علموں کے لئے ہے اور جب طالب ان مقاصد و قواعد پر حادی ہر جائے گا تو اس کا شوق خود رہبری کر کے انتہائی مقام تک پہنچا دے گا۔ ”شوق در ہر دل کہ باشند رہبرے“

درکار نیست“ اگر میری اس تصنیف کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا اور خدائے برتر و توانا نے اسے جامعہ قبولیت عطا فرمایا اور اہل ذوق و شوق نے نعرہ ہل من مزید (سورۃ ق۔ 50۔ آیت۔ 30) لگایا تو میں اس کا دوسرا حصہ بھی لکھ دوں گا جس میں گہرے نکات اور عوارضات ہوں گے۔

تسخیر خلق کے لئے

اپنے خیال اور عقیدہ کو مستحکم کر دینیوی خیالات اور پریشان تصورات سے دل میں اطمینان پیدا کرو اور نہایت سکون اور آرام سے بیٹھو۔ تمہاری نشست پاتی کی ہو۔ اپنے سینہ کو ابھارو۔ خوب سیدھ ہو کر بیٹھو۔ کمر میں جھول نہ آنے دو اپنی زبان کو تالو سے خوب چسپاں کر لو اور اپنے دل میں تصور کرو کہ ایک شمع جل رہی ہے۔ یہ تصور کرتے ہوئے سو مرتبہ یہ عمل دل سے پڑھو۔ (زبان تو تالو سے چسپیدہ ہے۔) نور علی نور یا نور اھدنی علی النور اس مشق اور عمل کا اثر یہ ہوگا کہ چند روز میں آپ کے دل میں وہ نور کی وسعت ہوگی کہ عرش و کرسی لوح و قلم ماکان مایکون آپ کے دل کی وسعت میں جلوہ گر ہوں گے اور تھوڑے ہی دن میں یہ کیفیت قال سے حال میں آجائے گی۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار

جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

جب آپ اس مشق کو اکیس دن کر چکیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ تسخیر آپ

کے پاس ہے دست غیب آپ کے پاس ہے۔ پھر دوران مشق میں جس شے کا جس مقصد کا تصور کرو گے پلک مارتے ہی حاضر ہوگی۔

دائمی نزلہ اور زکام کے لئے

علی الصبح طلوع آفتاب کے وقت کسی اونچی جگہ یا میدان میں مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر منہ سے گہری اور لمبی سانس پیٹ میں بھریں اور بعد ازاں منہ بند کر کے ناک کے راستے سے ہوا خارج کریں۔ اس عمل کو کم از کم دس مرتبہ روزانہ کریں۔ دائمی نزلہ، دوسرا اور زکام کے واسطے اس سیری علاج ہے۔ ابتدائی تپ دق اور پیچھے پھروں کے نقصان کو رفع کرتا ہے۔ بھوک کھلتی ہے۔ چہرہ کارنگ صاف ہوتا ہے اور بہت سے ضمنی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

روحانی صلاحیت کے لئے

ہوا کے اجزاء میں پانی اور غذا کے ذرات بھی ہوتے ہیں اور وہ جزو بدن ہو جاتے ہیں جو اصحاب جس دم کی مشق صفائی قلب کے طریق پر کرتے ہیں ان کی غذا کم ہو جاتی ہے۔ لیکن توانائی اور قوت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ چہرہ سرخ اور آنکھوں میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا میں جو اجزاء غذا کے شامل ہوتے ہیں وہ جوہر ہوتا ہے یعنی اس میں فضلہ نہیں ہوتا اور یہ اجزاء کلیتہاً جزو بدن ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقراء اور عبادت گزار اصحاب غذا کم کھاتے ہیں اور قوت زیادہ ہوتی ہے بعض اصحاب نے بطریق تجربہ صبح و شام چار چار گھنٹہ میدان یا باغ میں جا کر صاف ستھری ہوا کھائی اور چالیس، چالیس دن تک کچھ کھایا یا نہیں لیکن وہ زندہ رہے صرف اس قدر ضرور ہوا کہ ان کا وزن کم ہو گیا یعنی خون کی مقدار جسم میں کم ہو گئی لیکن ہمت اور حوصلہ نیز چستی و چالاکی میں ترقی ہو گئی اور خیالات فاضلہ سے دل و دماغ خالی ہو گیا ان کا جسم ایک نور کا پتلا بن گیا۔

روحانی صلاحیت کے لئے

دل کی دھڑکن سے ایک باریک آواز پیدا ہوتی ہے جو ہم سن نہیں سکتے بعض بزرگوں کا قول ہے کہ یہ آواز گھڑی کی آواز کی طرح ہوتی ہے۔ لیکن دیگر آوازوں کی طرح مہمل اور بے معنی نہیں ہے بلکہ بامعنی ہے اور اس میں قدرت کے اسرار کا اظہار ہوتا ہے۔ بعض اصحاب کا بیان ہے کہ الو جو ایک پرندہ ہے وہ خاص طریق پر بولتا ہے جس میں قدرت کے اسرار نمایاں ہوتے ہیں اور یہ بہت مشہور ہے اور الو پرندے کے متعلق بہت سے افسانے مشہور ہیں۔ واللہ اعلم ان کی کیا حقیقت ہے لیکن الو کے آوازوں کی حقیقت کچھ ہو یا نہ ہو مجھے اس سے بحث نہیں اگر آپ اسرار باطنی کی آواز سننا چاہتے ہیں تو خود آپ کے دل کی آواز قدرت کی ٹیپ ریکارڈ یا آلہ بکرا الصوت ہے دل کا کنکشن اسرار قدرت اور گنجینہ فطرت سے ملا ہوا ہے۔ اگر آپ کو عالم باطنی کے افسانے سننے کا شوق ہے تو آپ الو میں تلاش کیوں کرتے ہیں۔ خود اپنے دل کی آواز سنیں۔ (آپ کا دل قدرت کا مکمل باجہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو روکی سے مضبوط کر لیں تاکہ بیرونی آواز مطلق سنائی نہ دے اور ایک گوشہ میں سر جھکا کر بیٹھ جائیں مگر بالکل ساکن و ساکت ہو کر بیٹھیں اور اپنے دل کی طرف توجہ کریں۔ منہ سے لمبی سانس زور سے سینہ میں بھریں اور ناک کے ذریعہ خارج کریں۔ چند دن کی مشق میں دل کی دھڑکن کی آواز آپ کے کانوں میں آنے لگے گی۔ پھر چند یوم کے بعد کبھی جیسی آواز کا احساس ہونے لگے گا۔ پھر چند دن کے بعد آپ تلفظ سمجھنے لگیں گے۔ پھر صاف اور واضح باتوں کی آواز آپ کے کانوں میں آنے لگیں گی اور جو کچھ عالم باطن میں ہو رہا ہے آپ وہی دل سے سن

وہ سننے لگیں گے اور وہ اس طرح ہے کہ عالم باطن کے مکالموں کو دل کی مشین جذب کرتی ہے اور وہ ہی دہراتی ہے جو عالم غیب سے جذب کیا ہے۔ مگر ہم دنیا کی ہاؤ ہو میں اس کو نہیں سکتے۔ اگر آپ اس کی مشق کریں گے تو چند یوم میں آپ کا دل وہ سب کچھ سنا دیا کرے گا جو عالم غیب میں ہو رہا ہے۔ (دل کی آواز بتدریج باطن سے ہو جاتی ہے۔ بعض اصحاب نے ان آوازوں کی مفصل کیفیت بیان کی ہے مگر میں اسے سوائے لطف سخن کے اور کچھ دقیق نہیں سمجھتا مجھے صرف اسی قدر تحقیق ہے کہ ابتدا میں آواز کبھی کی آواز کی طرح آتی ہے اور بتدریج باطن سے بنتی جاتی ہے جو صاحب اس مشق کو کریں ان کو لازم ہے کہ جب غیب کی خبریں ان کو ملنے لگیں تو اس کا ذکر کسی سے نہ کریں ورنہ نقصان پائیں گے بس خود ہی لطف اندوز اور دنیا کے اسرار پر واقف ہوتے رہیں اور یہ ایک ایسا لطف ہے کہ اس کا عامل دنیا کی باتوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جب وہ عامل بن جاتا ہے تو کانوں کو بند کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی پھر ہر وقت دل کی آواز سنائی دیتی رہتی ہے۔

روحانی صلاحیت کے لئے

جس دم کی ابتداء میں عامل پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور جب وہ تصور میں محو ہوتا ہے تو نیند کے جھوٹے آتے ہیں یہ حقیقت میں نیند نہیں ہوتی بلکہ سکون اعضاء کا ایک کیف ہوتا ہے۔ نیند تو قدرت نے ایک معینہ وقت پر رکھی ہے۔ آپ نے اکثر تجربہ کیا ہوگا کہ آپ آنکھیں بند کئے لیٹے ہیں اور ایک نیم بے ہوشی طاری ہے۔ آپ باتوں کی آواز سن رہے ہیں آنے جانے والے کے پاؤں کی چاپ سن رہے ہیں مگر بظاہر سو رہے ہیں۔ اس کو حقیقت میں نیند نہیں کہہ سکتے بلکہ سکون اعضاء ہے۔ چونکہ جس دم کی مشق

اور تصورات کے پختہ کرنے میں اعضاء کو بے حد سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے خواب کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ کیف ابتدا میں ہی ہوتا ہے۔ چند روز کے بعد یہ طاقت بدل جاتی ہے اور آپ مشق میں بالکل ہوشیار رہ سکتے ہیں۔ متصوفین نے ان مقامات کو چند روز چند تقسیم سے ایسا لائن مسئلہ بنا دیا ہے اور میں اسے کوئی دقیق نہیں سمجھتا۔ یہ تقسیم کیا ہیں، ان کو میں ایک واضح مثال سے بیان کرتا ہوں۔

ہم کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک جانا ہے اور درمیان میں فاصلہ مثلاً دس میل کا ہے۔ اب ایک مسافر چلا اور مقام مقصود کو پیش نظر رکھ کر راستہ طے کرنا شروع کر دیا۔ راستہ میں پل بھی طے عمارتیں بھی ملیں سڑک کے موڑ بھی طے۔ درخت بھی طے غرض کہ چند روز چند مقامات طے مسافر سب کو طے کرتا ہوا منزل مقصود پر جا رہا ہے۔ کتابوں کے مولفین نے کیا کام کیا ہے کہ اس راستہ کے ہر قدم کا نشان دیا ہے کہ فلاں جگہ عمارت ہے۔ فلاں جگہ پل ہے۔ فلاں جگہ فلاں درخت ہے اور فلاں جگہ فلاں درخت ہے۔ اس سے سوائے طول کلام کے راہرو کو کوئی خاص فائدہ نہیں۔ البتہ اس کی ضرورت ہے کہ اس راستہ کے دو چار مقامات کے پتے دیئے جائیں تاکہ مسافر منزل مقصود پر سیدھا چلا جائے اور راستے میں بیکہ نہیں اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہم ہر نشان راہ اور ہر قدم کے فاصلہ کو بتاتے جائیں۔ قدم قدم کا نشان بتانا سوائے طول کلام کے کوئی مفید نہیں جب عامل جس دم کی مشق شروع کرتا ہے تو جو جو علامات ابتداء میں ظاہر ہوتی ہیں ان پر خود ہی عبور کرتا چلا جاتا ہے۔ اصل شے علم النفس میں جس ہے۔ جب آپ اپنی سانس کے روکنے پر قادر ہو جائیں گے وہ سب کیفیات سامنے آنا شروع ہو جائیں گی۔